اسلام اور جنسیات

ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی

جُملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : ـــــــ اسلام اور جنسیات
نام مصنف : ـــــــ ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی
کتابت : ـــــــ شکیل احمد، لکھنؤ
تعداد اشاعت : ـــــــ دو ہزار (۲۰۰۰)
سنہ اشاعت : ـــــــ اگست ۱۹۹۴ء
مطبوعہ : ـــــــ قاری انٹرپرائزز، مٹیا محل، دہلی
ناشر : ـــــــ عباس بک ایجنسی
سرورق : ـــــــ سید عباس حسنین
قیمت : ـــــــ تیس روپئے

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی
درگاہ حضرت عباسؑ، رستم نگر، لکھنؤ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	عرض ناشر	۵	۱۲	شادی	۴۷
۲	قرآن کریم میں ہے کہ...	۷	۱۳	متعہ	۶۱
۳	ایک معتبر اور کامیاب عمل	۸		باب سوم	۶۷
۴	مصنف ایک نظر میں	۹	۱۴	مرد اور عورت	۶۹
۵	اظہار حقیقت	۱۰	۱۵	عورتوں کی قسمیں	۷۵
	باب اوّل	۲۱	۱۶	پدمنی	۷۵
۶	جنس اور فطرت	۲۳	۱۷	چترنی	۷۶
۷	جوانی کی علامت	۲۷	۱۸	سنکھنی	۷۷
۸	مشت زنی	۲۸	۱۹	ہستنی	۷۷
۹	اغلام بازی	۳۲	۲۰	مردوں کی قسمیں	۸۲
۱۰	زنا کاری	۳۶	۲۱	شاش	۸۳
	باب دوم	۴۶	۲۲	مرگ	۸۳
۱۱	اسلام اور جنس	۴۷	۲۳	برش	۸۴

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۴	آشو	۸۴	۳۷	مکروہات جماع	۱۳۴
	باب چہارم	۹۵	۳۸	مستحبات جماع	۱۴۳
۲۵	شادی کے آداب	۹۷	۳۹	واجبات جماع	۱۴۶
۲۶	شادی کا خیال آنے پر دعا	۹۸	۴۰	وضو اور دعا	۱۴۸
۲۷	پیغام دینا	۱۰۱	۴۱	تنہائی	۱۴۸
۲۸	منگنی	۱۰۷	۴۲	مساس و دست بازی	۱۴۹
۲۹	نکاح کی تاریخوں کا تعین	۱۰۸	۴۳	غسل یا تیمم	۱۵۸
۳۰	مہر	۱۰۹	۴۴	جماع کے راز کو بیان کرنے کی حرمت	۱۶۱
۳۱	خطبہ اور صیغۂ نکاح	۱۱۱	۴۵	اولاد	۱۶۱
۳۲	رخصتی اور دعا	۱۱۲	۴۶	اولاد کی تعلیم و تربیت	۱۶۶
۳۳	دعوت ولیمہ	۱۲۱	۴۷	مرد اور عورت کے حقوق	۱۶۸
۳۴	شادی کا بنیادی مقصد "جماع"	۱۲۱		باب ششم	۱۷۶
	باب پنجم	۱۲۴	۴۸	جنس اور آخرت	۱۷۷
۳۵	آداب جماع	۱۲۵	۴۹	حواشی	۱۹۳
۳۶	جماع کی حرمت	۱۲۶	۵۰	مآخذ	۲۵۱

عرض ناشر

"اسلام اور جنسیات" کے موضوع پر لکھی گئی یہ کتاب، ادارۂ عباس بک ایجنسی کے سلسلۂ اشاعت کی انیسویں پیش کش ہے، اور اس کتاب کے عالم وجود میں آنے کا سبب یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۹۲ء یعنی سلسلۂ اشاعت کے ابتدائی منازل میں کچھ شائستہ اور مہذب نوجوانوں نے مجھ سے یہ فرمائش کی تھی کہ کوئی ایسی کتاب منظر عام پر آنا چاہیے جو روایتی کوک شاستر سے الگ ہٹ کر قرآن، احادیث اور اقوال ائمہ معصومین علیہم السلام کی روشنی میں نوجوانوں کو ازدواجی زندگی سے متعلق صحیح اور تفصیلی معلومات فراہم کر سکے۔

یقیناً یہ اچھوتی فرمائش میرے لیے ایک دشوار طلب مسئلہ بنی رہی لیکن خدا کا شکر ہے کہ محترم ڈاکٹر محمد تقی علی صاحب عابدی نے (جو پی ایچ، ڈی بھی ہیں اور سلطان المدارس لکھنؤ سے سند الافاضل بھی) مجھے اس کش مکش سے آزاد کر دیا اور میرے کہنے پر یہ کتاب تالیف کر دی جس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

بڑی اہم ترین اور پر حجاب منزلوں سے گزر کر جس انداز میں یہ کتاب تحریر کی گئی ہے اس پر میں اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کروں گا بلکہ یہ کتاب

کیسی ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین کرام خود کریں گے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی بک ایجنسی یا کتابی مرکز کا کام عوام تک مختلف موضوعات پر کتابوں کا پہنچانا ہے یا پھر اس سطح سے قدرے بلند ہو کر کتابوں کی نشر و اشاعت۔

مجھے امید ہے کہ محترم ڈاکٹر محمد تقی علی صاحب عابدی کی یہ کتاب عوام میں اور خصوصی طور پر نوجوانوں میں شرف قبولیت حاصل کرے گی اور اس کے ساتھ ہی میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا ممنون و متشکر بھی ہوں کہ انھوں نے میری خواہش اور فرمائش کا احترام کیا اور وقت کے اہم تقاضہ کو پورا کیا۔

سید علی عباس طباطبائی

عباسؑ بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباسؑ

رستم نگر، لکھنؤ ۳

قرآن کریم میں ہے کہ

"وہ (ہر عیب سے) پاک صاف ہے جس نے زمین سے اُگنے والی چیزوں اور خود ان لوگوں کے اور ان چیزوں کے جن کی انھیں خبر نہیں۔ سب کے جوڑے پیدا کیے۔"

(قرآن کریم سورۂ یٰسین آیت نمبر ۳۶)

"اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا۔"

(قرآن کریم سورۂ فرقان آیت نمبر ۵۴)

"تو جس نطفہ کو تم (عورتوں کے) رحم میں ڈالتے ہو کیا تم نے دیکھ بھال لیا ہے کیا تم اس سے آدمی بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں۔"

(قرآن کریم سورۂ واقعہ آیت نمبر ۵۹-۵۸)

"اور وہ لوگ جو (ہم سے) عرض کیا کرتے ہیں کہ پروردگارا ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ان کی جزا میں (بہشت کے) بالاخانے عطا کیے جائیں گے اور وہاں انھیں تعظیم و سلام (کا ہدیہ) پیش کش کیا جائے گا اور یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ رہنے اور ٹھہرنے کی کیا اچھی جگہ ہے۔"

(قرآن کریم سورۂ فرقان آیت نمبر ۷۴ تا ۷۶)

جن کی شادی نہ ہو رہی ہو اُن کے لیے

ایک معتبر اور کامیاب عمل

جس لڑکی۔لڑکے کی شادی میں کسی قسم کی کچھ رکاوٹیں حائل ہو رہی ہوں یا رشتہ کہیں سے نہیں آرہا ہو اور اگر آتا ہو تو ختم ہو جاتا ہو تو اس بچی کے لیے/بچے کی ماں کو چاہیے کہ دو رکعت نماز مثل صبح پڑھ کر درود ـــــ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی اول و آخر تلاوت کرنے کے بعد پانچ تسبیحیاں "تسبیح فاطمہؑ" اس ترتیب کے ساتھ تلاوت کرکے پہلے ۳۴ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور پھر ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اس کے بعد سورۂ طٰہٰ و طواسین و یٰس و حمعسق کی تلاوت کرکے آہ و زاری کے ساتھ امام زمانہ علیہ السلام کے واسطہ سے دعا کرے انشاء اللہ مراد ضرور بالضرور پوری ہوگی۔ یہ عمل کچھ دنوں تک جاری رکھے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ آسمان پر فرشتوں اور حوروں نے خاتون جنت سلام اللہ علیہا اور امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شادی کے وقت یہ دعا پڑھی تھی۔

(بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۹، بہ حوالہ احباب جنتری ص ۵۱۔۵۰، مضمون "تسبیح فاطمہؑ کے فضائل" احباب پبلشرس، لکھنؤ ۱۹۹۳ء/۱۴۔۱۴۱۳ھ)

مصنف ایک نظر میں

نام :ـــ (ڈاکٹر) محمد تقی علی عابدی
ولدیت :ـــ جناب سید حیدر علی صاحب عابدی
تاریخ ولادت وجائے پیدائش :ـــ ۲ر جولائی ۱۹۶۲ء، لکھنؤ (یو، پی)
تعلیم :ـــ پی ایچ۔ ڈی (فارسی) (لکھنؤ یونیورسٹی)، سند الافاضل (سلطان المدارس لکھنؤ)
مولوی، عالم، کامل، فاضل فقہ (عربی و فارسی الہ آباد بورڈ)
عقد نکاح ہمراہ :ـــ دختر محمد سجاد علی عابدی۔ ۷ا ر ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ/۱۴ ار ستمبر ۱۹۸۴ء
اولاد :ـــ محمد عسکری علی عابدی
تصانیف :ـــ ۱۔ پروینؔ اعتصامی حالات اور شاعری، ۱۹۸۴ء، نامی پریس، لکھنؤ
۲۔ جدید فارسی شاعری، ۱۹۸۸ء، نامی پریس، لکھنؤ
(اترپردیش اردو اکاڈمی، لکھنؤ سے انعام یافتہ)
۳۔ فارسی ادب کی شخصیات، ۱۹۹۲ء، نظامی پریس، لکھنؤ
(اترپردیش اردو اکاڈمی، لکھنؤ سے انعام یافتہ)
(مذکورہ تینوں کتابیں فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی، حکومت اترپردیش، لکھنؤ کے مالی تعاون سے شائع)
۴۔ اسلام اور جنسیات، ۱۹۹۴ء، عباس بک ایجنسی، لکھنؤ کے مالی تعاون سے شائع
۵۔ رسالۂ نخلبندی مع مقدمہ، حواشی اور ترجمہ (زیر طبع)
اور تقریباً ۵۰ مذہبی اور ادبی مضامین شائع
مشغلہ :ـــ ۱۔ جز وقتی استاد (Part-time Lecturer)، شعبۂ علوم مشرقیہ (عربی و فارسی)، لکھنؤ یونیورسٹی
۲۔ تحقیق بہ عنوان "ترتیب و تصحیح تذکرۂ عرفات العاشقین از تقی اوحدی" برائے ڈی۔ لٹ (ریسرچ ایسوسی ایٹ، یو۔ جی۔ سی۔ شعبۂ فارسی، لکھنؤ یونیورسٹی)
پتہ :ـــ حیدر منزل، ۱۳/۱۲۸/۴۵۰، فرینڈس کالونی، نیو مفتی گنج، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳ (یوپی)

اظہارِ حقیقت

سب سے پہلے بارگاہ رب العزت میں سر نیاز جھکانے کے ساتھ ساتھ محمدؐ و آلِ محمدؐ و اصحابِؓ پیغمبرؐ پر درود و سلام بھیجنے میں فخر محسوس کرتا ہوں جن کے لطف و کرم کی بدولت یہ کام اختتام کی منزل تک پہنچا۔

امابعد!

آج سے تقریباً چھ ماہ قبل میں صبح کی نماز اور تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ناشتے پر بیٹھنے ہی والا تھا کہ گھنٹی بجی، باہر نکل کر آیا تو دیکھا مولانا علی عباس صاحب طباطبائی گیٹ پر موجود ہیں۔ ابھی ٹھیک سے سلام و دعا بھی نہ ہونے پائی تھی اور میں اسی پیچ سوچ ہی رہا تھا کہ آخر اتنی سویرے یہ کیسے آگئے کہ مولانا نے مجھے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے شکایتی لہجہ میں کہا کہ تقی صاحب! آپ کے پاس کئی لوگوں سے پیغام بھجوا چکے ہیں، آپ کو میرا مطلب معلوم ہی ہو گیا ہو گا، میں اسی کام کے سلسلے میں آپ کا انتظار کرتے کرتے آج صبح

صبح آدھمکا تاکہ آپ کے گھر سے نکلنے کے پہلے ہی ملاقات ہو جائے اور بات طے ہو جائے ——— یہ وہ جملے تھے۔ جس نے میری فکر میں اضافہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے لمحہ بھر میں کئی سوال ذہن میں آئے۔

——— کیا پیغام تھا؟ کیا مطلب ہے؟ کیا طے کرنے آئے ہیں؟

——— اور ہر سوال کا جواب تھا ——— ہمیں نہیں معلوم ———

فوری طور پر تمام سوالوں کا جواب ملتے ہی میں نے کہا ———

"عباس بھائی آپ نے کس کس سے کیا پیغام بھجوایا؟ کیا مطلب ہے؟ کیوں انتظار کرتے رہے؟ کیا طے کرنا ہے؟ مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں ——— آخر معاملہ کیا ہے؟ کچھ بتائیے تو سمجھ میں آسکے ———

——— اچھا رکیے میں باہری کمرہ کھولتا ہوں بیٹھ کر سکون سے بات ہو گی ——— میں یہ کہہ کر پلٹا ——— عباس صاحب نے نام گنانا شروع کیے اسد صاحب سے، سعید صاحب سے، فاضل صاحب سے .... میں نام سنتے سنتے گھوم کر کمرہ میں پہنچ چکا تھا۔ دروازہ کھول کر ان کو کمرہ میں آنے کی دعوت دے چکا تھا

——— ان کے بیٹھتے بیٹھتے میں نے کہہ بھی دیا کہ نہیں بھائی مجھے تو کسی سے کوئی پیغام نہیں ملا ——— تب انھوں نے کہا ٹھیک ہے آپ بیٹھیں میں خود آپ کو پیغام دیتا ہوں۔

"ہمارے فرقہ میں شادی کے آداب سے متعلق کوئی معلوماتی کتاب نہ ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ حرام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ایک ایسی کتاب لکھ دیں کہ جس سے فرقہ کے نوجوانوں کو کچھ شادی سے متعلق معلوم ہو سکے۔ اکثر لوگ اس قسم کی کتاب لینے دکان پر آتے ہیں۔ جو اس وقت کی اہم ضرورت کا تقاضہ ہے۔ یہ تو ایک دینی و مذہبی کام ہے۔ جس میں آپ کا تعاون چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں خدا آپ کو اجر عظیم دے گا"۔

ان جملوں کے سنتے ہی میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے شادی کے موضوع پر کتاب لکھنے کی حامی بھرتے ہوئے کہا "ٹھیک ہی مجھے بھی آج سے تقریباً دس سال پہلے شادی کے وقت اردو یا ہندی میں ایک ایسی مذہبی اصول و قوانین کی کتاب کی تلاش تھی جس میں شادی کے مکمل آداب درج ہوں تاکہ مذہبی اصول کے تحت جنسی لذت حاصل کر سکوں۔ لیکن اس سلسلہ میں اس وقت اردو میں "تہذیب الاخلاق" کے علاوہ کوئی اور دوسری کتاب نہ مل سکی۔ علاوہ بریں کچھ اصولی باتیں "تحفۃ العوام" سے سیکھیں اور اسی پر اکتفا کر لیا۔ کیوں کہ اس وقت تحقیق کا زیادہ شعور نہیں تھا —— اس لیے آپ کی بات صدفی صد درست معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی دکان پر بعض لوگ جنسیات سے متعلق کتاب تلاش کرتے ہوئے آجاتے ہیں اور وہ شاید اس لیے ایسا کرتے ہوں گے کہ اسلام نے جنسیات سے متعلق ہر بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہو گا۔ (جو حقیقت ہے) جس کی روشنی میں جنسی مسائل کو بآسانی سمجھا اور حل کیا جا سکتا ہے۔ حالاں کہ ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ بات عجیب

و غریب لگے کہ کیا اسلام میں بھی ایک ایسے موضوع سے متعلق کچھ مل سکتا ہے جو سماج کا انتہائی بیہودہ اور لغو ترین موضوع سمجھا جاتا ہے۔ ایک ایسا موضوع ہے جس کا سماج میں نام لینا جس سے متعلق کچھ سوچنا، کچھ گفتگو کرنا یا کچھ پڑھنا بھی بہت بڑا عیب سمجھا جاتا ہے۔

لیکن کیا کہنا مذہب اسلام کا جس نے زندگی کے ہر شعبہ کے ساتھ ساتھ جنسیات جیسے اہم اور لازمی شعبہ سے متعلق بھی ہر بات کو وضاحت سے بیان کیا ہے تاکہ ہر انسان اسلام کی روشنی میں جنسی مسائل کو سمجھ سکے۔

اسلام نے ابتدائی جوانی میں پیدا ہونے والی فطری جنسی خواہش اور اس کی تسکین کے ناجائز اور حرام طریقوں (مشت زنی، اغلام بازی اور زنا کاری) کی طرف نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ جائز اور حلال طریقوں (وقتی یا دائمی نکاح) کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو آج کی ترقی یافتہ اور سائنسی دنیا میں بھی تسلیم کیا جا رہا ہے۔ مثلاً اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے مشت زنی، اغلام بازی اور زنا کاری کے فرد، سماج اور معاشرہ پر پڑنے والے مضر اثرات سے آگاہ کیا۔ جیسے آج بڑے بڑے سماجیات، جنسیات اور جسمانی (زنانہ و مردانہ) امراض کے ماہرین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ساتھ ہی ترقی یافتہ ممالک میں انسان کو مختلف بیماریوں اور برائیوں سے بچانے کے لیے ہی وقتی شادی یا تجرباتی شادی کو جگہ دی جا رہی ہے (جو مذہب اسلام میں متعہ کی شکل میں شروع

سے موجود ہے) تاکہ انسان فطری جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے غلط طریقوں کا استعمال نہ کرے جس کے انسان اور سماج دونوں پر مضر اثرات پڑتے ہیں۔

بہر حال "جنسیات" ایک ایسا اہم اور لازمی موضوع ہے جس سے کسی شخص کو فرار ممکن نہیں۔ کیوں کہ نوجوانی میں قدم رکھنے کے ساتھ ہی ہر نوجوان مرد اور عورت ــــ جسمانی مشین کے تقاضے کی بنیاد پر فطری اور قدرتی طور پر ایک دوسرے کی طرف راغب ہونے لگتے ہیں تاکہ فطری جنسی تقاضوں کی تسکین کر سکیں۔

چوں کہ ہر تندرست و توانا انسان میں فطری اور قدرتی طور پر جنسی خواہش موجود ہوتی ہے اور وہ جنسی خواہش کی تسکین کے ذرائع تلاش کرتا رہتا ہے۔ اسی لیے ہر مذہب میں فطری جنسی خواہش کی تسکین کے لیے شادی کا رواج ہے (بعض مذاہب میں غیر شادی شدہ رہنے کو ہی بہتر سمجھا جاتا ہے) اور مذہب اسلام میں تو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور محبوب چیز شادی کو ہی بتایا گیا ہے۔

مذہب اسلام نے جہاں زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق مکمل معلومات فراہم کی ہیں وہیں زندگی کے مذکورہ لازمی اور اہم شعبہ "جنسیات" سے متعلق بھی کھل کر بیان کیا ہے تاکہ ہر مسلمان اسلامی دائرہ میں رہ کر بھرپور جنسی کیف و لذت اٹھا سکے ـــــ لہٰذا ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ جس طرح وہ زندگی کے اور شعبوں سے متعلق تعلیمات اسلامی کو سیکھتا

معلوم کرتا اور عمل کرتا ہے اسی طرح جنسیات سے متعلق بھی معلومات فراہم کرے، نیز اس میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ سمجھے تاکہ حرام، مکروہ، مستحب اور واجب کا علم ہو سکے اور معمولی غلطی یا وقتی لذت کے سبب حرام کا مرتکب یا ذہنی بے چینی کا شکار (مثلاً بچہ میں جسمانی عیب، عورت و مرد کی جدائی یا امراض میں مبتلا) نہ ہو سکے۔ بلکہ اس طرح لذت اٹھائے کہ ثواب کا مستحق بھی ہو اور اس لذت کے نتیجہ میں ملنے والی اولاد نیک اور جسمانی عیب سے پاک بھی ہو۔

اسلام نے جنسی لذت اٹھانے میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالی ہے۔ بلکہ جنسی رغبت دلانے کے لیے یہ ضرور کہا ہے کہ عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں، تم جس طرح، جیسے اور جب چاہو ان سے لذت اٹھاؤ، ان کے پاس پہنچ کر سکون حاصل کرو، ان کے رحم میں اپنا نطفہ ڈالو وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ قرآنی آیات ہیں جن سے جنسیات سے متعلق ہر پہلو پر بھرپور روشنی پڑتی ہے اور جہاں وضاحت کی ضرورت محسوس کی گئی ہے وہاں محمدؐ و آل محمدؐ نے از خود اپنے زریں اقوال سے یا کسی کے سوال کرنے پر اپنے جوابات سے اس کی وضاحت کر دی ہے تاکہ انسان حرام و حلال یا فائدہ و نقصان کو بآسانی سمجھ سکے۔

اسی حرام و حلال یا فائدہ و نقصان کو پیش نظر رکھتے ہوئے راقم الحروف نے "اسلام اور جنسیات" کتاب، قرآن اور ائمہ معصومینؑ کے اقوال کی روشنی میں تحریر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کو

چھ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے باب میں "جنس اور فطرت" سے بحث ہے۔ جس میں انسان کے ذریعہ فطری جنسی تقاضوں کی تسکین کی خاطر اختیار کردہ غیر فطری اور حرام طریقوں (مشت زنی، اغلام بازی، زنا کاری) کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز قرآن اور ائمہ معصومینؑ کے اقوال کی روشنی میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مشت زنی، اغلام بازی اور زنا کاری سے انسان اپنی صحت خراب کرنے کے ساتھ ساتھ عذاب کا مستحق بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا جنسی تقاضوں کی تسکین کے لیے جائز اور حلال طریقہ ہی اختیار کیا جائے۔

اسلام کے بتائے ہوئے جائز اور حلال طریقے سے متعلق بحث کتاب کے دوسرے باب "اسلام اور جنس" میں پیش کی گئی ہے۔ جس میں دائمی نکاح (شادی) اور موقتی نکاح (متعہ) کا ذکر کیا گیا ہے اور حضرت علیؑ کے قول سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وقتی نکاح (متعہ) ہی دنیا سے زنا کاری کو ختم کرنے کا واحد طریقہ ہے۔ جسے اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے بتایا۔

تیسرا باب "مرد اور عورت" عنوان پر مشتمل ہے۔ جن کا جنسی تسکین کی خاطر ایک دوسرے کے لیے ہونا لازمی ہے۔ اسی باب میں اچھے اور برے مرد اور اچھی اور بری عورت کی پہچان بھی بتائی گئی ہے۔

کتاب کے چوتھے باب میں "شادی کے آداب" بتائے گئے ہیں

جس میں شادی کا خیال پیدا ہونے پر دعا، مہینہ، تاریخ، دن اور وقت کے لحاظ سے نکاح کی تاریخوں کا تعین، مہر، جہیز، نکاح، رخصتی، ولیمہ وغیرہ کا ذکر ہے۔

پانچویں باب میں "جماع کے آداب" کا ذکر کیا گیا ہے جس میں حرمت جماع، مکروہات جماع، مستحبات جماع اور واجبات جماع کے ساتھ ساتھ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے اسلام کے تعلیم کردہ عورت اور مرد کے حقوق و فرائض کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ انسان کی ازدواجی زندگی لاجواب اور بے مثال گزر سکے۔

آخری یعنی چھٹا باب "جنس اور آخرت" عنوان کے تحت ہے۔ جس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دنیا کے نیک عمل ہی آخرت کی زندگی کو بنا سکتے ہیں۔ جہاں جنسی تسکین اور عیش و آرام کے لیے حور اور غلمان موجود ہیں۔

راقم الحروف نے اس کتاب میں حتی الامکان سبھی باتیں قرآن یا معصومینؑ کے اقوال سے سہارا لے کر ہی تحریر کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ تحریر میں وزن پیدا ہو اور بات پایۂ ثبوت تک پہنچ سکے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس میں بعض جگہ کوتاہیاں یا لغزشیں ہوئی ہوں یا نتائج برآمد کرنے میں غلطیاں سرزد ہوئی ہوں۔ لہٰذا میں بارگاہ رب العزت اور ائمہ معصومینؑ میں صدق دل سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کرتا ہوں اور آپ سے دعا کا خواستگار ہوں تاکہ

میری غلطیوں کو معاف کر دیا جائے ـــــــ اور وہ (خدا) تو بڑا غفور و رحیم ہے۔

مجھے اس بات کا پوری طرح احساس ہے کہ میں نے اب تک جو کچھ لکھا ہے اس میں سب سے اہم یہی کتاب ہے۔ کیوں کہ اگر میں نے یا کسی اور نے جنسیات سے متعلق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی دنیاوی زندگی بسر کر لی تو یقیناً آخرت کی زندگی بھی بہتر ہو جائے گی۔

مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ میں یہ کتاب پیش کرنے کے اس وقت تک قابل نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ میرے بعض احباب نے موضوع سے متعلق بعض کتابیں فراہم کرنے میں میرا ساتھ نہ دیا ہوتا یا جنسیات سے متعلق گفتگو کر کے بعض گوشوں کی طرف اشارہ نہ کیا ہوتا۔ لہذا یہ میرا اخلاقی فریضہ ہے کہ میں اپنے ان احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں جنھوں نے اس سلسلہ میں میری مدد فرمائی۔ ان لوگوں میں رضا عابد رضوی (جیولوجیکل سروے آف انڈیا، لکھنؤ) سید اسرار حسین (انفارمیشن آفس، لکھنؤ) ساجد زید پوری (سلطان المدارس، لکھنؤ) محمد صادق (اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ) علی مہدی رضوی ایڈوکیٹ (مشک گنج، لکھنؤ) سید احتشام حسین (ٹانڈہ) ڈاکٹر احتشام عباس حیدری (تنظیم المکاتب، لکھنؤ) سید محمد جعفر رضوی (یو۔پی۔ سکریٹریٹ، لکھنؤ) عزیز الحسن جعفری (ایران کلچرل ہاؤس، نئی دہلی) مولانا محمد ظفر الحسینی (بنارس) عرفان زنگی پوری (اتر پردیش اردو اکادمی

لکھنؤ) سید منتظر جعفری (دولہی پور، بنارس) محمود عابدی (شیعہ ڈگری کالج، لکھنؤ) کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے کتابیں فراہم کیں یا بعض گوشوں کی طرف متوجہ کیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر عراق رضا زیدی (پنجابی یونیورسٹی، پٹیالہ) مولانا سید علی نقوی (لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ) مولانا مجتبیٰ علی خاں ادیب الہندی (لکھنؤ) مولانا سید جابر جوراسی (مدیر اصلاح، لکھنؤ) ڈاکٹر نجابت ادیب (بریلی) سعید حسن (شیعہ کالج سٹی برانچ، لکھنؤ) اسد رضا (مفتی گنج، لکھنؤ) بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جن سے پوری کتاب یا کتاب کے کسی نہ کسی حصہ پر کھل کر گفتگو ہوئی۔ جس سے بعض نتائج نکالنے میں آسانی ہوئی۔ خصوصی شکریہ کے مستحق مولانا سید فرید مہدی رضوی (جامعۃ التبلیغ، لکھنؤ) ہیں جنھوں نے مجھے اس کام میں پھنسوا کر چھ مہینہ تک کسی اور کام کا نہیں رکھا۔ مذکورہ لوگوں کے ساتھ گھر کے تمام لوگوں کا بھی شکر گذار ہوں جنھوں نے مجھے کام کرنے کا پورا موقع فراہم کیا۔ حقیقت میں ان لوگوں کا شکریہ زبان یا قلم سے ادا نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ بے معنی اور کم قیمت ہے۔

آخر میں مولانا علی عباس طباطبائی (عباس بک ایجنسی، لکھنؤ) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جنھوں نے (ایجنسی کے الف، بی کو نکال کر جنسی) کتاب لکھنے کی فرمائش کی، کتابیں فراہم کیں، وقتاً فوقتاً کتاب جلد مکمل کرنے کے لیے ٹوکا اور کتابت سے لے کر طباعت تک پوری ذمہ داری نبھائی۔ جس سے یہ کتاب منظر عام پر آنے کے قابل ہو سکی۔

بہر حال کتاب مکمل ہو کر اب آپ کے سامنے ہے۔ جس کا خاص مقصد نوجوان مسلمانوں کو اسلامی دائرہ میں رہ کر بھرپور جنسی کیف و لذت اٹھانے کے آداب کی واقفیت بہم پہنچانا ہے اور یہ کام خالص دینی جذبہ کے تحت کیا گیا ہے۔ اس میں مجھے کہاں تک کامیابی ملتی ہے اس کا اندازہ قارئین کرام کے خطوط سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ اس موقع پر میری قارئین کرام سے یہ گزارش ضرور ہے کہ اگر انھیں اس کتاب میں کہیں غلطی یا کمی محسوس ہو تو براہ کرم مطلع ضرور فرمادیں تاکہ بعد میں اس غلطی کو دور کیا جا سکے۔

آخر میں خداوند کریم سے صرف یہی دعا ہے کہ خدایا! ہم سب کو قرآن کریم اور اقوال معصومینؑ کی روشنی میں جنسی مسائل کو سمجھنے، ان کا حل نکالنے اور کیف و لذت اٹھانے کی توفیق فرما۔ آمین ثم آمین

محمد تقی علی عابدی

حیدر منزل،
۴۵۰۔ فرنڈس کالونی،
نیو مفتی گنج،
لکھنؤ، ۲۲۶۰۰۳

۴؍ مئی ۱۹۹۴ء

باب اوّل

باب اوّل

الف : ـــــــــــ جنس اور فطرت

ب : ـــــــــــ جوانی کی علامت

ج : ـــــــــــ مشت زنی

د : ـــــــــــ اغلام بازی

ہ : ـــــــــــ زنا کاری

اسلام وہ عظیم مذہب ہے جس نے زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق ہر بات کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے تاکہ ایک سچے مسلمان کو زندگی کے کسی بھی شعبے میں ناکامیابی یا مایوسی نہ ہو۔ ان ہی تمام شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ "جنسیات" کا بھی ہے۔

عام طور سے سماج میں "جنسیات" سے متعلق کچھ گفتگو کرنا، سوچنا، پڑھنا بہت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ چہ جائے کہ اس حساس موضوع پر کچھ تحریر کرنا............. لیکن اسلام جنس (SEX) سے متعلق جنسی عمل اور جنسی حرکت کے آخری نقطہ عورت اور مرد کی ہمبستری (جماع، مباشرت یا مجامعت) کے آداب بھی تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ انسان گمراہی اور بدکاری سے بچ کر تقوی اور پرہیزگاری کو پیدا کر سکے۔

جنس اور فطرت

جنس ایک ایسی حقیقت ہے جسے برا ضرور سمجھا جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ اس کائنات میں نر کا مادہ اور مادہ کا نر کی طرف جنسی لگاؤ صرف انسانوں اور حیوانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ -

یہ جنسی لگاؤ پیڑ پودوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

تاڑ کے درخت میں نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ نر اثر اندازی کی قوت رکھتا ہے اور مادہ اثر پذیری کی صلاحیت[1]۔ اسی طرح پپیتے کے پیڑوں میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ ایک پھل کم لاتا ہے اور دوسرا زیادہ۔ تاڑ اور پپیتے کی طرح کھجور کے پیڑوں میں بھی نر اور مادہ پائے جاتے ہیں جو جانوروں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کے خوشہ میں آدمی کے منی کی جیسی مہک بھی ہوتی ہے۔ جس کے لیے ملتا ہے:

"یہ ایک بڑا پیڑ ہے۔ اس کی جانوروں سے بہت مشابہت ہے مثلاً اگر اس کا سر کاٹ دیں تو مر جاتا ہے پھر نہیں بڑھتا۔ اس میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ جب تک اس کے نر کا مادہ سے وصل نہیں ہوتا اچھے پھل نہیں دیتا۔ اس کے نر کا مادہ سے عشق و لگاؤ ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ مادہ کے لیے ایک باغ سے دوسرے باغ کی طرف راغب ہوتا ہے اور جھک جاتا ہے۔ اس کے خوشہ میں آدمی کے منی کی جیسی مہک ہوتی ہے[2]۔"

اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے پیڑ پودوں میں بھی نر اور مادہ کو بنایا ہے۔ دونوں میں عشق و لگاؤ پیدا کیا ہے۔ نیز نر کا مادہ سے وصل ہونے پر ہی اچھے پھل آتے ہیں۔ اسی پھل کا نام "اولاد" ہے جس سے نسل باقی رہتی ہے اور ہر جاندار اپنی نسل کے ذریعے زندہ رہنا چاہتا ہے۔

اگر پیڑ پودوں سے ہٹ کر جانوروں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں بھی نر، مادہ سے وصل اختیار کرتا ہے تاکہ اولاد پیدا ہو اور دنیا میں

اس کا نام و نشان باقی رہے (یہاں اولاد پیدا کرنے کا مقصد کوئی منفعت نہیں بلکہ صرف افزائش نسل ہے) جانوروں میں یہ جنسی لگاؤ بچپن سے ہی ظاہر ہونے لگتا ہے جس کو بکری، گائے، بھینس، سور، کتے وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں میں دیکھا جا سکتا ہے جو جنس (یعنی نر یا مادہ) کی شناخت کیے بغیر آپس میں جنسی کھیل کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیز جب وہ جوان ہو جاتے ہیں اور اولاد جیسے پھل کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنی جنسی خواہش کا اظہار کرنے کے لیے اپنی ہی جنس یا جنس مخالف سے عشق و لگاؤ پیدا کرتے ہیں اور جب جنس مخالف سے مکمل تسکین مل جاتی ہے یعنی جنسی ملاپ کر لیتے ہیں تو فرحت محسوس کرتے ہیں۔ کیوں کہ جانوروں میں جنسی لذت حاصل کرنے کے لیے جنسی ملاپ کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ طریقہ نہیں ہے۔

جب کہ انسان، جنسی لذت حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتا ہے۔ بچپن میں اپنی ماں کے پستان کو فطری غذا حاصل کرنے کے لیے منھ میں لیتا اور چوستا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ لذت محسوس کرتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ہر بچہ (لڑکا ہو یا لڑکی) فطری طور پر غذا حاصل کرنے کے دوران اپنی ماں کے پستان کو ہاتھوں سے مسلتا اور سہلاتا رہتا ہے جس سے ماں اور بچہ دونوں لذت محسوس کرتے ہیں اور فرائڈ کے مطابق جب اسے اپنی ماں کے پستان نہیں ملتے ہیں تو وہ لذت (نہ کہ غذا) کے لیے اپنا انگوٹھا یا کوئی اور چیز چوس کر قناعت کر لیتا ہے[3]۔

بچہ کچھ بڑا ہونے پر اچھے اور برے کی تمیز کیے بغیر غیر شعوری طور پر اپنے عضو مخصوص (شرم گاہ) سے لذت حاصل کرنے کے لیے کھیلتا رہتا ہے اور کیف حاصل کرتا ہے۔ اس بات کو فرائڈ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اس کے مطابق،

"جنسی زندگی صرف سن بلوغ سے شروع نہیں ہوتی بلکہ پیدائش کے کچھ ہی عرصے بعد اس کا واضح اظہار شروع ہو جاتا ہے۔"

جب یہی بچہ کچھ اور بڑا ہو کر جوان ہو جاتا ہے، اچھے اور برے کی تمیز کرنے لگتا ہے۔ نیز سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اپنی جنس مخالف کے ساتھ رہنے یا صرف اسے دیکھنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ یہ بھی احساس ہوا ہے کہ کبھی کبھی انسان صرف جنس مخالف کا تصور کر کے جنسی لذت حاصل کر لیتا ہے۔ کبھی آپس میں جنسی گفتگو کر کے جنسی لذت محسوس کرتا ہے اور کبھی جنسیات سے متعلق کچھ پڑھ کر، کبھی رقص و سرور کی محفلوں میں بیٹھ کر جنسی لذت سے محظوظ ہوتا ہے اور کبھی اپنی ہی جنس یا جنس مخالف کے ساتھ بیٹھ کر یا جسمانی لمس سے جنسی خواہش کی تسکین کر لیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن مذکورہ سبھی طریقے جنسی لذت حاصل کرنے کے لیے مکمل تسکین کا ذریعہ نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ مکمل تسکین صرف جنسی ملاپ یعنی مباشرت یا مجامعت سے ہی ہو سکتی ہے۔ جو فطری ہے اور یہ فطری جنسی خواہش ہر تندرست مرد اور عورت میں جوان ہونے کے کم از کم تیس سال بعد تک باقی رہتی ہے۔

جوانی کی علامت

اسلام نے جوانی (بلوغیت) کی شناخت میں لڑکے کی عمر کم از کم چودہ (۱۴) برس اور لڑکی کی عمر کم از کم نو (۹) برس پوری ہو جانا بتایا ہے۔ لیکن اگر کسی کو اپنا سن معلوم نہیں ہے تو اس کی آسان پہچان یہ ہے کہ لڑکے کے چہرے پر ڈاڑھی اور مونچھ نکلنے لگے اور لڑکی کے سینہ پر ابھار آنے لگے۔ ساتھ ہی ساتھ دونوں کی آواز بھاری ہو جائے۔ علاوہ بریں دونوں کی بغلوں اور ناف کے نیچے بال اُگ آئیں، لڑکے کے سوتے یا جاگتے میں منی نکل آئے اسی طرح لڑکی کے ماہواری خون (حیض) آنے لگے۔

یہی وہ موقع ہوتا ہے جب جوان لڑکے اور لڑکی میں عشق و محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے اندر فطری طور پر ایک طوفانی طاقت ٹھاٹھیں مارنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کے اندر جنسی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ایک اُمنگ اٹھتی ہے۔ ایک نہ دبنے والا جذبہ اور نہ رُکنے والا جوش اس کے سینہ سے اٹھتا ہے۔ وہ خود اس بات کو سمجھ نہیں پاتا ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ اُس وقت اسے قدرتی طور پر یہ احساس ہوتا ہے کہ اسے ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔ مرد عورت کی طرف کھنچتا ہے اور عورت مرد کی طرف کھنچتی چلی جاتی ہے۔ زندگی کے یہی وہ ایام ہوتے ہیں جب نوجوان راستہ بھٹک جاتے ہیں۔ انھیں اس وقت نہ مذہب کا ڈر ہوتا ہے نہ رواج کا خوف، نہ مالی رکاوٹ آڑے آتی ہے، نہ عزیز و اقارب کی رضامندی کے حصول کی فکر۔ اسے ہر وقت

یہی احساس اور خیال رہتا ہے کہ اسے اپنا رفیقِ حیات چاہیے۔ بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو ان ایام میں ثابت قدم رہیں، ورنہ جوانی واقعی مستانی اور دیوانی ہوتی ہے۔ جو ہوش و حواس بھلا دیتی ہے اور ان ہی ایام میں جوان تسکین کے نئے نئے طریقے ایجاد کرتا ہے جن میں مشت زنی، اغلام بازی اور زنا کاری سبھی شامل ہیں۔ جو ایک اچھے خاصے جوان کی اچھی خاصی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔

مشت زنی

عام طور سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ جوانی میں صرف لڑکے ہی مشت زنی جیسے موذی فعل میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جب کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ مشت زنی لڑکیاں بھی کرتی ہیں۔ وہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی انگلی یا اس جیسی کسی دوسری چیز کو اپنی شرم گاہ (فرج) میں ڈال کر دھیرے دھیرے حرکت دیتی ہیں نیز کیف و لذت محسوس کرتی ہیں۔ بعض اوقات دو جوان لڑکیاں ایک دوسرے کے پستان کو منھ میں ڈال کر چوستی اور ایک دوسرے کو انگلیوں سے انزال بھی کراتی ہیں۔ لیکن لڑکیوں اور عورتوں کی یہ حرکت بہت بری اور مضر ہے۔ ایسی لڑکیوں کے رحم میں ورم ہو جاتا ہے، خونِ حیض کے ایام میں بے قاعدگی پیدا ہو جاتی ہے، بعض اوقات گندے ہاتھوں کی وجہ سے فرج (اندامِ نہانی) میں زخم ہو جاتے ہیں جو جماع میں تکلیف دیتے ہیں۔ لہٰذا چاہیے کہ اس برے اور مذموم فعل سے اجتناب

کیا جائے۔

بہر حال دنیا میں یہ بات پوری طرح سے تسلیم کی جا چکی ہے کہ نوّے فی صد سے زیادہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مشت زنی کرتے ہیں البتہ نوجوان لڑکیوں کی تعداد کچھ کم ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ لڑکوں میں جنسی قوت لڑکیوں سے زیادہ ہوا کرتی ہے۔ وہ شہوت انگیز تصویر، بات، خوبصورت جسم یا تصور کے ہی ذریعہ اپنے عضوِ تناسل (کیونکہ مرد کے اندر آلۂ خواہش صرف ایک ہے جو جلد اثر قبول کرتا ہے) میں جوش اور انتشار محسوس کرتے ہیں۔ لڑکوں کو یہ انتشار اس وقت بھی محسوس ہوتا ہے جب ان کے عضوِ تناسل (قضیب) پر کپڑے یا کسی اور چیز سے ہلکی ہلکی رگڑ لگتی رہتی ہے۔ جس سے انھیں کیف ملتا اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ابتدا میں لڑکے خود یا کسی دوست کے رغبت دلانے پر کیف اور لذت حاصل کرنے کے لیے اپنے عضوِ تناسل کو اپنے ہاتھ سے ہی دھیرے دھیرے سہلاتے، مسلتے اور رگڑتے رہتے ہیں جس سے سخت انتشار اور تناؤ پیدا ہوتا ہے اور اس انتشار اور تناؤ کا آخری نتیجہ منی کا نکل جانا (انزال یا احتلام) ہوا کرتا ہے۔ جس کے بعد عضوِ تناسل کے ساتھ ساتھ پورے بدن کو وقتی طور سے راحت اور ایک خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے اور نوجوان کا پورا بدن خصوصاً عضوِ تناسل ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ اس وقتی راحت اور خود لذتی (مشت زنی) سے نوجوان خوش ہوتا ہے اور دھیرے دھیرے اسی کو اپنی عادت بنا لیتا ہے۔ کیونکہ اس میں نہ تو سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے (البتہ خون جیسا قیمتی سرمایہ

ضائع ضرور ہوتا ہے) اور نہ ہی کسی کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ اس لیے نوجوان سوچنے لگتا ہے کہ شادی اور جنسی ملاپ سے پہلے جنسی تسکین کے لیے خود لذتی (مشت زنی)، کے ذریعہ ہی منی کا نکالنا آسان اور بہتر طریقہ ہے۔ بعض اوقات وہ یہ بھی سوچتا ہے کہ حرام کاری (زنا کاری) سے بہتر مشت زنی کے ذریعہ جنسی خواہش کی تسکین مناسب ہے لیکن اسے اس بات کا احساس نہیں رہتا ہے کہ چودہ۱۴ سے بیس۲۰ سال کی عمر کی یہ منی کچی اور مقدار میں کم ہوتی ہے۔ منی کا کچی حالت میں ضائع کرنا اپنی صحت و تندرستی کا ہمیشہ کے لیے ستیاناس کرنا ہوا کرتا ہے۔ اس موذی اور فعل بد کے لیے مسلسل ایک نرم اور نازک عضو کو چھیڑتے رہنے سے عضو تناسل چھوٹا، پتلا، کمزور اور ٹیڑھا ہو جاتا ہے جو شادی یا جنسی ملاپ کے وقت ندامت کا باعث بنتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ منی جیسی قیمتی شئے کو مشت زنی کے ذریعہ مسلسل ضائع کرتے رہنے سے نوجوان میں وہ قوت، صحت، مردانگی، جواں مردی، عقلمندی اور جوش و خروش باقی نہیں رہتا جو منی کی حفاظت کرنے سے قدرتی طور پر حاصل ہوتا ہے۔ مسلسل مشت زنی کرتے رہنے سے ذکاوت حس بڑھ جاتی ہے، مادۂ منی پتلا ہو جاتا ہے، نوجوان سرعت انزال کا مریض ہو جاتا ہے، نظر خراب ہو جاتی ہے، حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، کھانا ہضم نہیں ہوتا، چہرہ پیلا دکھائی دیتا ہے، آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں، ٹانگوں اور کمر میں درد رہنے لگتا ہے، بدن تھکا تھکا سا رہنے لگتا ہے، چکر آتے ہیں، خوف، گھبراہٹ، پریشانی اور شرمندگی ہر وقت طاری رہتی ہے ...... غرض

نوجوان چلتی پھرتی لاش بن کر رہ جاتا ہے۔ وہ اس بات پر غور نہیں کرتا کہ مشت زنی سے ایک یا دو منٹ تک محسوس ہونے والے مزہ کا خمیازہ ساری عمر بھگتنا پڑتا ہے، مردانہ قوت برباد ہو جاتی ہے ـــ اور مرد عورت کے کام کا نہیں رہ جاتا۔

دنیا میں اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اس موذی اور حرام فعل میں نوجوانوں کے علاوہ بعض سن رسیدہ لوگ بھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی خود لذتی کے آسان طریقہ کو وہ سن رسیدہ لوگ اختیار کر لیتے ہیں جو بعض مشکلات (خصوصاً اقتصادی مشکلات) کی وجہ سے شادی (شرعی جنسی ملاپ) نہیں کر پاتے۔ لیکن فطری جنسی خواہش کی وجہ سے خود لذتی جیسے موذی فعل سے تسکین حاصل کرتے رہتے ہیں۔

اس موذی اور حرام فعل کو وہ شادی شدہ مرد بھی اختیار کر لیتے ہیں جو بیوی سے دور رہتے ہیں جن کی بیوی بیمار رہتی ہے یا بیوی مرد کی جنسی ضرورت کو پورا نہیں کر پاتی۔ اس لیے مرد، بیوی کو جنسی ملاپ کے لیے بار بار پریشان کرکے اپنی گھریلو زندگی کو ناخوشگوار بنانے کے بجائے خود لذتی سے جنسی تسکین حاصل کرتا رہتا ہے۔ نتیجتاً ان تمام بیماریوں کا مالک بن جاتا ہے جو اس موذی فعل سے پیدا ہوتی ہیں۔

اسی لیے شریعت اسلام نے اس موذی فعل (مشت زنی) کو حرام قرار دیا ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

"مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو لذتوں کے خطرناک نتائج سے

واقف ہے۔ وہ عفت اور پاکیزگی کا راستہ کیوں نہیں اختیار کرتا۔"
دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں،

"وہ لذت جس سے شرمندگی حاصل ہو۔ وہ شہوت و خواہش جس سے درد میں اضافہ ہو، اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔"

لہٰذا ہر انسان کو شرمندگی اور خطرناک نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے مشت زنی جیسے موذی اور بدفعل سے توبہ کرکے عفت و پاکیزگی اختیار کرنی چاہیے تاکہ اس کی صحت و تندرستی باقی رہے اور یہی اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔

اغلام بازی

مشت زنی کی طرح اغلام بازی (یعنی لڑکوں سے بدفعلی کرنا) بھی صرف مردوں تک محدود نہیں ہے بلکہ دنیا میں اغلام باز عورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو اپنی جنسی تسکین کے لیے اِدھر اُدھر منہ مارتی پھرتی ہیں۔ اپنے جنسی اعضاء کی نمائش کرتی ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لڑکے (مرد) ان کی طرف متوجہ ہوں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسی عورتیں بڑی عمر کے لوگوں کو گھاس نہیں ڈالتیں بلکہ نوجوانوں کا انتخاب کرتی ہیں اور وہ بہت جلد ان عورتوں کے دام محبت میں گرفتار بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ زمانہ ساز عورتیں چوں کہ جنس اور مجامعت کے تمام اصولوں اور طریقوں سے واقف ہوتی ہیں۔ اس لیے جب نوجوان کو اپنے دام الفت میں پھنسانے کے لیے اس سے بوس و کنار کرتی ہیں اور اس کے آلۂ تناسل کو پکڑ کر مسلتی اور پیار کرتی ہیں تو نوجوان لڑکا اپنے جذبات پر

قابو نہیں رکھ پاتا۔ پھر وہ اس طرح اس سے مجامعت کرتی ہیں کہ بس وہ اسی کا غلام ہو کر رہ جاتا ہے۔ پھر کچھ دن بعد ایسے نوجوان جنسی طور پر ناکارہ ہو جاتے ہیں اور وہ عورتیں دوسرے نوجوان کو تلاش کر لیتی ہیں۔

مردوں میں یہ جنسی رجحان اپنی ہی جنس یعنی لڑکوں کی طرف ہوتا ہے۔ جن سے دوستانہ پیدا کر لینے میں زیادہ مشکلات نہیں آتیں۔ لیکن یہ راستہ پہلے (یعنی مشت زنی) سے بھی زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔ کیوں کہ خالق اکبر نے مرد کو مرد کے ساتھ بدفعلی کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا ہے۔

غور سے دیکھیں اور ساری مخلوقات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ چرندے پرندے اور درندے سب اس جرم اور بدعادات سے بہت دور ہیں۔ انسان کے سوا کوئی دوسری مخلوق میں نر کو نر کے ساتھ بدفعلی کرتے نہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ گویا یہ ایسا جرم ہے جس کا تصور بھی ان میں موجود نہیں لیکن انسان کی بدقسمتی ہے کہ اس نے اپنی تباہی کے لیے یہ نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے۔ بنی آدم میں سب سے زیادہ خبیث اور بے غیرت وہ لڑکا ہے جو دوسرے سے بدفعلی کراتا ہے اور بڑا ہی ملعون وہ لڑکا ہے جو اپنے ہی جیسے لڑکے سے بدفعلی کرتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ واقعہ موجود ہے کہ شیطان نے قوم لوطؑ کو ایک ایسے برے کام میں پھنسا دیا جو ان سے پہلے دنیا کی کسی قوم یا فرد نے نہیں کیا تھا اور نہ کسی کو اس کی خبر تھی۔ وہ برا کام یہ تھا کہ مرد نوجوان لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے اور اپنی جنسی خواہش کو عورتوں کے بجائے لڑکوں سے پورا کرتے

تھے۔ اس پر اللہ نے اپنے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو اس سے باز رکھنے کے لیے وعظ و نصیحت کریں۔ آپ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی، اپنی قوم کی لڑکیوں سے نکاح کرنے کے لیے کہا۔ لیکن اس برے کام میں پھنسے لوگوں نے آپ کی ایک نہ سُنی۔ آخر کار قوم لوط پر عذاب خداوندی نازل ہوا اور اس برے فعل میں ملوث لوگ اپنے سارے مال واسباب اور شان و شوکت کے ساتھ ہمیشہ کے لیے غرق ہو گئے۔

لہٰذا اس برے اور ملعون فعل سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ قوم لوط والا حال ہو جائے گا۔ ایسے لوگوں کی سزا اسلام میں قتل[۵۷] ہے۔ اس سے عضوِ تناسل کی رگیں مردہ ہو جاتی ہیں اور آدمی نامرد ہو جاتا ہے ساتھ ہی ساتھ صحت و تندرستی ختم اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ جب کہ اسلام انسان کو تندرست و توانا دیکھنا چاہتا ہے نہ کہ بیمار۔

قرآن میں اغلام باز یعنی ہم جنس پرستی کرنے والے لوگوں سے متعلق ملتا ہے:

> "(ہاں) تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت پرستی کے واسطے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو (حالانکہ اس کی ضرورت نہیں) مگر تم لوگ ہو ہی بیہودہ صرف کرنے والے (کہ نطفہ کو ضائع کرتے ہو"[۵۸]

اور:

> "کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت سے مردوں کے پاس آتے ہو (یہ تم اچھا نہیں کرتے)، بلکہ تم لوگ بڑی جاہل قوم ہو"[۵۹]

یا:

> "کیا تم لوگ (عورتوں کو چھوڑ کر قضائے شہوت کے لیے) مردوں کی طرف گرتے ہو اور (مسافروں کی) رہزنی کرتے ہو"[۶۰]

یہ بھی ہے:

> "کیا تم لوگ (شہوت پرستی کے لیے) سارے جہاں کے لوگوں میں مردوں ہی کے پاس جاتے ہو اور تمھارے واسطے جو بی بیاں تمھارے پروردگار نے پیدا کی ہیں انھیں چھوڑ دیتے ہو (یہ کچھ نہیں) بلکہ تم لوگ حد سے گزر جانے والے آدمی ہو"[۶۱]

اور:

> "جب کسی قوم میں لواطت (اغلام بازی) کی کثرت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم سے اپنا ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور اسے اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ یہ قوم کسی جنگل میں ہلاک کر دی جائے"[۶۲]

یہ بھی ملتا ہے کہ:

> "اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا جو کسی عورت یا مرد سے لواطت (اغلام بازی) کرتا ہے۔ (یہ تو کفر کے برابر ہے)"[۶۳]

لہٰذا اس برے اور حرام فعل سے بصدق دل توبہ کرنی چاہیے اور صرف اور صرف عورت سے اس کے جائز مقام سے ہی جنسی تسکین حاصل کرنا چاہیے جو فطری ہے۔

زنا کاری

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ مشت زنی (یعنی خود لذتی) اور اغلام بازی (یعنی ہم جنس پرستی) سے پرہیز کرنا چاہیے اور فطری جنسی خواہش کی تسکین کے لیے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے جائز مقام سے لطف اور لذت اٹھانا چاہیے۔ تو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ یہ آزادی ہر عورت اور ہر مرد کے ساتھ نہیں ہے۔

یوں فطری طور پر ہر صحت مند نوجوان لڑکے اور لڑکیاں خواہ مخواہ ایک دوسرے کی طرف للچائی نظروں سے گھورنے لگتے ہیں۔ وہ یہ خواہش کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے پاس گھنٹوں بیٹھیں، ملیں، باتیں کریں، چھوئیں، آغوش میں لیں، پیار کریں، بوسہ لیں اور جسمانی ملاپ کے ذریعہ تسکین حاصل کریں ــــ یہی وہ سچی خواہش ہے جسے جنسی خواہش (شہوت) کہتے ہیں۔ یہ جنسی خواہش زندگی میں ایک ضروری چیز ہے۔ اسے ناپاک، خراب یا شرمناک نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ قدرتی طور پر جسم میں وہ قیمتی جوہر (منی) بننے لگتا ہے جو انسانی بقا کا ذریعہ ہے۔ اسی سے اولادیں پیدا ہوتی ہیں۔

لیکن کبھی کبھی اس سچی جنسی خواہش کی تسکین کے لیے انسان غیر شرعی قدم اٹھا کر زنا کاری کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس کی خاص وجہ عورتوں کے حساس اعضاء کی نمائش ہے۔ جس کی ایک جھلک بھی مردوں کی شہوت کو بیدار کر دیتی ہے اور مرد، عورت کے معمولی اشارے پر ہی حرام کاری

(زنا کاری) پر آمادہ ہو جاتا ہے۔[۲۲]

بعض تجربہ کار اور زمانہ ساز عورتیں ایک خاص قسم کے اشارے اور کنائے کرتی ہیں جس کو تجربہ کار مرد بہ آسانی سمجھ لیتے ہیں اور خلوت میں جاکر دونوں جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ ایسی عورتیں، مردوں کو مجامعت کی دعوت دینے کے لیے کبھی بار بار دوپٹہ پستانوں سے نیچے گراتی ہیں، دوپٹہ نہ ہونے پر اپنا ہاتھ پستان پر لے جاکر اعضاء کی نمائش کرتی ہیں، جان بوجھ کر بستر پر لیٹتی ہیں، بعض اوقات سر میں درد کا بہانہ بھی کرتی ہیں کہ مرد سر دبانے کے ساتھ ساتھ سب کچھ دبا جائے اور ان کے ساتھ مجامعت بھی کر لے جو ان کا مقصد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مرد سے نہیں بلکہ اس کے عضو تناسل سے محبت کرتی ہیں اور مرد جو جنس کا پجاری ہوتا ہے وہ ایسی عورتوں سے جنسی ملاپ کر کے اپنے کو فاتح تسلیم کرتا ہے۔ ایسے مردوں کے لیے بازاری (یعنی فاحشہ) عورتوں (اس قسم کی عورتیں قریب قریب ہر زمانہ میں پائی جاتی ہیں) کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ جہاں وہ جاکر اپنی ہوس کو بہ آسانی پورا کر سکتے ہیں۔

ایسی بازاری اور فاحشہ عورتوں کے لیے ڈاکٹر فرینکل لکھتا ہے کہ:

"مرد اور عورت کے اعضائے مخصوصہ کی ساخت میں عظیم فرق ہے۔ ایک فاحشہ عورت دن رات میں بہت سے مردوں کی خواہشات نفسانی کی تسکین کا باعث بن سکتی ہے[۲۳] اور بغیر کسی قسم کی جسمانی تکلیف کے وہ کئی مردوں سے تعلقات ناجائز رکھ سکتی ہے۔ برخلاف اس کے

مرد باوجود کافی طاقت اور قوت کے بھی چند سالوں تک روزانہ ایک بار حرکت جماعی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مرد فاحشہ پیشہ سے روزی کمائے گا تو کتنے دنوں، مہینوں یا سالوں تک۔ اس کی مدت بہت کم ہوگی اور وہ چند سالوں میں ہڈیوں کا ڈھیر رہ جائے گا۔"[124]

گویا عورتیں ہی اپنی دکان کو سجائے مردوں کو حرام کاری کی دعوت دیتی رہتی ہیں۔ شاید یہ بات عورتوں کو بری لگے۔ لیکن چوں کہ ماہرین جنسیات نے یہی رائے قائم کی ہے اس لیے راقم نے نقل کر دی۔ بہر حال عورت کا مرد کو بدفعلی کی طرف دعوت دینے کا ثبوت قرآن کریم میں موجود جناب یوسفؑ اور زلیخا کا واقعہ بھی مل جاتا ہے:

"اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتے تھے (زلیخا)، اس نے اپنے (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے لیے خود ان سے آرزو کی اور سب دروازے بند کر دیے اور (بے تابانہ) کہنے لگی لو آؤ یوسفؑ نے کہا معاذاللہ وہ (تمھارے میاں)، میرے مالک ہیں انھوں نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ (میں ایسا ظلم کیوں کر کر سکتا ہوں) بے شک ایسا ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔ زلیخا نے تو ان کے ساتھ (برا) ارادہ کر ہی لیا تھا اور اگر یہ بھی اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھ چکے ہوتے تو قصد کر بیٹھتے (ہم نے اس کو یوں بچایا) تاکہ ہم اس سے برائی اور بدکاری کو دور رکھیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھا اور دونوں دروازے کی طرف جھپٹ پڑے اور زلیخا نے پیچھے سے ان کا کرتا (پکڑ کر کھینچا اور) پھاڑ ڈالا اور دونوں نے زلیخا کے

خاوند کو دروازے کے پاس (کھڑا) پایا۔ زلیخا جھٹ (اپنے شوہر سے) کہنے لگی کہ جو تمھاری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یا تو قید کر دیا جائے یا دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ یوسفؑ نے کہا اس نے خود مجھ سے میری آرزو کی تھی اور زلیخا ہی کے کنبہ والوں میں سے ایک گواہی دینے والے (دودھ پیتے بچے) نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو تو یہ سچی اور وہ جھوٹے اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہو تو یہ جھوٹی اور وہ سچے پھر جب عزیز مصر نے ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو (اپنی عورت سے) کہنے لگا یہ تم ہی لوگوں کے چلتر ہیں اس میں شک نہیں کہ تم لوگوں کے چلتر بڑے (غضب کے) ہوتے ہیں۔"[125]

یعنی زلیخا (عورت) نے اپنے ناجائز مطلب (خواہش نفسانی کی تسکین) کے لیے خدا کے نیک بندے جناب یوسفؑ (مرد) کو حرام کاری کی دعوت دی اور جب جناب یوسفؑ (مرد) اس سے بچ کر بھاگے تو زلیخا (عورت) نے عزیز مصر (اپنے شوہر) کے سامنے اپنے چلتر دکھا کر اپنے کو پاک و صاف اور جناب یوسفؑ کو مجرم ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ زیادہ تر عورت مجرم ہوتی ہے مرد نہیں۔

بہر حال یہی عورتیں کلبوں اور ہوٹلوں میں تھوڑے پیسہ پر ہی اپنی عزت و آبرو کا سودا کر لیتی ہیں، دفتروں اور ملوں میں مردوں کے دل خوش کرتی رہتی ہیں، دکانوں پر جنسی اعضا کی نمائش کرتی ہیں، شاپنگ سینٹروں اور کمپنیوں میں خریداروں کی تعداد بڑھانے کے لیے ٹیلی ویژن پر مختلف ادائیں

دکھاتی ہیں۔ فلموں میں مردوں کی تفریح اور دلچسپی کے لیے ننگی ناچتی ہیں۔۔ ۔۔۔ جس سے مرد کی خواہش نفسانی بیدار ہوتی ہے اور وہ عورت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنالیتا ہے اور عورت سمجھتی ہے کہ عورتوں کو آزادی ہے۔ جب کہ یہی آزادی انھیں بربادی کی طرف لے جارہی ہے۔ عورت یہ نہیں سمجھتی کہ کامل العقل مرد ناقص العقل عورت کی آزادی سے متعلق بات کرکے اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہتا ہے ـــــ اسی لیے اسلام نے عورت کو گھر کی چہار دیواری میں گھر کی ملکہ بنایا تھا تاکہ عزت وآبرو باقی رہے۔ لیکن عورتوں نے گھر کو قید خانہ سمجھ کر گھر سے باہر قدم نکالا اور مردوں کے ہاتھوں اپنی عزت وآبرو کو بیچ دیا۔ جس کا اصل مجرم مرد کو ثابت کیا جاتا ہے جو عورت کی خوب صورتی اور بناؤ سنگار پر فریفتہ ہوکر اپنا غلط قدم اٹھاتا ہے۔ جس سے بچنے کا طریقہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں اس وقت پیش کیا جب کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے اور :

"ایک مرتبہ ایک خوب صورت عورت کا گزر ہوا تو لوگوں نے اس پر تاک جھانک شروع کردی جس پر آپ نے کہا ان مردوں کی نظریں تاکنے والی ہیں اور یہ تاک جھانک ان کی شہوت کو ابھارنے کا سبب ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے جو اسے بھلی معلوم ہو تو چاہیے کہ وہ اپنی زوجہ کے پاس جائے کیوں کہ وہ بھی عورت جیسی عورت ہے۔"

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کی خوبصورتی، بناؤ سنگار اور بے حجابی

ہی مردوں کو غلط قدم اٹھانے پر ابھارتی ہے۔ اسی لیے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کہا ہے کہ:

"حجاب عورتوں کا سب سے بڑا زیور ہے۔"

اسی حجاب سے متعلق قرآن میں ہے:

"(اے رسولؐ) ایمان دار عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار (کے مقامات) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاتا ہو (چھپ نہ سکتا ہو اس کا گناہ نہیں) اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالے رہیں اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ داداؤں یا اپنے شوہر کے باپ داداؤں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی (قسم کی) عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا (گھر کے) وہ نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں مگر (بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے) عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے یا وہ کم سن لڑکے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے آگاہ نہیں ہیں۔ ان کے سوا (کسی پر) اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیا کریں اور چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگار کی خبر ہو جائے۔"

یعنی عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے سینہ پر اوڑھنی (دوپٹہ) ڈالے رکھیں تاکہ وہ خوبصورتی جو خدا نے ان کے سینہ کے ابھار میں پیدا کی ہے اس کا اظہار نامحرم مردوں پر نہ ہو۔

عورتوں کی اسی بے پردگی اور جسم کے پوشیدہ بناؤ سنگار کی نمائش سے متعلق روایت میں ملتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایک نوجوان لڑکی اپنی بے پردگی اور اپنے جسم کو نامحرموں کو دکھانے کے نتیجے میں جہنم میں جائے گی۔ اس کی ماں جو پردہ دار تھی نامحرموں سے اپنے آپ کو چھپاتی تھی وہ بھی اپنی بے پردہ بیٹی کے ساتھ جہنم میں جائے گی۔"[۹]

اس طرح کے نمونے راستہ چلتے بہت سے دکھائی دیتے ہیں جس میں ماں پردہ میں ہوتی ہے اور بیٹی بے پردہ، میک اپ کیے، نیم برہنہ اپنے جسم کے حساس حصوں کی نمائش کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے کبھی کبھی حرام کاری اور زناکاری میں ملوث ہو جاتی ہے جس کی اصل مجرم لڑکی کی ماں ہے کیوں کہ وہ اپنی بیٹی کی تربیت اسلام کے احکام کے مطابق نہیں کر سکی۔ لہٰذا لازمی ہے کہ اسلامی حکم کے مطابق عورت باحجاب رہے تاکہ بدکرداری، حرام کاری، زناکاری سے بچ سکے۔ ان ہی تمام برے فعلوں سے بچنے کے لیے مولا علیؑ نے ایک آسان نسخہ بتایا کہ عورت اپنے اندر تکبر[۱۰] (جو بظاہر بہت بری بات ہے) پیدا کرلے۔ کیونکہ یہی اس کے نفس کی حفاظت کرتا ہے۔

جب کہ آج کی عورت تکبر نہیں کرتی۔ وہ اپنے جسم کو بہت جلد مرد کے حوالے کر دیتی ہے، وہ اپنے جسم کی نمائش کرنا آزادی اور فیشن سمجھتی ہے، وہ شادی شدہ اور اپنی بیوی سے ناخوش اور غیر مطمئن مردوں کو اپنے جسم سے کھیلنے کی کھلی چھوٹ دیتی ہے .... جس سے زناکاری، بدکاری اور حرام کاری میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

جب کہ یہ فعل ہر مذہب اور سماج میں برا اور مذموم جانا جاتا ہے اور اسلام کا بھی حکم ہے کہ:

"اور (دیکھو) زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ کیوں کہ بے شک وہ بڑی بے حیائی کا کام ہے اور بہت برا چلن ہے۔"[۱۱]

یہ ایسا برا فعل ہے کہ جس کا واضح اعلان اور اعتراف فاحشہ عورت یا مرد کے علاوہ کوئی اور نہیں کرتا۔ پھر بھی زانی یا زانیہ کا علم ہو جانے پر قرآن ان کی سزا کا اعلان کرتا ہے:

"اور تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو ان کی بدکاری پر اپنے لوگوں میں سے چار کی گواہی لو، پھر اگر چاروں گواہ اس کی تصدیق کریں تو (ان کی سزا یہ ہے کہ) ان کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت آجائے یا خدا ان کی کوئی (دوسری) راہ نکالے اور تم لوگوں میں سے جن سے بدکاری سرزد ہوئی ہو ان کو مارو پیٹو۔ پھر اگر وہ دونوں اپنی حرکت سے توبہ کریں اور اصلاح کرلیں تو ان کو چھوڑ دو۔ بے شک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"[۱۲]

اور:

"زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد (اگر غیر شادی شدہ ہوں) ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو حکم خدا نافذ کرنے میں تم کو ان کے بارے میں کسی طرح کی ترس کا لحاظ نہ ہونے پائے اور ان دونوں کی سزا کے وقت مومنین کی

ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے (تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں)۔[۳۳]

اور اگر شادی شدہ مرد یا عورت ہے تو:

”شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کریں تو ان کو سنگسار کرو۔

(پتھر مارو) تاکہ دونوں ہلاک ہو جائیں۔“[۳۴]

زانی یا زانیہ کی یہ تو دنیا میں دی جانے والی سزا ہے اور اگر وہ کسی طریقے سے اس سزا سے یہاں بچ بھی گئے تو اللہ کے یہاں ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ویسے بھی زنا کرنے سے برکت اٹھ جاتی ہے، منھ کی رونق جاتی رہتی ہے، چہرے پر نحوست چھا جاتی ہے، آتشک (عضو تناسل پر ایک گندہ اور پیپ سے بھرا ہوا پھوڑا نکلنا) اور سوزاک (عضو تناسل کے اندر پھنسیاں نکلنا) جیسی بیماریاں لگ جاتی ہیں، حوصلہ کمزور ہو جاتا ہے، فکر اور پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، خاندان کی عزت و آبرو کا جنازہ نکل جاتا ہے، شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے، اخلاق و ایمان تباہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔

لہٰذا چاہیے کہ اس برے اور مذموم فعل سے دنیا کو بچایا جائے۔ جس کے لیے ڈاکٹر این فٹن پیشین گوئی کرتا ہے:

”یہ صرف عورت ہی ہے جو دنیا کو فواحش سے بچا سکتی ہے۔ گنہگارانہ زندگی بسر کرنے والی عورتیں مردوں کے عہد کی تاریک یادگار ہیں۔ ان سے تہذیب اور انسانیت حیا سوز تکلیف اٹھا رہی ہیں۔ یہ پیشہ انسانی ترقی کے راستہ میں ایک سدِ راہ کا کام دے رہا ہے۔ لیکن اس پیشہ کو دور کرنے کا فرض بھی عورت کے ہاتھ ہے۔“[۳۵]

ویسے بھی زنا کاری جیسے مذموم فعل سے عورت یا مرد کو وہ جنسی تسکین حاصل نہیں ہو سکتی، جو شادی کے بعد اپنی عورت یا مرد سے ہوتی ہے۔۔۔ کیوں کہ زنا کاری میں مشغول عورت اور مرد کو یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی آ نہ جائے، کوئی دیکھ نہ لے، کسی کو علم نہ ہو جائے ــــ اس لیے دونوں ایک دوسرے سے بہت جلد الگ ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس سے مکمل جنسی تسکین حاصل نہیں ہو پاتی۔ اس کے علاوہ ان کو اکثر موقع تلاش کرنا پڑتا ہے اور موقع نہ مل پانے کی صورت میں مردہ دل ہو جاتے ہیں ــــ جب کہ شادی (یعنی مذہب کے مقررہ طریقہ کے مطابق عورت اور مرد کو جنسی ملاپ کی اجازت) کے بعد یہ خوف نہیں رہتا کیوں کہ مذہب اور سماج دونوں کی رو سے عورت اور مرد کو جسمانی ملاپ (یعنی جماع) کا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ جب چاہیں ایک دوسرے سے کیف و لذت حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے انھیں ایک دوسرے سے کیف و لذت حاصل کرنے کے لیے ہی بنایا ہے۔

اسی لیے اسلام جہاں مشت زنی، اغلام بازی اور زنا کاری جیسے جرائم (مذموم فعلوں) پر شدید پابندی عائد کرتا ہے۔ وہیں فطری جنسی تقاضوں (خواہشات نفسانی) کی تسکین کے لیے شادی کا حکم بھی دیتا ہے۔

باب دوم

الف: ـــــــــ اسلام اور جنس
ب: ـــــــــ شادی
ج: ـــــــــ متعہ

گذشتہ باب میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نفسانی خواہشات کی تسکین کے تمام غیر فطری اور غیر شرعی طریقے (یعنی مشت زنی، اغلام بازی اور زنا کاری) انسان کی صحت و تندرستی کو برباد کر دیتے ہیں جس کو اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا ـــ اسی لیے اسلام نے فطری اور شرعی طریقے سے شادی کر کے جنسی تسکین کو جائز بلکہ حرام کاری کے خوف میں واجب قرار دیا ہے تاکہ انسان کی صحت و تندرستی باقی رہے، آرام و سکون ملے، فرحت محسوس ہو، تقرب الٰہی میں اضافہ ہو، گناہ سے بچاؤ رہے اور ایمان باقی رہے۔

شادی

اسلام کی رو سے شادی نوجوانوں کے لیے ایک ایسی عظیم نعمت ہے جو اُن کو حرام کاریوں اور برائیوں سے محفوظ کر کے پاکدامنی اور پرہیزگاری عطا کرتی ہے جس کی بدولت نوجوان کا نصف دین محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے پیغمبر اسلامؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"اے جوانو! اگر شادی کرنے کی قدرت رکھتے ہو تو شادی کرو کیوں کہ شادی آنکھ کو نامحرموں سے زیادہ محفوظ رکھتی ہے اور پاکدامنی و پرہیزگاری عطا کرتی ہے۔" [۳۶]

آپ ہی کا ارشاد ہے:

"جس نے شادی کی اُس نے اپنا نصف دین محفوظ کر لیا۔" [۳۷]

یا:

"جس شخص نے ایک عورت سے شادی کی اس نے نصف دین کی حفاظت کی اور باقی نصف میں تقویٰ کی ضرورت رہی۔" [۳۸]

اسی طرح امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"میرے خیال میں کسی مرد مومن کے ایمان میں ترقی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ وہ عورتوں سے محبت رکھے۔" [۳۹]

یہ بھی فرمایا کہ:

"جسے عورتوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔" [۴۰]

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ شادی فطری جنسی تقاضوں کی تسکین کا واحد راستہ ہے۔ جس سے انسان گمراہی، بے دینی اور حرام کاری سے بچ کر تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کرتا ہے۔ جس سے اس کے ایمان کی حفاظت ہوتی ہے۔

وہ انسان جس کی رگوں میں جوانی کا خون اور دل میں جوانی کے

جذبات ہیں۔ وہ جس کو خدا نے فطری طور پر نفسانی خواہشات کا مالک بنایا ہے۔ وہ کہ جن میں فطری طور پر اپنی جنس مخالف کی طرف انس و لگاؤ ہوتا ہے ـــــ اگر اپنے جذبات و خواہشات پر زہد و تقویٰ کے تحت پہرے بٹھا کر تقاضائے فطرت کو پورا نہ کرے تو یقیناً اس کی صحت و تندرستی خراب اور نسل انسانی منقطع ہو جائے گی۔ جس کو اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے اسلام نے شادی سے فرار اور کنوارا رہنے کو اچھا نہیں سمجھا ہے۔ بلکہ شادی کو لازم اور مستحب قرار دیا ہے۔ جو خدا کو پسند ہے۔

پیغمبر اسلام ارشاد فرماتے ہیں:

"اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا کے نزدیک شادی سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو۔" [۴۱]

ایک اور ارشاد گرامی ہے:

"ایسا مرد جو بیوی نہیں رکھتا، مسکین اور بے چارہ ہے خواہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بے شوہر کی عورت مسکین اور بے چاری ہے اگرچہ دولت مند ہی کیوں نہ ہو۔" [۴۲]

اسی سے متعلق امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے پوچھا:

"تمہاری بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ ایک شب بھی بغیر بیوی کے رہوں۔ چاہے اس کے بدلے میں ساری دنیا کی دولت کا مالک ہی کیوں نہ بن جاؤں۔" [۴۳]

کچھ اسی قسم کی بات امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمائی کہ :

"مجھے یہ بات کسی طرح گوارا نہیں کہ دنیا و مافیہا پوری پوری حاصل ہو جائے اور ایک رات بے عورت کے سوؤں۔"[۴۴]

مذکورہ ارشادات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پوری دنیا کی دولت بیوی سے کم ہوتی ہے اور بنا شوہر یا بیوی کے دنیا کی دولت و تونگری مسکینی اور بے چارگی کے مانند ہے ـــــ کون نہیں چاہتا کہ وہ دولت مند ہو جائے اور حقیقی دولت مندی شادی کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں ملتا ہے :

"اور اپنی (قوم کی) بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح[۴۵] کر دیا کرو۔ اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو خدا اپنے فضل (و کرم) سے مالدار بنا دے گا۔"[۴۶]

صرف یہی نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر، قرآن مجید میں اس عظیم نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :

"خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمھاری ہی جنس میں سے تمھارے لیے شریک زندگی (ہمسر) پیدا کی تاکہ ان سے انس پیدا کرو اور ان کے ساتھ آرام و چین سے رہو اور تمھارے درمیان الفت و محبت پیدا کیا۔ اس سلسلے میں غور کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔"[۴۷]

گویا قرآن کریم کی نظر میں شادی کوئی خرابی اور برائی نہیں بلکہ آرام

و سکون اور الفت و محبت کا بہترین ذریعہ ہے اور شاید یہی دل کو ملنے والا وہ سکون ہو جو ایمان میں اضافہ کا سبب بنتا ہو۔ کیوں کہ قرآن نے ایمان میں اضافہ کا سبب سکون ہی بتایا ہے۔ ملتا ہے

"وہ وہی (خدا) تو ہے جس نے مومنین کے دلوں میں سکون (اور تسلی) نازل فرمائی تاکہ اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ ایمان کو بڑھائیں۔"[۴۸]

لہٰذا سکون حاصل کرنے کے لیے شادی کرنا لازمی ہے۔ اسی لیے اسلام نے مجرد یعنی غیر شادی شدہ رہنے کو اچھا نہیں سمجھا ہے بلکہ اس کی سخت مذمت کی ہے۔ رسول خدا کا ارشاد ہے :

"میری امت کے بہترین لوگ شادی شدہ ہیں اور وہ لوگ برے ہیں جو شادی شدہ نہیں ہیں۔"[۴۹]

یہ بھی فرمایا

"تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں۔"[۵۰]

معصومؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"تم میں بدترین مرد وہ ہیں جو غیر شادی شدہ مر جائیں۔"[۵۱]

جہاں مذکورہ تمام باتیں بتائیں وہیں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا تقابل کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

"شادی شدہ کی دو رکعت نماز، غیر شادی کی ستر رکعت نماز سے بہتر ہے۔"[۵۲]

اور شادی شدہ لوگوں سے متعلق امام سید الساجدینؑ سے روایت ہے کہ:

"اگر کوئی شخص خوشنودیٔ خدا اور اولاد کے لیے شادی کرے تو قیامت کے روز اس کے سر پر ایسا تاج ہوگا جس سے وہ بادشاہ معلوم ہوگا۔"[53]

جب کہ موجودہ زمانے میں بعض نوجوان اقتصادی مشکلات کی وجہ سے جلدی شادی نہیں کرنا چاہتے، بعض بے مثل بیوی یا شوہر کی تمنا میں اپنی عمر گنوا دیتے ہیں، بعض بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھتے ہوئے صرف بچوں کی خاطر شادی کرنا مناسب نہیں سمجھتے، بعض تعلیم مکمل کرنے کا بہانہ کر کے شادی سے بچتے ہیں، بعض شادی کے جھمیلوں میں پڑنے کے بجائے ناجائز جنسی تعلقات کو بنائے رکھنا مناسب سمجھتے ہیں، بعض جنسی آزادی کے قائل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن مذہب اسلام میں مذکورہ خیالات رکھنے والے ہر گروہ کا خوبصورت جواب موجود ہے۔ جو کم آمدنی کو مدنظر رکھ کر صرف اس لیے شادی نہیں کرتے کہ گھر کے اخراجات کیسے پورے ہوں گے۔ ان کے لیے قرآن میں ملتا ہے:

"اور اپنی (قوم کی) بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو۔ اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو خدا اپنے فضل (و کرم) سے مالدار بنا دے گا۔"[54]

یہ خدا کا وعدہ ہے ـــــ پھر بھی اگر اقتصادی مشکلات (ضروریات زندگی کی تکمیل) اور افلاس و پریشانی کو پیش نظر رکھا جائے تو گویا خدا کی قدرت اور وعدہ پر بھروسہ نہیں۔ اسی لیے رسول اکرمؐ نے

ارشاد فرمایا ہے کہ:

"جو شخص افلاس و پریشانی کے ڈر سے نکاح نہ کرتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خدا سے بدگمان ہے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ فقیر ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انھیں غنی کر دے گا۔"[55]

کم آمدنی والے لوگوں کو کبھی ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ ان کی عمر کتنی ہو گئی، اس پوری عمر میں کتنے دن گذر چکے ہیں، ان گذرے ہوئے دنوں میں انھیں کتنے دن کھانا، پانی، لباس یا سر چھپانے کی جگہ نہیں ملی ہے تو دیوانوں کے علاوہ شاید ہی کوئی ایسا ملے جسے دو چار دن تک کھانا پانی نہ ملا ہو، لباس بدن پر نہ ہو اور سر چھپانے کی جگہ نہ رہی ہو ـــــ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جو خدا اس عمر تک رازق رہا اور اخراجات کو پورا کرتا رہا ہے وہ آئندہ عمر میں بھی رازق رہے گا اور اخراجات کو پورا کرتا رہے گا۔[56] بس کوشش کرنا انسان کا فریضہ ہے اور رزق پہنچانا نیز اخراجات کو پورا کرنا خدا کی ذمہ داری۔

غور کرنا چاہیے کہ اگر کوئی شادی کر کے اپنے اوپر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں لینا چاہتا تو اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے اندر جنسی خواہشات کو ہی نہ پیدا ہونے دے تاکہ اس کی تسکین کا مسئلہ بھی پیدا نہ ہو سکے ـــــ لیکن یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ کیوں کہ جنسی خواہشات کا پیدا ہونا فطری اور قدرتی ہے۔ لہٰذا جوانوں کے لیے شادی (جائز جنسی ملاپ) فطری جنسی تقاضے کی تسکین کی بنیادی ضرورت ہے۔ علاوہ بر این دنیا

میں زندگی کی اور ضرورتیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ یوں بھی دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں مل سکتا جس کی ساری دنیاوی ضرورتیں اس کی آخر عمر تک پوری رہیں ـــــ لہٰذا بنیادی ضرورت (فطری جنسی خواہشات) موجود ہونے پر ہر لڑکے اور لڑکی کو شادی کے لیے قدم بڑھانا چاہیے۔

پھر بھی اگر کوئی شادی میں ہونے والے ابتدائی اخراجات کے پیش نظر شادی کے لیے قدم نہیں بڑھاتا، وہ بھی غلط ہے۔ کیوں کہ اسلام نے اس کے حل پیش کیے ہیں ـــــ مثلاً لڑکی کے والدین اور سرپرست جہیز رسم ورواج اور دیگر لوازمات سے خوف کھاتے ہیں تو اس کے لیے اسلام نے حل پیش کیا ہے کہ لڑکی کی خواستگاری کرنے والا لڑکا پہلے نصف مہر دے جس سے جہیز اور دوسرے لوازمات کو پورا کیا جا سکے اور نکاح کے وقت باقی نصف مہر بھی دے دے ـــــ اور مہر کا تقاضہ لڑکی کے والدین یا سرپرست اسی طرح کریں جس طرح رسول اکرمؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی خواستگاری کرنے والے حضرت علیؑ سے کیا اور مہر مل جانے کے بعد ہی عقد ہوا۔

اسلام کے اس اصول سے لڑکی والوں کو لڑکی کی شادی میں کوئی زحمت نہیں ہو سکتی ـــــ لیکن ممکن ہے کہ لڑکی والے اسلام کے مذکورہ اصول سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ مہر طے کرنے (لینے) کی کوشش کریں اور لڑکا اسے نہ دے پانے کی صورت میں شادی نہ کر سکے۔ لہٰذا رسول اسلامؐ نے اس کا بھی حل پیش کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو خوب صورت ہوں اور جن کا مہر کم ہو" [۵۸]

اسی طرح امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"وہ عورت بابرکت ہے جو کم خرچ ہو" [۵۹]

اس طرح مذہب اسلام نے لڑکے اور لڑکی دونوں کی اقتصادی مشکلات کو دور کرنے کا آسان اور خوبصورت طریقہ پیش کیا ہے جس کو اپنا کر مسلمان مالی مشکلات میں پڑے بغیر بآسانی شادی کر سکتا ہے۔

اقتصادیات سے الگ ہٹ کر بے مثل بیوی یا شوہر کی تمنا کرنے والے لوگوں کو پہلے اپنی ذات کی طرف دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ بھی بے مثل ہیں یا نہیں؟ تو نتیجہ نکلے گا کہ نہیں! ان میں بھی بہت سی کمیاں ہیں۔ لہٰذا ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اگر کسی میں کچھ کمیاں ہیں تو اس کو قبول کرنے میں سبقت کرے تاکہ عمر نہ گزرے اور جوانی کے ملے ہوئے خوبصورت ایام میں نعمت الٰہی سے کیف و لذت کا موقع مل سکے۔ اس سے ایک اہم فائدہ یہ ہوگا کہ شادی ہو جانے کے بعد لڑکے یا لڑکی سے شرم آور واقعات سرزد نہیں ہوں گے۔

عام طور سے موجودہ دور میں بے مثل بیوی یا شوہر کی تعریف میں ایمان داری، عفت و پاکیزگی، تقویٰ اور پرہیزگاری کے بجائے خوبصورتی مال داری اور بڑا خاندان شمار کیا جانے لگا ہے جب کہ پیغمبر اسلامؐ کچھ اور ہی تعلیم دیتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"تم جب بھی نکاح کا ارادہ کرو تو تین علامات کو ضرور دیکھو اس کا اخلاق، اس کا دین اور امانت۔ (یہ علامتیں لڑکی اور لڑکے دونوں کے لیے ہیں۔)"

آگے فرماتے ہیں:

"اگر تم نے نکاح کے لیے اس کے اخلاق، دین اور اس کے امانت دار ہونے کو نہیں دیکھا اور شادی کر دی تو تم نے اپنی اولاد کی نسل قطع کر دی اور بڑے فتنہ و فساد کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملے گا۔" [۶۰]

اسی طرح حضرت علیؑ نے جناب فاطمہ زہراؑ کی وفات کے بعد جب دوسری شادی کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی جناب عقیلؑ سے کہا:

"عقیل ایسا بہادر خاندان اور متقی خاتون تلاش کرو کہ جس کے بطن سے ایسا بہادر بچہ پیدا ہو کہ جو کربلا میں حسینؑ کی پاسداری کر سکے۔" [۶۱]

اور جب ایک شخص نے امام حسنؑ کی خدمت میں آکر دریافت کیا کہ:

"مولا! بیٹی جوان ہو گئی ہے۔ اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں، کس سے نکاح کروں؟"

امامؑ نے جواب دیا:

"نہ حسن دیکھنا اور نہ دولت۔" [۶۲]

امام حسنؑ کا ہی ارشاد ہے:

"کسی کو بیٹی دو تو یہ دیکھو کہ لڑکا نیک، پرہیز گار اور متقی ہے یا نہیں۔ کیوں کہ اگر تیری بیٹی اسے پسند آئی تو اس سے محبت کرے گا اور

تیری بیٹی کی عزت کرے گا۔ لیکن اگر تیری بیٹی اس کے معیار کے مطابق نہیں اتری تو وہ کبھی ظلم نہیں کرے گا۔ کیوں کہ متقی کبھی ظلم نہیں کرتا۔" [۶۳]

اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"اگر خوب صورتی اور حسن کے لیے شادی کرو گے تو نہ حسن ملے گا اور نہ دولت بلکہ بربادی کے حقدار ہو گے۔" [۶۴]

یا:

"جو شخص مال و حسن و جمال کے لیے نکاح کرے گا وہ دونوں سے محروم رہے گا اور جو شخص پرہیزگاری اور دین کے لیے نکاح کرے گا، حق تعالیٰ اس کو مال بھی دے گا اور جمال بھی۔" [۶۵]

مذکورہ ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بیوی یا شوہر کی تلاش کے لیے تقویٰ و پرہیزگاری، اخلاق و مروت، دینداری، ایمانداری، امانت داری اور بہادری وغیرہ کو دیکھنا چاہیے نہ کہ حسن و جمال، مال و دولت یا جدیدیت (یعنی مغربی اثرات کے تحت فیشن) وغیرہ۔ قرآن میں صاف صاف اعلان موجود ہے:

"گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے (مناسب) ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے (موزوں) ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔" [۶۶]

اور یہی آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

جہاں تک مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی پہچان کا تعلق ہے

ان کے لیے قرآن میں ملتا ہے:

"(اے رسولؐ) ایمان داروں سے کہہ دو کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے (اے رسولؐ) ایمان دار عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار (کے مقامات) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاتا ہو (چھپ نہ سکتا ہو اس کا گناہ نہیں) اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالے رہیں اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ داداؤں یا اپنے شوہر کے باپ داداؤں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی (قسم کی) عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا (گھر کے) وہ نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں مگر (بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے) عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے یا وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے آگاہ نہیں ہیں۔ ان کے سوا (کسی پر) اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیا کریں اور چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگار کی خبر ہو جائے۔"[55]

جو لوگ بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھتے ہوئے صرف بچوں کی خاطر شادی کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ وہ کبھی یہ کیوں غور نہیں کرتے کہ کیا انسان کی طرح حیوانات اور نباتات کبھی یہ سوچتے ہیں کہ اولاد نہ ہو، پھل نہ آئے اور نسل باقی نہ رہے ـــــ نہیں ایسا نہیں ہوتا۔ حیوانات

اور نباتات میں نر اور مادہ کا عشق و لگاؤ اور وصل صرف اولاد اور پھل کے لیے ہوتا ہے تاکہ دنیا میں اس کی نسل باقی رہے۔ تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ ایسا کیوں سوچتا ہے کہ اولاد نہ ہو اور اس کی نسل باقی نہ رہے ـــــ حقیقت میں اولاد کا ہونا یا نہ ہونا، انسان کے بس کی بات نہیں ہے ـــــ اور اگر اسی کے بس کی بات ہوتی تو دنیا میں بہت سے انسانی جوڑے صرف ایک اولاد کی تمنا میں دعا، دوا، منت، مراد نہ کرتے پھرتے ـــــ اس کے برخلاف وہ جوڑے جو مفلسی کے خوف[56] سے نسل کو منقطع کرنے کے لیے فیملی پلاننگ کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں وہ ایک کے بعد ایک بچے کو باخوشی یا باکراہیت اپنی گود میں نہ پالتے رہتے۔

اگر اسلام کی نظر میں نسل کا باقی رکھنا مقصود نہ ہوتا تو شاید شریعت اسلام مشت زنی اور اغلام بازی کے ذریعہ نطفہ کی سراسر بربادی اور زنا کاری کے ذریعہ کافی حد تک بربادی پر سخت پابندی عائد نہیں کرتا ـــــ اسی قیمتی نطفہ کی حفاظت (بربادی سے بچانے) کے لیے ہی شریعت نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ اپنی آزاد زوجۂ منکوحہ سے جماع کرتے وقت اپنی منی کو زوجہ کی فرج کے باہر بغیر اجازت کے نہیں ڈال سکتے۔[57] (کیونکہ اس سے نطفہ کی بربادی ہے) ـــــ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ شادی صرف اولاد کے لیے ہونا چاہیے اور اولاد ایک عظیم نعمت الٰہی کا نام ہے۔ اسی لیے رسول اسلامؐ نے فرمایا:

"مومن کو کون سی چیز اس بات سے مانع ہے کہ وہ نکاح کرے

شاید اسے خداوند تعالیٰ ایسا فرزند عطا کرے جو زمین کو کلمۂ لا الہ الا اللہ سے زینت دے۔" ۵۶

اگر تعلیم کا بہانہ لے کر شادی نہ کی جائے تو یہ اس وقت تک جائز و مناسب رہے گا جب تک کہ حرام کا خوف نہ ہو۔ اگر حرام کا خوف و اندیشہ ہو تو اس موقع پر شادی واجب ہو جائے گی۔ ویسے بھی قرآن کے مطابق شادی کے ذریعہ آرام و سکون ملتا ہے اور پڑھائی کے لیے آرام و سکون ضروری ہے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ پڑھنے کی نیت رکھنے والے لوگ شادی کے بعد اور دل لگا کر پڑھ سکتے ہیں۔

جو لوگ شادی کے جھمیلوں میں پڑنے یا مستقل طور سے شادی کرنے کے بجائے ناجائز جنسی تعلقات کو بنائے رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔ یعنی جائز چیز کو ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کے قائل ہیں وہ شریعت اسلام کی رو سے حرام کاری اور زنا کاری کرتے ہیں جن کے لیے عذاب ہے اور یہی جنسی آزادی کے قائل لوگوں کے لیے بھی ہے۔

شاید ایسے ہی لوگوں کے لیے اسلام نے وقتی شادی (متعہ) کا حکم دیا ہے جس کے ذریعہ جائز چیز کو جائز طریقہ سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے اور لذت اٹھائی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ شادی (دائمی ہو یا وقتی) کا بنیادی مقصد خواہشات نفسانی (جنسی) کی تسکین ہے اور اولاد کا پیدا ہونا جنسی تسکین کا نتیجہ ہے جو ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنسی تسکین کے بغیر شادی کا مقصد فوت ہو جاتا ہے لیکن اولاد کے

بغیر ایسا نہیں ہوتا۔ اور انسان بعض اوقات صرف جنسی تسکین کی ضرورت محسوس کرتا ہے لیکن اولاد کی خواہش نہیں کرتا۔ اسی لیے شریعت اسلام نے بیوی نہ ہونے پر جنسی (خواہشات نفسانی کی) تسکین کے لیے متعہ (یعنی وقتی شادی) کو جائز قرار دیا ہے۔

متعہ

اسلام نے جائز چیز کو جائز طریقہ سے حاصل کرنے (یعنی جنسی تسکین) کے لیے نکاح کی شرط لگائی ہے اور نکاح پڑھ لینے کے بعد عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے۔ جس کے بعد دونوں (مرد اور عورت) آپس میں کسی بھی طرح سے کیف و لذت اٹھا سکتے ہیں۔ اس نکاح کی دو قسمیں ہیں۔ نکاح دائمی اور نکاح مؤقتی (یعنی متعہ یا وقتی شادی)۔ دونوں فطری ضرورت اور طبعی خواہش کے تحت ہوتے ہیں۔ دونوں کے اغراض و مقاصد ایک ہیں۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ نکاح دائمی میں مدت معین نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی قسم کی شرط لگائی جاتی ہے جب کہ نکاح موقتی میں مدت معین ہوتی ہے اور شرط بھی لگائی جا سکتی ہے۔ مثلاً جب کوئی عورت متعہ کرنے کے وقت یہ شرط کر دے کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ صحبت (یعنی جماع) نہ کرے تو متعہ بھی صحیح ہے اور شرط بھی اور اس کا شوہر دوسری ہر قسم کی لذتیں اس سے حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ اگر عورت خود بعد میں راضی ہو جائے تو اس کا شوہر صحبت کر سکتا ہے۔ ۵۷

متعہ (نکاح موقتی یا وقتی شادی) ناجائز جنسی تعلقات اور زنا کاری سے مختلف چیز ہے۔ جب کہ بعض متعہ کے مخالفین اس کو زنا کاری سے تشبیہ دیتے ہیں۔ لیکن متعہ اور زنا کاری میں بڑا فرق ہے۔ متعہ، شریعت کے مقررہ طریقہ کے تحت خاص صیغوں کے پڑھے جانے کا نام ہے جس میں ایجاب وقبول ہوتا ہے اور زنا کاری غیر شرعی فعل ہے۔ جو صیغوں کی پابندی سے بے نیاز ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان کو بعض اوقات ایسے حالات سے گزرنا پڑتا ہے کہ جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ "زنا" یا "متعہ" میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں "زنا" کی نسبت "متعہ" کر لینا بہتر ہے۔ یعنی شریعت اسلام میں بوقت ضرورت متعہ وہ عظیم نعمت ہے جو جوانوں کی عفت و پرہیز گاری کو باقی رکھنے اور حرام کاری سے بچائے رکھنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے۔ متعہ سے متعلق قرآن کریم میں ملتا ہے:

"جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو تو انھیں جو مہر معین کیا ہو دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد آپس میں (کم و بیش پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک خدا (ہر چیز سے) واقف اور مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔" ۳۶

مذکورہ آیت متعہ کے جائز اور حلال ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جو انسان کو گمراہی اور بدکاری سے بچا سکتی ہے۔ متعہ سے متعلق ملتا ہے کہ:

"جو شخص متعہ کرے عمر میں ایک مرتبہ وہ اہل بہشت سے ہے اور عذاب نہ کیا جاوے گا وہ مرد اور وہ عورت کہ متعہ کرے۔ مگر عورت عفیفہ ہو، مومنہ ہو۔" ۳۷

لیکن کنواری لڑکی سے متعہ کرنا مکروہ ہے۔

متعہ کے جائز ہونے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ عہد رسالت کے بعد اصحاب رسولؐ (حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ) کے دور حکومت میں بھی متعہ ہوتا رہا۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو متعہ سے منع کیا۔ جس کی طرف حضرت علیؑ نے اس طرح اشارہ کیا ہے:

"اگر حضرت عمرؓ لوگوں کو متعہ سے منع نہ کرتے تو قیامت تک سوائے شقی و بدبخت کے کوئی دوسرا زنا نہ کرتا۔" ۳۸

یعنی حضرت علیؑ کے نزدیک متعہ، زنا اور حرام کاری سے بچانے والی چیز ہے لہٰذا متعہ سے روکنا درست نہیں۔ کیوں کہ حضرت علیؑ متعہ سے روکنے کو درست نہیں سمجھتے ہیں جب کہ اس دور میں متعہ سے کافی دور بھاگنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض متعہ کو جائز جانتے ہوئے بھی متعہ نہیں کرتے لیکن کبھی کبھی زنا کاری کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا کاری چھپ کر ہوتی ہے اور اکثر لوگوں کو اس کا علم بھی نہیں ہو پاتا۔ لیکن متعہ اعلانیہ ہوتا ہے۔ اس لیے سماج ایسے لوگوں سے دائمی نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا، جس نے متعہ کیا ہے۔ کیوں کہ سماج کی نظر میں متعہ کرنے والے لوگوں کے دامن کردار

پر جنسی خواہشات کا دھبہ لگ جاتا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ کیوں کہ متعہ کوئی غیر شرعی فعل نہیں بلکہ فطری خواہشات کی تسکین کے لیے شرعی اور جائز فعل ہے۔ اس سے متعہ کرنے والے لوگوں کے ایمان و عمل، تقویٰ و پرہیزگاری اور عفت و پاکیزگی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اسی لیے امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"ایک بات ایسی ہے کہ جسے بیان کرنے میں کبھی تقیہ نہیں کروں گا۔ وہ متعہ کی بات ہے۔"

متعہ (یعنی وقتی شادی) کے بعد یہ ممکن ہے کہ مرد و عورت دونوں آپس میں ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھ سکیں نیز طبیعتوں میں مطابقت ہونے پر نکاح موقتی کو نکاح دائمی میں بدل لیں اور آئندہ زندگی خوشگوار ہو سکے اور طبیعتوں میں مخالفت ہونے پر ایک مقررہ مدت کے بعد الگ ہو جائیں۔

آئندہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے ہی اب یورپ میں بغیر نکاح کے (یعنی سماج کی طرف سے مرد اور عورت کو جنسی ملاپ کی اجازت ملنے کے بعد) جنسی تعلقات قائم کیے جاتے ہیں۔ ان جنسی تعلقات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نکاح سے قبل ہی آئندہ ازدواجی زندگی کے خوشگوار ہونے کا یقین کر لیا جائے اور اس طرح کی شادیوں کو عارضی، آزمائشی یا وقتی شادی کا نام دیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس قسم کی شادی کے ذریعہ جوانی کے زمانے میں جنسی پریشانیوں اور جسمانی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ نیز ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھ کر دائمی شادی بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی لیے

برٹرنڈ رسل جوانی کے زمانے کی جنسی مشکلات کی تحقیق کرنے کے بعد لکھتا ہے:

"اس مشکل کا صحیح حل یہ ہے کہ شہری قوانین میں عمر کے اس حساس حصہ (یعنی جوانی) کے لیے وقتی شادی کو جگہ دی جائے جس میں عائلی زندگی کی طرح اخراجات کا بار نہ ہو تاکہ جوانوں کو مختلف غیر قانونی اور ناجائز کاموں سے روکا جا سکے اور طرح طرح کی روحانی و جسمانی بیماریوں سے بچایا جا سکے۔"

اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں غیر قانونی اور ناجائز کاموں سے روکنے اور فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے وقتی شادی کو جگہ دی جا رہی ہے۔ جو کافی حد تک اسلامی (دین فطرت کے) قانون متعہ سے ملتی جلتی ہے۔ اسی لیے تو حضرت علیؑ نے کہا:

"اگر حضرت عمر لوگوں کو متعہ سے منع نہ کرتے تو قیامت تک سوائے شقی و بدبخت کے کوئی دوسرا زنا نہ کرتا۔"

لیکن دین فطرت (اسلام) کے قانون "متعہ" کے سلسلے میں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ متعہ ضرورت کے تحت (مثلاً جب حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، سفر میں ہو، دوا کے لیے ہو، کسی کی اعانت کرنا مقصود ہو وغیرہ) ہونا چاہیے نہ کہ بلا ضرورت۔ چنانچہ ائمہ برحق نے اکثر ہدایت فرمائی کہ بلا ضرورت متعہ نہ کیا جائے۔ مثلاً ایک شخص نے امام موسیٰ کاظمؑ سے متعہ سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"بیوی کی موجودگی میں تمھیں متعہ کی کیا ضرورت؟"

یا: "تمھیں متعہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا نے تمھیں تو اس ضرورت سے

باب سوم

دور رکھا ہے۔"[41]

اور:

"متعہ اس کے لیے ہے جسے اللہ نے بیوی کے ہوتے ہوئے اسے بے نیاز نہ کیا ہو۔ جس کی بیوی ہو وہ صرف اس صورت میں متعہ کر سکتا ہے جب اس کا اختیار اپنی بیوی کے اوپر نہ ہو۔"[42]

لہٰذا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ متعہ کے شرعی جواز سے ناجائز فائدہ اٹھانا یقیناً اس کی حکمت و مصلحت کو خاک میں ملا دیتا ہے اور ایسا کرنا عقلی طور پر جرم سے کم نہیں ہے۔ البتہ حرام کا خوف ہونے پر نکاح مؤقتی (یعنی متعہ) یا نکاح دائمی واجب ہے۔

باب سوم

الف: ———— مرد اور عورت
ب: ———— عورتوں کی قسمیں
ج: ———— پدمنی
د: ———— چترنی
ہ: ———— سنکھنی
و: ———— ہستنی
ز: ———— مردوں کی قسمیں
ح: ———— شاش
ط: ———— مرگ
ی: ———— برش
ک: ———— آشو

گذشتہ مباحث سے یہ بات پوری طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام مذہب (یعنی دین فطرت) نے حرام کاری اور زنا کاری پر سخت پابندی عائد کرنے کے ساتھ ساتھ دائمی نکاح یا مؤقتی نکاح کے ذریعہ عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے جائز مقام سے کیف ولذت اٹھانے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا آرام وسکون حاصل کرنے نیز فطری جنسی تقاضوں کی تسکین کے لیے ہر حال میں عورت کو مرد کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم نے بابا آدمؑ کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بچی ہوئی مٹی سے ہی ان کی بیوی اماں حواؑ کو پیدا کیا تاکہ دونوں ایک ساتھ رہیں سہیں اور پھر ان ہی دو میاں بیوی سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیے۔ قرآن میں ہے:

> "اے لوگو! اپنے اس پالنے والے سے ڈرو جس نے تم سب کو (صرف) ایک شخص سے پیدا کیا اور (وہ اس طرح کہ پہلے ان (کی باقی مٹی) سے ان کی بی بی (حوا) کو پیدا کیا اور (صرف) انھیں دو (میاں بی بی) سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔"[۵۳]

CIATION KHOJA
ASHERI
MATE
OTTE

یا:

"وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص (آدم) سے پیدا کیا اور اس (کی بچی ہوئی مٹی) سے اس کا جوڑا بھی بنا ڈالا تاکہ اس کے ساتھ رہے سہے۔ پھر جب انسان اپنی بی بی سے ہمبستری کرتا ہے تو بی بی ایک ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے، پھر اسے لیے لیے چلتی پھرتی ہے، پھر جب وہ زیادہ دن ہونے سے بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں (میاں بیوی) اپنے پروردگار خدا سے دعا کرنے لگے کہ اگر تو ہمیں نیک (فرزند) عطا فرمائے تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔"[۵۴]

گویا مرد کو عورت کی ضرورت ہے جس سے وہ ہمبستری کرے تاکہ عورت حاملہ ہو، اولاد پیدا ہو اور نسل آدم باقی رہے۔

اسی لیے پروردگار عالم نے مرد (نر) اور عورت (مادہ) دو قسموں[۵۵] کو پیدا کیا ہے تاکہ دونوں مل کر جنسی تسکین کے ساتھ نسل کو باقی رکھنے کی ذمہ داری نبھاتے رہیں۔ کیونکہ دونوں کے مادۂ تولید (منی) کے ملنے سے ہی حمل قرار پا سکتا ہے، تنہا نہیں۔ اور یہ مادۂ تولید ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں میں قدرتی طور پر بنتا رہتا ہے۔ جس کے لیے قرآن میں ملتا ہے کہ:

"تو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے وہ اچھلتے ہوئے پانی (منی) سے پیدا ہوا ہے۔ جو پیٹھ (یعنی ریڑھ کی ہڈی) اور سینے کی (اوپر والی) ہڈیوں کے بیچ سے نکلتا ہے۔"[۵۶]

یہ ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں سے نکلنے والا پانی بالترتیب مرد اور

عورت کی منی ہوتی ہے[۵۷] جو رحم میں جمع ہو جاتی ہے[۵۸]، بعد میں وہ جما ہوا خون ہو جاتی ہے، پھر وہ جما ہوا خون گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے، گوشت کے لوتھڑے میں ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں، ان ہڈیوں پر گوشت چڑھتا ہے، بالآخر وہ مرد یا عورت کی قسم میں پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ملتا ہے:

"کیا وہ (ابتداءً) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحم میں ڈالی جاتی ہے۔ پھر لوتھڑا ہوا، پھر خدا نے اسے بنایا، پھر اسے درست کیا، پھر اس کی دو قسمیں بنائیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت۔"[۵۹]

قرآن میں انسان کی خلقت سے متعلق نطفہ سے لے کر ولادت تک کی تفصیلات اس طرح ملتی ہیں:

"اور ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ جگہ (عورت کے رحم) میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم ہی نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم ہی نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا پھر ہم ہی نے لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر ہم ہی نے اس کو (روح ڈال کر) ایک دوسری صورت میں پیدا کیا تو (سبحان اللہ) خدا بابرکت ہے جو سب بنانے والوں سے بہتر ہے۔"[۶۰]

لیکن اس پوری کارروائی کے لیے مرد اور عورت کا جسمانی ملاپ اور نطفہ کا ٹھہرنا (جو قدرتی اور فطری طور پر ہوتا ہے) ضروری ہے۔ لہٰذا افزائش نسل اور فطری جنسی تسکین کے لیے مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے جو آپس میں مذہب کی مخالفت کر کے

غیر شرعی، ناپاک اور مذموم رشتہ کو یا مذہب کے اصول و قوانین کی پابندی کر کے شرعی، مقدس اور پاکیزہ رشتہ کو قائم کر سکتے ہیں۔

شریعت اسلام نے شرعی مقدس اور پاکیزہ رشتہ کو قائم کرنے کے لیے ہی نکاح (دائمی یا موقتی) کا حکم دیا ہے اور یہ ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے کہ وہ عورتوں کی خواستگاری کریں۔ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص میری سنت کو دوست رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نکاح کرے اور جو میری سنت کا پیرو ہے یہ سمجھ لے کہ خواستگاری زن میری سنت میں داخل ہے۔" [91]

اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے:

"عورتوں کو زیادہ عزیز رکھنا پیغمبروں کے اخلاق میں داخل تھا۔" [92]

یا اسی طرح امام علی رضاؑ سے منقول ہے:

"تین چیزیں پیغمبروں کی سنت میں داخل ہیں۔ اول خوشبو سونگھنا، دوسرے جو بال بدن پر ضرورت سے زیادہ ہیں ان کو دور کرنا، تیسرے عورتوں سے زیادہ مانوس ہونا اور ان سے زیادہ مقاربت کرنا۔" [93]

عورتوں سے مقاربت سے متعلق امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے:

"عثمان بن مظعون کی زوجہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آئی اور یہ عرض کی، یا رسول اللہ! عثمان دن دن بھر روزے رکھتے ہیں، رات رات بھر نماز پڑھتے ہیں اور میرے پاس

نہیں آتے۔ حضرتؐ غضبناک ہو کر عثمان کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

اے عثمان! خدا نے ہمیں رہبانیت کے لیے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ دین مستقیم و سہل و آسان کے لیے مبعوث کیا ہے۔ میں روزہ بھی رکھتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور اپنی عورتوں سے مباشرت بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میرے دین کا خواستگار ہو اسے چاہیے کہ میری سنت پر عمل بھی کرے اور جہاں میری اور سنتیں ہیں یہ بھی ہے کہ عورتوں سے نکاح و مباشرت کیا کرے۔" [94]

اور عورتوں سے مقاربت کے ثواب سے متعلق ملتا ہے:

"ایک عورت نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ میرا شوہر میرے پاس نہیں آتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو خوشبو سے معطر کیا کر تاکہ وہ تیرے پاس آئے۔ اس نے عرض کی، میں نے ہر خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کر کے دیکھ لیا وہ بہر صورت دور ہی رہا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر اسے تجھ سے مقاربت کرنے کا ثواب معلوم ہوتا تو وہ ہرگز دور نہ رہتا پھر ارشاد فرمایا کہ اگر وہ تیری جانب متوجہ ہوگا تو فرشتے اسے احاطہ کر لیں گے اور اسے اتنا ثواب ملے گا گویا تلوار کھینچ کر خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے اور جس وقت تجھ سے جماع کرے گا اس کے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے موسم خزاں میں پتے جھڑ جاتے ہیں اور جس وقت غسل کرے گا

تو کوئی گناہ اس کے ذمہ باقی نہ رہے گا۔"[۹۵]

لہٰذا ہر مرد کے لیے خوش وخرم رہنے، آرام وسکون سے زندگی بسر کرنے، حرام کاریوں سے بچنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے عورت کا ہونا ضروری ہے جس کے بغیر مرد ادھورا رہتا ہے۔ اس کی زندگی سونی اور ویران رہتی ہے۔ اس کو گھر جنگل اور قید خانہ محسوس ہوتا ہے۔ اس کی روح مرجھائی ہوتی ہے اور وہ ایک چلتی پھرتی لاش کے مانند ہو جاتا ہے۔ اسی لیے جدید فارسی شاعرہ پروین اعتصامی نے کہا ہے:

در آں سرائے کہ زن نیست، انس و شفقت نیست
در آں وجود کہ دل مرد، مردہ است رواں[۹۶]

یعنی جس گھر میں عورت نہیں ہے وہاں انس و شفقت نہیں ہے (کیوں کہ) جس کا دل مرجاتا ہے اس کی روح بھی مردہ ہوجاتی ہے (اور عورت گھر کی جان ہوتی ہے جس کے بغیر گھر گھر نہیں ہوتا) مکان رہتا ہے۔ ایک اردو شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

میرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کردے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کردے

گویا مرد کا عورت کی خواہش نہ کرنا مردہ دلی کی نشانی ہے — لیکن حقیقت یہ ہے کہ جوانی میں ہر مرد قدرتی طور پر عورت کی خواہش کرتا ہے۔ اس لیے لازمی ہے کہ مردوں کو عورتوں کی اقسام سے متعلق معلومات ہو تاکہ انھیں عورت کے انتخاب میں آسانی ہو سکے۔

عورتوں کی قسمیں

پنڈت کوکا نے جنسی لحاظ سے عورتوں کی چار قسمیں بتائی ہیں

۱۔ پدمنی
۲۔ چترنی
۳۔ سنکھنی اور
۴۔ ہستنی

ان کی پہچان کے بارے میں ہے کہ:

۱۔ پدمنی

یہ سب سے اچھی ہے۔ اس کے بعد چترنی، سنکھنی اور ہستنی ہیں۔ اس کی آنکھ کنول کی طرح، بدن چھریرا، آواز نرم اور لوچدار، بال لمبے، جسم کا تناسب بہترین، اس عورت کے جسم سے نیلوفر جیسی خوشبو آتی ہے۔ اس کی آنکھوں کی چمک کی ایک جہاں بھی تاب نہیں لا سکتا۔ اس کا چہرہ ایک شگفتہ پھول معلوم ہوتا ہے۔ یہ عورت عمدہ لباس پہنتی اور صاف ستھری رہتی ہے۔

پدمنی نیکی کا پتلا، دوسروں سے بہ ملائمت پیش آنے والی، ہر کسی پر شفقت کرنے والی اپنے خاوند کی اطاعت گزار اور وفادار بیوی ہوتی ہے۔

جس گھر میں وہ رہتی ہے، وہاں امن، سلامتی، خوشی اور مسرت کا دور دورہ رہتا ہے۔ خوشحالی، نیکی اور دولت مندی کے نشان ملتے ہیں۔ دکھ، رنج اور بیماری اس گھر سے کوسوں دور رہتے ہیں اور یہ گھر دیوتاؤں کا گھر معلوم ہوتا ہے۔

یہ دراز قد ہوتی ہے، سینہ خوب صورت ہوتا ہے، اخلاق و مروت کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ پاکیزہ وصاف ستھرے خیالات کی حامل اور جنسی جذبات سے دور ہوتی ہے۔ ایسی عورت عشق بہت کم کرتی ہے اگر عشق کرے تو یہ روگ زندگی بھر اس کے لیے عذاب بن جاتا ہے اور مرمٹتی ہے۔

۲۔ چترنی

چترنی حسین ہے، میانہ قد والی، خوبصورتی کو پسند کرنے والی اور خیرات وعبادات اس کو مرغوب ہیں۔ اپنے خاوند کی وفا شعار، خوش گفتار ہے اور ہمیشہ اچھے الفاظ اس کے منہ سے نکلتے ہیں۔ یہ پدمنی کے بعد سب سے اعلیٰ وافضل ہے۔ جسم نہ بہت دبلا نہ بہت فربہ، بال لمبے، سخت اندام، سینہ کشادہ، رشک کھانے والی، پیٹ بڑا، متلون مزاج، پرمذاق، چلبلی طبیعت، راگ ورنگ کی مشتاق، رنگین لباس کی دلدادہ، خواہشات میں اعتدال کو مدنظر رکھتی ہے۔ قدرے عشق پسند ہوتی ہے۔ مجامعت کے لیے میاں سے راضی ہو جاتی ہے، خود

بھی لطف اٹھاتی ہے اور دوسروں کو بھی لطف اٹھانے کا موقع دیتی ہے۔ چٹ پٹی اور مزے دار چیزیں کھانا پسند کرتی ہے اور خدا کا خوف دل میں رکھتی ہے۔

۳۔ سنکھنی

یہ تیسرے درجہ کی عورت ہے۔ بلند قامت، لاغر، کلائی اور پنڈلیاں دبلی اور پتلی، ہاتھ پاؤں لمبے ہوتے ہیں۔ ہر کس وناکس سے لڑتی جھگڑتی ہے۔ مکارہ، عیارہ، جھوٹی اور جلد باز ہوتی ہے۔ میلی کچیلی رہتی ہے۔ نشئی اشیاء کی دلدادہ ہوتی ہے۔ بلند آواز سے ہنستی ہے، مرد کو زیادہ چاہتی اور خواہشات کی طرف مائل ہوتی ہے۔ خاوند سے کم ڈرتی اور غیر مردوں سے ملاقات میں نہیں ہچکچاتی۔ جنسی ملاپ کے لیے بے قرار رہتی ہے۔ بھوک اور پیاس کو برداشت نہیں کرسکتی۔ چلنے کا انداز منفرد مگر دل پکڑ لینے والا ہوتا ہے۔ عاشقوں کا حلقہ بڑھانے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ پستان سڈول اور جسم اسمارٹ ہوتا ہے۔

۴۔ ہستنی

یہ چوتھے درجے کی عورت ہے۔ تھرکتی اور مٹکتی ہوئی چلتی ہے۔ خواہشات سے مغلوب اور لذات دنیوی کی خواہش مند، فربہ جسم والی، بہت کوتاہ یا بلند قامت، گردن چھوٹی، آنکھیں جلتے ہوئے

انگارہ کی طرح سے سرخ، نتھنے بڑے، جسم کے بال کھڑے رہتے ہیں اور قریباً ہر حصہ جسم پر بال بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ لب موٹے، پستان کلاں، جسم سے شراب کی بو آتی ہے اور خواہشات سے مغلوب ہو کر غیر فطری ذرائع اختیار کرتی ہے۔ یہ بدزبان، بدکردار اور بے لگام ہوتی ہے۔ مردوں کی بے عزتی کر دینے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ نہ اسے اپنی عزت کا خیال ہوتا ہے اور نہ وہ دوسروں کی عزت کا خیال کرتی ہے۔ چال میں مردانہ پن زیادہ ہوتا ہے۔ جنس کی غلام ہوتی ہے۔ ہر وقت جنسی آوارگی کا شکار رہتی ہے۔ غیر مردوں سے جنسی تسکین کے کے لیے ملتی رہتی ہے۔ اپنی گفتگو میں جنسی اعضاء کا ذکر کرتی رہتی ہے۔ ایسی عورت بعض اوقات بچوں سے بہت پیار کرتی ہے اور بعض اوقات انھیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ ایسی عورت اپنے خاوند کو غلام سے زیادہ نہیں سمجھتی۔ ایسی عورت کسی کو بھی وفا نہیں ہو سکتی ــــ مکار اور عیار ہوتی ہے۔

مگر عورتوں کی مذکورہ تقسیم سے صاحب "دوشیزہ" نے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس طرح سے عورتوں کی بے شمار قسمیں ہو جائیں گی کیوں کہ دنیا میں جسمانی لحاظ سے صرف چار قسمیں نہیں ہو سکتیں اور یہ بات صحیح ہے۔ اس لیے صرف دو ہی قسمیں مانی جا سکتی ہیں۔

۱۔ اچھی اور

۲۔ بری

بہر حال مرد کو چاہیے کہ وہ اچھی اور بری عورت کی شناخت کر کے ہی اپنے مزاج اور معیار کے مطابق عورت کا انتخاب کرے کیونکہ عورت گلوبند کے مانند ہوا کرتی ہے جس کو مرد اپنے گلے میں زندگی بھر کے لیے باندھ لیتا ہے۔ اسی لیے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے:

"عورت بمنزلہ اس گلوبند کے ہے جو تم اپنی گردن میں باندھتے ہو اور یہ دیکھ لینا تمھارا کام ہے کہ کیسا گلوبند تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔"[98]

آپ نے یہ بھی فرمایا:

"پاکدامن اور بدکار عورت کسی طرح برابر نہیں ہو سکتی۔ پاکدامن کی قدر و قیمت سونے چاندی سے کہیں زیادہ ہے بلکہ سونا چاندی اس کے مقابل ہیچ ہے اور بدکار عورت خاک کے برابر بھی نہیں بلکہ خاک اس سے کہیں بہتر ہے اور میرے جد امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی اپنے ہم کفو اور اپنے مثل کو دو اور اپنے ہم کفو اور اپنے مثل ہی سے بیٹی لو اور اپنے نطفے کے لیے ایسی عورت تلاش کرو جو اس کے لیے موزوں ہو تاکہ اس سے لائق فرزند پیدا ہو۔"[99]

پاک دامن عورتوں سے شادی کرنے سے متعلق ہی رسولؐ خدا نے فرمایا:

"پاکدامن عورت سے شادی کرو کہ زیادہ اولاد پیدا ہو اور خوبصورت عورت پر جس سے اولاد نہ پیدا ہوتی ہو نہ مرو۔ کیوں کہ مجھے قیامت کے دن اور پیغمبروں کی امت پر تمھارے ہی سبب سے

مباہات کرتی ہوگی۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"ایسی کنواری عورتوں سے خواستگاری کرو جن کے منھ سے خوشبو زیادہ آتی ہو، جن کے رحم میں قبول نطفہ کی خاصیت زیادہ ہو، جن کی چھاتیوں میں دودھ زیادہ ہونے کی امید ہو، جن کے ارحام میں اولاد زیادہ پیدا ہو۔ آیا تمھیں یہ معلوم نہیں کہ میں کل قیامت کے روز تمھاری کثرت پر فخر و مباہات کروں گا تاآنکہ وہ بچہ بھی شمار میں آجائے گا جو ناتمام رہ گیا اور ساقط ہوگیا ہو......"

عورت کے انتخاب یعنی خواستگاری سے متعلق ہی حضرت علیؑ نے عورتوں کی بعض صفات کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے:

"جس عورت کی خواستگاری کی جائے اس میں یہ صفتیں ہونی چاہئیں۔ رنگ گندمی، پیشانی فراخ، آنکھیں سیاہ، قد میانہ، سرین بھاری۔ اگر کسی کو ایسی عورت میسر آئے اور وہ اس کا خواستگار بھی ہو اور مہر دینے کو نہ ہو تو وہ زرِ مہر مجھ سے لے جائے۔"

جہاں حضرت علیؑ نے اچھی، حسین اور خوبصورت عورت کی صفات سے متعلق رنگ، پیشانی، آنکھیں، قد اور سرین کا ذکر کیا ہے وہیں رسولؐ خدا نے بھی عورتوں کی خوبصورتی سے متعلق کچھ علامتیں بتائی ہیں۔ منقول ہے:

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کسی مشاطہ کو کسی عورت کی خواستگاری کے لیے بھیجتے تھے تو یہ فرماتے تھے کہ اس کی گردن کو سونگھ

لینا کہ اس میں سے خوشبو آتی ہو، ٹخنے اور ایڑی کے بیچ کا حصہ پُرگوشت ہو۔"

اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"جس وقت تم کسی عورت کی خواستگاری کرو تو اس کے بالوں کی نسبت دریافت کرلو۔ کیونکہ بالوں کی خوبصورتی نصف حسن ہے۔"

یہ بھی فرمایا کہ:

"عورت کی اعلیٰ درجہ کی خوبی تو یہ ہے کہ اس کا اندام نہانی کم ہو اور اسے جننا دشوار نہ ہو اور بدترین صفت یہ ہے کہ مہر زیادہ ہو اور جننا اسے دشوار ہو۔"

جہاں عورتوں کی صفات اور خوبصورتی سے متعلق مذکورہ تمام باتیں ائمۂ معصوم نے بتائی ہیں وہیں قرآن کریم کے سورۂ نور میں ملتا ہے:

"(اے رسول) ایمان دار عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگار (کے مقامات) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں......"

یعنی آنکھوں کو نیچی رکھنا، شرم گاہ کی حفاظت کرنا، بناؤ سنگار (سینہ کے ابھار کی خوبصورتی) کو ظاہر نہ ہونے دینا ہی عورتوں کی بہترین صفات اور خوبصورتی کی علامتیں ہیں۔ علاوہ بریں حضرت علیؑ نے نہج البلاغہ میں عورتوں کی تین بہترین خصلتوں سے متعلق ارشاد فرمایا:

"عورتوں کی بہترین اور مردوں کی بدترین خصلتیں تکبر، بزدلی

اور کنجوسی ہے۔ چنانچہ عورت جب متکبر ہوگی تو اپنا نفس کسی کے قابو میں نہ دے گی اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور اگر بزدل ہوگی تو ہر اس چیز سے خوف کھائے گی جو اس کی راہ روکے۔"

حضرت علیؑ کے مذکورہ ارشاد سے عورتوں کی بہترین خصلتوں کے ساتھ مردوں کی بدترین خصلتوں سے متعلق بھی علم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر عورت، اس کے والدین یا سرپرستوں کو چاہیے کہ وہ مرد کا انتخاب کرتے وقت مردوں کی بدترین خصلتوں پر خصوصی توجہ دیں تاکہ بعد میں عورت پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوسکے۔

چوں کہ فطری اور قدرتی طور پر جوانی میں ہر عورت کے لیے مرد کی ضرورت ہے۔ اس لیے لازمی ہے کہ ہر عورت، اس کے والدین یا سرپرستوں کو مردوں کی اقسام سے متعلق علم ہو تاکہ انتخاب میں آسانی ہو سکے۔

مردوں کی قسمیں

پنڈت کوکا نے جنسی لحاظ سے مردوں کی بھی چار قسمیں بتائی ہیں؛

۱۔ شاش
۲۔ مرگ
۳۔ برش اور
۴۔ آشو

ان کی پہچان کے بارے میں ہے کہ

۱۔ شاش

گفتگو میں علم و بردباری کا اظہار کرتا ہے۔ سچائی کا دلدادہ اور ہمیشہ اچھی بات زبان سے نکالتا ہے۔ ہمیشہ نیک صحبت کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود حسین اور تندرست ہوتا ہے اور عبادات اس کو مرغوب ہوتی ہیں۔ اس کا قد نہ بہت بلند ہوتا ہے نہ بہت کوتاہ۔ وہ اپنے بزرگوں اور اپنے سے بلند مرتبہ اصحاب کا ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا پسند کرتا ہے۔ اس کی آواز گہری اور شیریں ہوتی ہے۔ اس کا آئینۂ قلب کبھی برائی سے مکدر نہیں ہوتا۔ وہ اپنی بیوی سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے اور اسے ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے۔ رات کو بھی اس کے زانو پر سر رکھ کر سونے کا عادی ہوتا ہے۔ یہ مردوں کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ جو عورتوں کی سب سے اعلیٰ و افضل قسم "پدمنی" کے شوہر بننے کے قابل ہوتے ہیں۔

۲۔ مرگ

اس کا چہرہ شگفتہ، ہنستا اور مسکراتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اعضا لمبے، جسم مضبوط، راگ اور ناچ کو پسند کرتا ہے، اس کی آنکھیں ہمیشہ بے چینی کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ خوراک خوب کھاتا ہے۔ مہمان نواز ہوتا

ہے۔ مذہبی رسوم و عبادات میں شامل ہوتا ہے، وہ عورت کا رسیا ہوتا ہے اور ہر روز مباشرت کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ اس قسم کے مرد چترنی قسم کی عورت کے شوہر بننے کے قابل ہوتے ہیں۔

۳۔ برش

اس کا جسم ذرا جھلکا ہوا لیکن خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کے رشتہ دار بکثرت ہوتے ہیں۔ عقل مند اور شائستہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ جس کی ٹانگیں چھوٹی اور جسم خوب مضبوط ہو۔ جس کو شرم و حیا کم ہو وہ بھی برش قسم کا ہے۔ جو عورت کو دیکھ کر فوراً متاثر ہوتا ہے اور جو گنہگارانہ زندگی سے بالکل نہ گھبراتا ہو وہ بھی برش قسم سے ہے۔ وہ شخص جو کم سونے والا لیکن خواہشات کا غلام ہو وہ بھی برش قسم کا ہے۔ اس قسم کے مرد ہر وقت جنسی پریشانی کا شکار رہتے ہیں۔ شراب اور زنا ان کی کمزوری ہوتی ہے۔ اس قسم کے مرد سنکھنی قسم کی عورت کے شوہر بننے کے قابل ہوتے ہیں

۴۔ آشو

اس کے جسم کی جلد کھردری ہوتی ہے۔ ہمیشہ برائی کی طرف راغب، بے خوف، بلند قامت، تیز رفتار ہوتا ہے۔ جس شخص کا رنگ سیاہ ہو، دوسروں کی عیب جوئی کرے، خواہشات سے مغلوب اور متاثر ہونے والا، نیکی اور شرافت کا دشمن ہو وہ بھی آشو قسم سے ہے۔ چوری، زنا، شراب

کا عادی ہوتا ہے۔ نیند کی مسرت و آرام سے کبھی پورا فائدہ نہیں اٹھاتا جسم فربہ اور خواہ کتنی کثرت سے افعال بد اس کو میسر آئیں اس کی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ عورت اس کی کمزوری ہوتی ہے۔ وہ عورت کے ایک اشارہ پر قربان ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے مرد ہستنی قسم کی عورت کے شوہر بننے کے قابل ہوتے ہیں۔

لیکن مردوں کی بھی مذکورہ اقسام سے انکار کیا جا سکتا ہے کیوں کہ اس لحاظ سے مردوں کی بھی عورتوں کی طرح بے شمار قسمیں ہو جائیں گی۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ دنیا میں جسمانی لحاظ سے صرف چار قسمیں نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے عورتوں کی طرح مردوں کی بھی صرف دو ہی قسموں کو مانا جا سکتا ہے۔

۱۔ اچھے اور

۲۔ بُرے

اچھے مردوں کی پہچان کے لیے اسلام کی قانونی کتاب قرآن کریم کے سورۂ نور میں ملتا ہے:

> "(اے رسولؐ) ایمان داروں سے کہہ دو کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی ان کے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے۔" [۱]

قرآن کریم کے سورۂ نور میں مرد اور عورت سے متعلق ملنے والی یکے بعد دیگرے دو آیتوں سے اچھے مردوں اور اچھی عورتوں کی پہچان آسانی

کی جاسکتی ہے۔ جن میں اچھائی کی دو علامتیں نظروں کو نیچی رکھنا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا، مرد اور عورت دونوں کے لیے ایک جیسی ہیں علاوہ بریں عورت کی ایک علامت اور ہے کہ وہ اپنے جسم کے پوشیدہ بناؤ سنگار کا اظہار نہ کرے۔ یہ وہ علامتیں ہیں جو ہر مذہب، قوم اور قبیلہ میں کسی نہ کسی طرح سے ضرور پائی جاتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہر شریف اور نیک عورت (شہری ہو یا دیہاتی) اپنی شرمگاہ کی اس طرح حفاظت کرتی ہے کہ کسی مرد کی نگاہ اس پر نہیں پڑ سکتی چہ جائے کہ اس کی شرم گاہ کا استعمال کرنا۔ اس کے زندہ نمونوں کو ریلوے لائنوں کے کنارے جھاڑیوں یا کھیتوں میں بیت الخلاء کی حاجت سے بیٹھی ہوئی عورتوں کو دیکھا جاسکتا ہے جو تیز رفتار ٹرین کے گذرنے پر بھی اپنی شرمگاہوں کو چھپائے رکھتی ہیں تاکہ کسی کی نگاہ شرم گاہ پر نہ پڑے۔ (یہاں مردوں کا ذکر نہیں ہے کیوں کہ وہ تیز رفتار یا سست رفتار ٹرین کے گذرنے یا بسا اوقات رکی ہوئی ٹرین کی صورت میں بھی بیت الخلاء کی حاجت کو پورا کرنے کے دوران اپنی شرم گاہ کو نہیں چھپاتے۔ جو دین فطرت اسلام کی رو سے غلط ہے۔)

یہی نیک اور شریف عورتیں نگاہوں کے پردے (یعنی نگاہ نیچی رکھنے) کے لیے گھونگھٹ، چادر یا نقاب ڈالے رہتی ہیں تاکہ مرد سے نگاہیں چار نہ ہوں۔ اور یہی عورتیں اپنے سینہ کی خوبصورتی کا اظہار نہیں ہونے دیتیں۔ بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آتا رہتا ہے کہ نام نہاد

ماڈرن خواتین بھی اچانک مرد کو دیکھنے پر اپنی نگاہوں کو ہٹا کر اپنے سینہ کی خوبصورتی کو چھپانا چاہتی ہیں۔ جس کا اظہار فوراً دوپٹہ یا لباس برابر کرنا، ہاتھ کا سینہ پر آجانا یا اس طرح سے سمٹنا کہ سینہ چھپ سکے، سے ہوتا ہے۔ عورت کا یہ عمل قدرتی اور فطری طور پر ہوتا ہے۔ جو ہر عورت میں یکساں ہے۔ (یہاں بعض ان عورتوں کا ذکر نہیں ہے جو فطرت سے مقابلہ کر کے اپنی پوشیدہ خوبصورتی کا اظہار کرنے میں ایک حد تک کامیاب ہو جاتی اور فخر محسوس کرتی ہیں۔)

جہاں تک عورت اور مرد کو اپنی اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے وہ شاید اس لیے ہے کہ دونوں کی آنکھیں چار نہ ہوں ـــــ کیوں کہ آنکھیں چار ہوتے ہی زیادہ تر امکان اس بات کا ہوتا ہے کہ عشق و محبت پیدا ہو جائے ـــــ جس میں پورا قصور آنکھوں کا ہی ہوتا ہے۔ جس کی آخری حد زنا کاری اور حرام کاری ہے۔ کیوں کہ آنکھیں بجلی کی مانند ہوتی ہیں، ان کا اثر گہرا اور دیرپا ہوتا ہے اور یہی انسانی جذبات و خیالات کا بہترین مظہر ہیں ـــــ اسی لیے اسلام نے نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مرد اور عورت دونوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنی اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں ـــــ یہ حقیقت ہے کہ اگر اپنی اپنی شرم گاہوں کی حفاظت نہیں ہوگی تو غیر شرعی فعل زنا کاری، اغلام بازی اور حرام کاری کا ہونا لازمی ہے۔ کیوں کہ یہی شرمگاہیں اعضائے تناسل ہوتی ہیں۔ جو بچے کی پیدائش نیز مکمل جنسی تسکین کے لیے ایک دوسرے

کے لیے ضروری ہیں۔ لہٰذا لازمی ہے کہ اچھے مرد یا عورت کی خواہش ہونے پر قرآن کی بتائی ہوئی مذکورہ علامات کو ضرور مدنظر رکھا جائے۔

انتخاب اور نکاح کے سلسلے میں ہی قرآن نے بالکل واضح الفاظ میں بتایا ہے کہ:

"اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو حالاں کہ ایمان والی لونڈی مشرک بی بی سے بہتر ہے گو وہ (بی بی) تم کو کتنی ہی اچھی معلوم ہوتی ہو۔ اور مشرک جب تک ایمان نہ لے آئیں ان کے نکاح میں (مسلم عورتیں) نہ دو۔ کیونکہ مومن غلام (آزاد) مشرک سے بہتر ہے گو وہ (مشرک) تم کو اچھا ہی معلوم ہو۔ وہ تم کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"[۱۲]

قرآن میں یہ بھی ملتا ہے کہ:

"زنا کرنے والا مرد تو زنا کرنے والی ہی عورت یا مشرکہ سے نکاح کرے گا اور زنا کرنے والی عورت بھی بس زنا کرنے والے ہی مرد یا مشرک سے نکاح کرے گی اور سچے ایمان داروں پر تو اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔"[۱۳]

گویا ازدواجی زندگی کے لیے اچھے کا اچھا اور بُرے کا بُرا ساتھی ہونا چاہیے۔

بہر حال شادی ایک نعمت ہے جو عورت اور مرد کو ایک دوسرے

کے جائز مقام سے جنسی لذت حاصل کرنے کی مکمل آزادی دیتی ہے، برائیوں سے بچا کر عفت و پاکیزگی عطا کرتی ہے، دونوں (یعنی عورت و مرد) میں فطری محبت و پیار ہونے کی وجہ سے خوشگوار زندگی کی بنیاد پڑتی ہے، دونوں کو حقیقی آرام و سکون ملتا ہے ـــــ جو شادی (یعنی بیوی) کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں ملتا ہے:

"اور اسی (کی قدرت) کی نشانیوں میں ایک یہ (بھی) ہے کہ اس نے تمھارے واسطے تمھاری ہی جنس کی بی بیاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور الفت پیدا کر دی۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں غور کرنے والوں کے واسطے (قدرتِ خدا کی) یقینی بہت سی نشانیاں ہیں۔"[۱۴]

یہ بالکل سچ ہے، یہ خدائے بزرگ و برتر کی شان اور قدرت ہے کہ ـــــ وہ مرد اور عورت جنھوں نے ایک دوسرے کو نکاح سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہیں ہوتا ہے وہ نکاح (یعنی مذہبی طریقے سے شادی) ہوتے ہی آپس میں ایسی محبت اور الفت پیدا کر لیتے ہیں کہ جو ماں، باپ، بھائی، بہن، عزیز اور اقارب سے نہیں ہوتی ـــــ مرد اور عورت (یعنی شوہر اور بیوی) میں یہ فطری محبت و الفت خدا اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے جس کے ذریعہ سے خداوند عالم مرد اور عورت سے تخلیقی کام بھی لینا چاہتا ہے۔ اسی لیے رسول اکرمؐ کی حدیث ہے:

"نکاح کرو، نسل بڑھاؤ اور یاد رکھو کہ جن بچوں کا حمل گر

جائے گا (نہ کہ گرایا جائے گا) وہ بھی قیامت کے دن ایک ایک فرد شمار ہوں گے۔[۱۱۴]

اسی نکاح کے لیے قرآن میں یہاں تک ملتا ہے:

"اور عورتوں سے اپنی مرضی کے موافق دو دو اور تین تین اور چار چار نکاح کرو پھر اگر تمھیں اس کا اندیشہ ہو کہ تم (متعدد بی بیوں میں) انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔"[۱۱۵]

لیکن بعض معترضین اسلام نے اسلام کے مذکورہ قانون (یعنی ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنے) کو بوالہوسی اور عیاشی سے تعبیر کیا ہے۔ جب کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے مرد کو فطری تقاضوں کے تحت دو، تین اور چار عورتوں تک سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عورت ایک مرد کے ساتھ جنسی تکلیف اور پریشانی کو محسوس کیے بغیر زندگی بسر کر سکتی ہے۔ لیکن مرد کے لیے ایک عورت کے ساتھ زندگی گزارنا بعض اوقات انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر مرد تندرست اور صحیح القویٰ ہے تو اسے بیوی کی ہر وقت ضرورت ہے۔ اس کے برخلاف عورت کو ہر مہینے تین سے دس دن تک خون حیض آنے کے دوران شوہر کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہر مہینہ ان مقررہ دنوں کے علاوہ عورت کی زندگی میں کچھ اور لمبے لمبے وقفے (مثلاً حمل، ولادت اور خون نفاس کے زمانے میں) ایسے آتے رہتے ہیں۔ جن میں اس کا مرد سے دور رہنا ہی

ضروری ہوتا ہے ـــــ لیکن فطری جنسی تقاضوں کی تسکین کے لیے مرد کو عورت کی ضرورت رہتی ہے۔ جس کو وہ دوسری، تیسری یا چوتھی عورت سے پورا کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں چوں کہ مرد اور عورت کے جسمانی ملاپ کا مقصد صرف حصول لذت نہیں بلکہ توالد و تناسل اور کثرت اولاد ہے۔ اس لیے ایک مرد کی متعدد بیویاں ہونے پر یہ تو ممکن ہے کہ نو مہینے میں متعدد بچے (اگر عورت میں قبول نطفہ کی صلاحیت موجود ہو تو) پیدا ہو جائیں۔ لیکن ایک عورت کئی شوہر رکھ کر اس بات پر قادر نہیں ہو سکتی کہ وہ نو مہینے کی مدت میں ایک[۱۱۶] سے زائد بچوں کو پیدا کر سکتی۔ لہٰذا کثرت اولاد کے لیے مرد کو دوسری، تیسری یا چوتھی عورت کی ضرورت ہو سکتی۔

یہ بھی ایک خاص اور اہم بات ہے کہ اسلام نے ایک مرد کو چار (تین یا پانچ نہیں) عورتوں کی ہی اجازت کیوں دی ہے؟ اس کو سید مصطفیٰ حسن رضوی نے اپنی کتاب "رسول اور تعدد ازواج" میں ایک مثال کے ذریعہ اس طرح سمجھایا ہے:

"ایک صحت مند، تندرست اور صحیح القویٰ مرد نے یکم جنوری کو شادی کی اور اتفاق سے اسی دن اس کی بیوی کو استقرار حمل ہو گیا۔ تین مہینے میں صحیح طور پر اندازہ ہو سکے گا کہ واقعی اس کی بیوی حاملہ ہے۔ اب یکم اپریل سے شوہر کو بیوی سے کم از کم نو مہینے تک علاحدہ رہنا ضروری ہے۔ لیکن چونکہ اس کی صحت و تنومندی اسے مسلسل نو مہینے تک تجرد کی حالت میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتی اس لیے اس کے لیے

لازمی ہو گا کہ وہ یکم اپریل کو دوسری شادی کر لے۔ اگر اتفاق سے اسی دن دوسری بیوی کے حمل بھی قرار پا گیا تو جون کے آخر تک اسے دوسری بیوی سے بھی لازمی طور پر علاحدگی اختیار کرنا پڑے گی۔ یکم جولائی کو وہ مجبوراً تیسری شادی کرے گا اور اگر اسی دن تیسری بیوی کو حمل قرار پا گیا تو اب یکم اکتوبر سے مکمل علاحدگی اختیار کرنے کی بنا پر وہ چوتھی شادی کرنے پر مجبور ہو گا اور اگر اس چوتھی بیوی کو بھی پہلے ہی دن استقرارِ حمل ہو گیا تو اس بیوی سے بھی آخر دسمبر تک متمتع ہونے کے بعد یکم جنوری کو پھر اسے نئی بیوی کی ضرورت لاحق ہو گی۔ لیکن اس وقت تک اس کی پہلی بیوی اپنے ایامِ حمل و ولادت و رضاعت کی منزلیں مکمل طور پر طے کرنے اور تندرست ہو کر اس لائق ہو چکی ہو گی کہ وہ از سرِ نو پھر وظیفۂ زوجگی بجا لا سکے ان چار بیویوں میں یہ تسلسل ہمیشہ جاری رہ سکتا ہے اور کبھی پانچویں بیوی کی ضرورت لاحق نہیں ہو سکتی۔ اگر اسلام بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دے دیتا تو وہ بوالہوسی اور عیاشی پر آمادہ کرنے کے مترادف ہوتا۔ جس طرح چار سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت افراط کی حد میں آتی ہے اسی طرح اگر اسلام یک زوجگی کو ہر مرد کے لیے ضروری قرار دیتا وہ تفریط کی حد میں آ جاتی۔" [120]

یہ ہر مسلمان مرد کو یاد رکھنا چاہیے کہ مذہب اسلام نے جہاں انھیں چار عورتوں تک سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے وہیں ایک مشکل شرط بھی لگائی ہے کہ:

"اگر تمھیں اس کا اندیشہ ہو کہ تم (متعدد بی بیوں میں) انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔" [121]

یعنی عدل و انصاف نہ کر پانے کی صورت میں چار کیا دو عورتوں کی بھی اجازت نہیں ہے —— لیکن مرد کے لیے فطری جنسی تقاضوں کی تسکین کی خاطر ایک عورت کا ہونا ہر حال میں ضروری ہے۔ جو ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالا، بھتیجی، بھانجی وغیرہ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے حرام ہونے کا واضح اور صریح اعلان اسلام کی قانونی کتاب قرآن کریم میں اس طرح موجود ہے:

"(مسلمانو! حسب ذیل) عورتیں تم پر حرام کی گئیں، تمھاری مائیں (دادی، نانی وغیرہ سب)، اور تمھاری بیٹیاں (پوتیاں، نواسیاں وغیرہ) اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمھاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں اور تمھاری بی بیوں کی مائیں (ساس) اور وہ (مادر جلو) لڑکیاں جو (گویا)، تمھاری گود میں پرورش پا چکی ہوں اور ان عورتوں، کے پیٹ) سے (پیدا ہوئی ہیں) جن سے تم ہمبستری کر چکے ہو ہاں اگر تم نے ان بی بیوں سے (صرف نکاح کیا ہو) ہم بستری نہ کی ہو تو (البتہ ان مادر جلو) لڑکیوں سے (نکاح کرنے میں)، تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمھارے صلبی لڑکوں (پوتوں، نواسوں وغیرہ) کی بی بیاں (بہوئیں) اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو کچھ ہو چکا (وہ معاف ہے)

بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" [illegible]

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جس طرح مذکورہ عورتیں مردوں پر حرام ہیں اسی طرح ان کے مقابل مرد باپ، دادا، نانا، بیٹا، پوتا، نواسا، بھائی، چچا، ماموں، بھتیجا، بھانجا وغیرہ عورت پر حرام ہیں۔

جب قرآن کریم اور ائمہؑ طاہرین کی احادیث سے حرام و حلال نیز اچھے اور بُرے مرد اور عورت کی پہچان ہو گئی ہے تو لازمی ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت حرام و حلال اور اچھے اور بُرے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی اپنی زندگی کا ساتھی تلاش کرے۔ کیوں کہ ساتھی ملنے (یعنی شادی ہونے) پر ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے جو اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی۔ جس سے زندگی عیش و آرام میں بھی گزر سکتی ہے اور عذاب میں بھی ——— اور عیش و آرام سے زندگی گزارنے کے لیے لازمی ہے کہ نئی زندگی کا آغاز کرنے والے دونوں ساتھی قدم قدم پر بنا شکوہ و شکایت کے ساتھ نبھانے کا وعدہ کریں ——— اور یہی زندگی کے سچے ساتھی کی نشانی ہے۔ جس کا آغاز شادی کا پیغام دینے سے ہوتا ہے۔

باب چہارم

باب چہارم

الف : ـــــــــــ شادی کے آداب

ب : ـــــــــــ شادی کا خیال آنے پر دعا

ج : ـــــــــــ پیغام دینا

د : ـــــــــــ منگنی

ہ : ـــــــــــ نکاح کی تاریخوں کا تعین

و : ـــــــــــ مہر

ز : ـــــــــــ خطبہ اور صیغۂ نکاح

ح : ـــــــــــ رخصتی اور دعا

ط : ـــــــــــ دعوتِ ولیمہ

ی : ـــــــــــ شادی کا بنیادی مقصد "جماع"

جوانی میں قدم رکھنے کے بعد فطری طور پر ہر نوجوان مرد اور عورت کو اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنے کے لیے ایک اچھے ساتھی کی تلاش ہوتی ہے اور یہ تلاش عورت کی بہ نسبت مرد کو زیادہ رہتی ہے۔ کیوں کہ اسے جنسی خواہش کی تسکین کے ساتھ ساتھ اپنے نام و نشان کو باقی رکھنے کے لیے اولاد کی خواہش ہوتی ہے جس کا پورا ہونا عورت کے بغیر ممکن نہیں ہے ـــ مرد کو عورت کی تلاش اس لیے بھی ہوتی ہے کہ وہ فطری طور پر عورت کی سرپرستی کرنا چاہتا ہے اور عورت اس لیے مرد کا ساتھ اختیار کر لیتی ہے کہ وہ فطری طور پر مرد کی سرپرستی کو قبول کرنا چاہتی ہے ـــ فطری طور پر مرد اور عورت ایک دوسرے کی خواہش اس لیے بھی کرتے ہیں کہ دونوں مل کر ایک گھر کو بسا سکیں نیز گھریلو زندگی (یعنی جوڑا بن کر زندگی) گذار سکیں۔

گھریلو زندگی گزارنے کی یہ فطری خواہش انسانوں کے علاوہ بعض چرندوں اور پرندوں (مثلاً شیر و شیرنی، کبوتر و کبوتری، چڑیا و چڈھا وغیرہ) میں بھی پائی جاتی ہے جو جوڑا بن کر ہی زندگی گزارتے ہیں ـــ قدرتی اور فطری طور پر ان جوڑوں میں مادہ، نر کی

جنسی خواہش کی تسکین کے ساتھ ساتھ اولاد دینے کی ذمہ داری نبھاتی ہے اور نر فطری جنسی خواہش کی تسکین کرنے کے ساتھ ساتھ گھر (یعنی مادہ اور بچے) کی حفاظت کی ذمہ داری نبھاتا ہے۔

یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ اس طرح گھریلو زندگی (یعنی جوڑا بنا کر زندگی) گزارنے کے لیے جوڑا بنانے (خصوصاً کبوتر کو دیکھا جاسکتا ہے جو کبوتری کے ساتھ باکوشش جوڑا بناتا ہے)، گھر بسانے اور گھر کی حفاظت کرنے کا پورا رول نر ہی ادا کرتا ہے۔ جو انسانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

شادی کا خیال آنے پر دعا

چوں کہ قدرتی اور فطری طور پر ہر مرد جوڑا بنانے، گھر بسانے اور اولاد کی خواہش کے لیے ہمیشہ ایک اچھی (نہ کہ بری) عورت کی تلاش کرتا رہتا ہے اس لیے امام جعفر صادقؑ نے ہر مرد کو فطری طور پر عورت کا خیال آنے اور شادی کا ارادہ کرنے پر دو رکعت نماز پڑھنے، حمدِ الٰہی بجا لانے اور مندرجہ ذیل دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ فَقَدِّرْ لِیْ مِنَ النِّسَآءِ اَعَفَّهُنَّ فَرْجًا وَّ اَحْفَظَهُنَّ لِیْ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِیْ وَ اَوْسَعَهُنَّ لِیْ رِزْقًا وَّ اَعْظَمَهُنَّ لِیْ بَرَكَةً فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِیْ اِنِّیْ اَتْرُكُ فَقَدِّرْ لِیْ مِنْهَا وَلَدًا

طَیِّبًا تَجْعَلُهٗ خَلَفًا صَالِحًا فِیْ حَیٰوتِیْ وَبَعْدَ مَوْتِیْ۔[۱۲۳]

"یعنی اے اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں نکاح کروں، تو میرے لیے عورتوں میں سے ایسی مقدر فرما جو عفت میں سب سے بڑھی ہوئی ہو اور میری خاطر اپنے نفس اور میرے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہو اور میرے لیے از روے وسعت رزق کے سب سے زیادہ نصیبے والی ہو اور اسی طرح برکت میں بھی میرے لیے سب سے بڑھی ہوئی ہو۔ پھر مجھے اس کے بطن سے ایک پاکیزہ فرزند عطا کرنا جو میری زندگی میں اور مرنے کے بعد میری نیک یادگار بنے۔"

معصومؑ کی تعلیم کردہ مذکورہ دعا سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ عورت کا باعفت ہونا، اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنا، شوہر کے رزق و برکت میں اضافہ ہونا اور نیک فرزند کو جننا ہی اہم خوبیوں میں سے ہے جس کے لیے خداوند کریم سے ابتدائی مراحل (یعنی شادی کے لیے عورت کا خیال آتے ہی) میں ہی دعا کرنا ایک مومن کا فریضہ سا ہے اور دعا کو قبول کرنا اللہ کے ذمہ۔ کیوں کہ قرآن کریم میں ہے:

"اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔"[۱۲۴]

بہرحال یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قدرت ہونے پر ہر نوجوان مرد کو شادی کرنے اور گھر بسانے کا خیال کرنا چاہیے کیوں کہ رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"اے جوانو! اگر شادی کرنے کی قدرت رکھتے ہو تو شادی کرو کیونکہ شادی آنکھ کو نامحرموں سے زیادہ محفوظ رکھتی ہے اور پاکدامنی و پرہیزگاری عطا کرتی ہے۔" ۱۲۵

اس کے برخلاف شادی کرنے اور گھر بسانے کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں قرآن میں ملتا ہے:

"اور جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے ان کو چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل (و کرم) سے مالدار بنا دے۔" ۱۲۶

جو اس بات کا ثبوت ہے کہ گھر بسانے کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں شادی نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر قدرت ہے تو چاہیے کہ نوجوان مرد اپنی شادی کے خیال کو اپنے والدین پر بھی ظاہر کر دیں، ان سے مشورہ لیں اور ان کے مشورہ پر عمل کریں تو بہتر ہے کیونکہ:

"بیٹے کا باپ پر ایک حق ہوتا ہے اور باپ کا بیٹے پر ایک حق ہوتا ہے۔ چنانچہ باپ کا بیٹے پر یہ حق ہے کہ بیٹا ہر بات میں اس کا کہنا مانے مگر خدائے پاک کی نافرمانی میں (نہ مانے) اور بیٹے کا حق باپ پر یہ ہے کہ باپ اس کا نام اچھا رکھے اس کی ادب آموزی اچھی کرے اور اسے قرآن کی تعلیم دے۔" ۱۲۷

اور شادی کے لیے رشتہ کا انتخاب کرنا خدائے وحدہٗ لاشریک کی نافرمانی نہیں۔

والدین کے مشورہ پر عمل کرنا اس لیے بھی مناسب ہے کہ اکثر نوجوانوں سے زیادہ ان کے والدین یا سرپرست بیٹے کی نئی زندگی کو مدنظر رکھ کر اچھے سے اچھا ساتھی تلاش کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور وہ اپنی اس تلاش میں اپنے تجربات کی وجہ سے کافی حد تک کامیاب بھی رہتے ہیں ـــــ اور لڑکی کے والدین یا سرپرست کو تو مذہب اسلام نے پوری اجازت دی ہے کہ وہ اس کے لیے شوہر کا انتخاب کریں۔
مسائل میں یہاں تک ملتا ہے کہ:

"جب لڑکی بالغ ہو جائے اور اپنے برے بھلے کو سمجھنے کا مادہ رکھتی ہو اگر وہ کسی کے ساتھ شادی کرنا چاہے پس اگر وہ کنواری ہو تو وہ بنا بر احتیاط واجب اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے۔ لیکن ماں اور بھائی کی اجازت ضروری نہیں۔" ۱۲۸

پیغام دینا

بہرحال والدین کے مشورہ کے بعد زمانے کے دستور کے مطابق مرد یا اس کے والدین کو عورت کے گھر شادی کا پیغام بھیجنا چاہیے زمانے کے اس دستور سے عورت کی حیثیت اور اس کی عزت کا بھی اندازہ ہوتا ہے جس میں مرد کی طرف سے شادی کا پیغام دیا جاتا ہے اور عورت کی طرف سے شادی کے پیغام کی منظوری یا نامنظوری ہوتی ہے ـــــ اور اگر لڑکی کے والدین یا سرپرست اپنی جانب

سے رشتہ کی پیش کش کریں تو یہ طریقہ شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ پیغمبر کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کریم میں ملتا ہے کہ:

"(تب) شعیبؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں لڑکیوں سے ایک کے ساتھ تمہارا اس (مہر) پر نکاح کر دوں....." [129]

یعنی جناب شعیبؑ پیغمبر نے جناب موسیٰ جیسے متقی، نیک، صالح، ایمان دار اور قوی مرد کے نکاح میں دینے کے لیے اپنی ایک لڑکی کی پیش کش کی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نیک، متقی اور ایماندار مرد کے نکاح میں دینے کے لیے اپنی لڑکی کی پیش کش کی جا سکتی ہے جو شرعاً غلط نہیں ہے البتہ موجودہ سماج میں برا ضرور سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ پسند کے ہوتے ہوئے بھی مرد کی جانب سے ہی پیغام بھیجا جائے تاکہ سماج میں عورت کی حیثیت اور عزت باقی رہے۔

یوں بھی فطرت نے مرد کو محبت کا دیوتا اور عورت کو محبت کی دیوی بنایا ہے۔ مرد پروانہ کی مانند ہے اور عورت شمع۔ شمع ہمیشہ اپنی جگہ پر موجود رہتی ہے اور پروانہ دور سے اس کے قریب جاتا ہے اور اپنی جان کو نچھاور کر دیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے بلبل اور گل کا بھی رشتہ ہے۔ گل اپنی جگہ پر موجود رہتا ہے اور بلبل اس کو تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ جاتی ہے ـــــ اسی طرح مرد کو بھی چاہیے کہ وہ بلبل یا پروانہ کی طرح گل یا شمع کو تلاش کرتے کرتے عورت کے گھر تک پہنچے اور اپنا شادی کا پیغام دے۔ کیوں کہ مرد کو شادی کے لیے

عورت کو تلاش کرنا اور اپنا پیغام دینا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

لیکن شریعت اسلام کے مطابق مرد، اپنی شادی کا پیغام ہر عورت کے ساتھ نہیں دے سکتا ہے۔ بلکہ اسے حرام [130] و حلال عورتوں کو ضرور دیکھنا ہوگا۔ کیوں کہ حرام عورت سے شادی کرنے کے بعد اولاد حرام اور حلال عورت سے شادی کرنے کے بعد اولاد حلال ہوگی اور سماج میں صرف ان ہی اولادوں کو عزت ملتی ہے جو حلال ہیں اور شادی کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ گھر بسانے کے ساتھ ساتھ جائز اور حلال اولاد کو حاصل کیا جا سکے۔ جن کو سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جا سکے۔

پچھلے باب میں اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ عورت کے انتخاب میں حرام و حلال کو دھیان میں رکھنے کے ساتھ ساتھ اچھی اور بری کی تمیز بھی کر لینا چاہیے کیوں کہ عورتیں مردوں کی کھیتیاں ہیں [131]۔ جس میں مرد اپنی نسل کا بیج ڈالتا ہے۔ لہٰذا عورت اگر اچھی ہو گی تو اس سے ملنے والا پھل (یعنی بچہ) بھی اچھا ہو گا۔ اسی لیے رسول خدا اپنے اصحاب کو نصیحت کرتے تھے کہ وہ زوجیت میں احتیاط کریں یعنی بیج ڈالنے سے پہلے یہ دیکھ لیا کریں کہ زمین بھی صالح ہے یا نہیں تاکہ اولاد میں ماں کی طرف سے بری صفات پیدا نہ ہوں [132]۔

رسولؐ خدا نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

"اس بارے میں نگاہ رکھو کہ تم اپنی اولاد کو کس ظرف میں رکھ رہے ہو۔ کیوں کہ عرق نسوانی "وساس" (یعنی اخلاق والدین کو بچوں

کی طرف منتقل کرنے والی) ہوتی ہیں۔"[133]

شاید اسی لیے حضرت علیؑ کو کہنا پڑا:

"عقیل ایسا بہادر خاندان اور متقی خاتون تلاش کرو کہ جس کے بطن سے ایسا بہادر بچہ پیدا ہو کہ جو کربلا میں حسینؑ کی پاسداری کر سکے۔"[134]

اور ہوا بھی یہی کہ بہادر خاندان کی متقی خاتون جناب ام البنینؑ کے بطن سے جناب ابوالفضل العباسؑ جیسے متقی، محفوظ اور بہادر فرزند پیدا ہوئے جنھوں نے کربلا میں امام حسینؑ کی پاسداری کا حق ادا کر دیا۔

لہٰذا ہر مرد کو چاہیے کہ وہ اپنے ہم کفو اور اپنے مثل عورت کے انتخاب میں، عورت سے متعلق معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پورے خاندان سے متعلق بھی معلومات فراہم کرے تاکہ ایک اچھا رشتہ قائم کیا جا سکے ـــــ اور معلومات حاصل کرنے کے بعد ازدواجی رشتہ قائم کرنے کے لیے مرد خود، اس عورت کے یہاں اپنی شادی کا پیغام بھیجے یا اپنے والدین، سرپرستوں خاندان کے دوسرے افراد، احباب وغیرہ کسی کے ذریعہ[135] عورت کے یہاں اپنی شادی کا پیغام بھجوائے ـــــ اور شادی کا پیغام آنے پر لڑکی والوں کو چاہیے کہ وہ بھی مرد اور اس کے خاندان سے متعلق معلومات فراہم کریں، حرام و حلال[136] نیز اچھے[137] اور برے پر توجہ کریں اور اپنے ہم کفو[138] اور مثل ہونے پر ہی اپنی بیٹی دینے (یعنی شادی کرنے) پر رضامندی کا اظہار اس وقت کریں جب لڑکی کی مرضی لے لیں۔ کیوں کہ اسلام میں اپنی شادی کے لیے شوہر کے

انتخاب میں لڑکیوں کو پورا اختیار ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی مرضی لینا ضروری ہے۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کو اپنے لیے شوہر کے انتخاب میں پوری طرح آزاد رکھا ـــــ جب حضرت علیؑ نے رسولؐ خدا سے ان کی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کی شادی اپنے ساتھ کرنے کا خیال ظاہر کیا تو رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو جواب دیا کہ اب تک کئی لوگ فاطمہ زہراؑ سے شادی کا خیال لے کر میرے پاس آئے، تو میں نے ان کی بات فاطمہ زہراؑ کے سامنے رکھی۔ لیکن فاطمہ زہراؑ کے چہرے سے معلوم ہوا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی ہیں۔ اس لیے تمھاری بات بھی فاطمہ زہراؑ سے کہوں گا ـــــ رسولؐ خدا فاطمہ زہراؑ کے پاس گئے اور شادی کے لیے آئے ہوئے پیغام کو سنایا تو فاطمہ زہراؑ نے منھ نہیں پھیرا اور چپ چاپ بیٹھی رہیں۔ چپ چاپ رہنے سے رسولؐ خدا سمجھ گئے کہ فاطمہؑ نے اس پیغام کو منظور کر لیا ہے۔ ـــــ بعد میں جناب فاطمہ زہراؑ کی رضامندی کی خبر حضرت علیؑ کو دے دی۔

مذکورہ واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہر باپ کو اپنی بیٹی کے لیے شوہر کے انتخاب میں بیٹی کی مرضی لینا ضروری ہے۔ بیٹی کی مرضی ہی سے متعلق ایک واقعہ یہ بھی ملتا ہے کہ:

"ایک پریشان اور افسردہ لڑکی حضرت پیغمبرؐ کے پاس آئی اور

کہا کہ "یارسول اللہ، خود اس باپ کے ہاتھوں ...."
آخر تمھارے باپ نے کیا کیا ہے؟ ......
انھوں نے اپنے ایک بھتیجے سے میری مرضی کے بنا میری شادی کر دی ہے۔
...... اب تو وہ شادی کر چکا، اس لیے اب تم مخالفت نہ کرو ....،
مطمئن رہو اور چچا کے بیٹے کی بیوی بن کر رہو۔
یارسول اللہ! چچا کے بیٹے سے مجھے محبت نہیں ہے۔ ایسے شخص کی بیوی
کیسے بنوں جس سے کہ محبت نہ ہو؟
اگر تم اس سے محبت نہیں کرتی ہو تو کوئی بات نہیں ہے۔ تمھیں اختیار ہے۔
جاؤ جس سے تمھیں محبت ہو اسے اپنا شوہر بنالو ...... یارسولِ خدا!
..... "حقیقت میں میں اسے بہت چاہتی ہوں" اس کے علاوہ اور
کسی سے محبت نہیں کرتی، اس لیے اس کے علاوہ کسی کی بھی بیوی نہیں
بن سکتی۔ بات تو بس اتنی ہے کہ میرے باپ نے شادی کے لیے میری
رضامندی کیوں نہیں لی؟ میں جان بوجھ کر آپ کے پاس آئی ہوں کہ
آپ سے سوال کروں اور یہ جواب آپ سے سن لوں اور پوری دنیا کی
عورتوں کو بتلادوں کہ شادی کے لیے باپ پوری طرح سے فیصلہ
نہیں کر سکتا۔ شادی کے لیے لڑکیوں کو بھی اختیار ہے اور ان کی رضا
مندی بھی ضروری ہے۔[۱۳۹]

شریعت اسلام نے شادی کے لیے لڑکے اور لڑکی کی رضامندی
حاصل کرنے کے لیے لڑکے اور لڑکی کو یہاں تک اجازت دی ہے کہ

وہ دونوں نامحرم ہونے کے باوجود بقدر ضرورت ایک دوسرے کو دیکھ کر
اپنی پسند سے رشتہ قائم کریں۔ رسولؐ خدا کا ارشاد گرامی ہے:

"ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی پسند سے رشتہ کرنا دونوں کے درمیان
دائمی الفت و محبت کا باعث ہوتا ہے۔"[۱۴۰]

منگنی

بہر حال پیغام دیے جانے کے بعد لڑکے اور لڑکی کی رضامندی
ہونے پر ہی منگنی (یعنی رشتہ متعین کرنے) کی رسم ہونا چاہیے۔ جس کے
لیے حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ:

"جمعہ کا دن منگنی کا دن ہے۔"[۱۴۱]

جو عورت کی حیثیت اور عزت بنائے رکھنے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔
مسلمانوں میں منگنی اور نکاح کے بیچ کچھ اور رسمیں بھی ہوتی ہیں جن
میں مٹھائی اور ترکاری کا جانا یا آنا، مانجھا، تلک، رت جگا وغیرہ۔ ان
میں بعض میں کوئی شرعی قباحت نہیں البتہ کچھ رسمیں (مثلاً تلک وغیرہ)
دوسری قوموں کی رسمیں ہیں جن کو اختیار کرنا غلط ہے۔ کیونکہ قرآنِ
کریم میں ملتا ہے کہ:

"اور جو شخص راہ راست کے ظاہر ہونے کے بعد رسولؐ سے
سرکشی کرے اور مومنین کے طریقہ کے سوا کسی اور راہ پر چلے تو جدھر وہ
پھر گیا ہے ہم بھی ادھر ہی پھیر دیں گے اور (آخر) اسے جہنم میں جھونک

دیں گے اور وہ تو بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔" [۱۴۲]

نکاح کی تاریخوں کا تعین

منگنی ہونے کے بعد عقد نکاح یعنی بارات کی تاریخیں طے ہونا چاہیے جس کے لیے چاند کے[۱۴۳] مہینہ اور تاریخ کے ساتھ ساتھ دن اور وقت کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کیونکہ ائمہ معصومینؑ نے مہینہ، تاریخ، دن اور وقت کے لحاظ سے واقع ہونے والے نکاح کے الگ الگ اثرات بتائے ہیں۔ ایک حدیث میں ملتا ہے کہ:

"شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا اچھا نہیں ہے۔" [۱۴۴]

جہاں تک تاریخ کا سوال ہے تو اس میں نیک اور بد (سعد نحس) تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے تحت الشعاع[۱۴۵] اور قمر در عقرب[۱۴۶] کا خصوصی طور پر دھیان رکھنا چاہیے۔ کیونکہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص تحت الشعاع میں نکاح یا زفاف (یعنی ہمبستری) کرے وہ یاد رکھے کہ اس کا جو نطفہ منعقد ہوگا وہ خلقت تمام ہونے سے پہلے ساقط ہو جائے گا۔" [۱۴۷]

اور آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"جو شخص قمر در عقرب میں نکاح یا زفاف کرے اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔" [۱۴۸]

مہینہ کی تاریخ کے ساتھ ساتھ دن اور وقت کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ:

"جمعہ کا دن منگنی اور نکاح کا دن ہے۔" [۱۴۹]

اور وقت کے لیے امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

"رات کے وقت نکاح کرنا سنت ہے۔" [۱۵۰]

اس کے برخلاف دن میں نکاح سے متعلق ملتا ہے کہ:

"امام محمد باقرؑ کو خبر پہنچی کہ ایک شخص نے دن میں ایسے وقت نکاح کیا ہے کہ ہوا گرم چلتی تھی۔ فرمایا مجھے گمان نہیں ہے کہ ان میں آپس میں محبت اور اتفاق ہو۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد جدائی ہو گئی۔" [۱۵۱]

بہرحال عقد نکاح کے لیے مہینہ، تاریخ، دن اور وقت کا تعین ہونے پر اس کی شہرت ہونی چاہیے۔ مومنین کو نکاح میں مدعو کرنا چاہیے اور انھیں کھانا کھلانا چاہیے۔ جس کے لیے حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ:

"نکاح میں مومنین کو بلانا، ان کو کھانا کھلانا اور عقد نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا سنت ہے۔" [۱۵۲]

مہر

نکاح کے وقت سب سے اہم بات مہر کا تعین ہونا ہے جسے

بات چیت طے ہونے کے وقت بھی طے کیا جا سکتا ہے۔ اور نکاح سے قبل شرعی طور سے لڑکی والے، لڑکے والوں سے نصف مہر کا تقاضہ بھی کر سکتے ہیں۔ جس سے وہ لڑکی کے جہیز یا شادی کے دوسرے اخراجات پورا کر سکیں اور نکاح کے وقت باقی نصف مہر یا کل کا کل مہر لڑکے کو ادا کر دینا چاہیے ——— لیکن ممکن ہے کہ اسلام کے مذکورہ اصول اور قاعدہ سے فائدہ اٹھا کر لڑکی والے زیادہ سے زیادہ مہر طے کرنے کی کوشش کریں۔ اس لیے پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو خوب صورت ہوں اور جن کا مہر کم ہو۔"[154]

اور بہتر یہ ہے کہ مہر سنت مقرر کریں جو پانچ سو[155] درہم ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ وہ بدترین عورت ہے جس کا مہر بہت ہو۔ اس کے برخلاف امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ:

"وہ عورت بابرکت ہے جو کم خرچ ہو۔"[156]

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو مہر اپنا معاف کر دے تو خداوند عالم ہر درہم کے عوض میں ایک نور اس کو قبر میں عنایت فرماتا ہے اور ہر درہم کے عوض میں ہزار فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس عورت کے واسطے قیامت تک نیکیاں لکھیں[157]۔ اسی مہر سے متعلق قرآن کریم میں ملتا ہے:

"اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی دے ڈالو پھر اگر وہ خوشی خوشی تمھیں کچھ چھوڑ دیں تو شوق سے نوش جان کھاؤ پیو۔"[158]

یا:

"..... تو انھیں جو مہر معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں (کم و بیش پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک خدا (ہر چیز سے) واقف اور مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔"[159]

یعنی مہر معاف کرنا یا آپس میں کمی و بیشی پر راضی ہو جانا شرعی طور پر درست ہے۔

خطبہ اور صیغۂ نکاح

مہر کے تعین کے بعد نکاح کی باری آتی ہے جس میں اولاً خطبۂ نکاح[160] پڑھنا چاہیے اور اس کے بعد نکاح کے صیغے جاری کرنا چاہیے۔ جسے کسی طرح سے پڑھا جا سکتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے الگ الگ وکیل (عام طور سے یہی طریقہ رائج ہے)، مرد اور عورت خود، مرد خود اور عورت کا وکیل، مرد اور عورت دونوں نابالغ ہونے پر دونوں کے ولی کے الگ الگ وکیل، ایک ہی شخص مرد اور عورت دونوں کا وکیل وغیرہ نکاح کے صیغے جاری کر سکتے ہیں۔

نکاح کے صیغے جاری ہونے یعنی ایجاب و قبول کے بعد مرد اور عورت دونوں سسرال والے ہو جاتے ہیں۔ جس کے لیے قرآن میں ملتا ہے کہ:

”اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا۔“ [۱۶۱]

نکاح کے بعد، نکاح میں شریک لوگوں کو چاہیے کہ دولھا اور دولہن کو خیر و برکت کی دعائیں دیں اور شوہر اپنی زوجۂ منکوحہ کو نکاح و مہر کی سند لکھ کر دے جو کہ نکاح نامہ کہلاتا ہے۔ اسی موقع پر نکاح میں شریک ہونے والے لوگوں کی دعوت کرے۔ کیوں کہ یہ پیغمبروں کی سنت ہے۔ رسولِ خدا کا ارشاد گرامی ہے:

”نکاح کے وقت کھانا دینا پیغمبروں کی سنت ہے۔“ [۱۶۲]

رخصتی اور دعا

نکاح کے بعد ہر خاندان میں دلہن کے گھر کچھ خاص رسمیں ادا کی جاتی ہیں اور بعد میں رخصتی ہے۔ اس وقت اللہ اکبر پڑھنا سنت [۱۶۳] ہے (عام طور سے اذان دی جاتی ہے جس میں کوئی حرج نہیں) اس موقع پر ہر والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی چہیتی بیٹی کو اس کے نئے گھر اور نئے ماحول میں داخل ہونے کے آداب، شوہر کے ساتھ رہن سہن کے طریقے اور اس کے فرائض و حقوق سے متعلق وصیت و نصیحت کریں۔ کیوں کہ یہ نصیحت وہ عظیم نعمت ہوتی ہے جس پر عمل کرنے سے لڑکی کی پوری زندگی خوشگوار زندگی گذرتی ہے۔ جس کی ہر والدین خواہش کرتے ہیں۔

بہر حال رخصتی کے بعد جس وقت دولھا (لڑکا) دلہن (لڑکی یعنی اپنی زوجۂ منکوحہ) کو اپنے گھر لائے تو اسے حضرت علیؑ کی تعلیم کی ہوئی یہ دعا پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ بِكَلِمَاتِكَ اَسْتَحْلَلْتُهَا وَبِاَمَانَتِكَ اَخَذْتُهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا وَلُوْدًا وَدُوْدًا لَا تَفْرُكُ تَاْكُلُ مِمَّا رَاحَ وَلَا تَسْاَلُ عَمَّا سَرَحَ۔

”یعنی اے اللہ میں نے تیرے کلام مقدس سے اپنے لیے حلال کیا اور تیری حفاظت میں اسے لیا، یا اللہ اس سے اولاد کثیر پیدا ہو۔ مجھ سے اسے محبت رہے اور کبھی دشمنی نہ ہو۔ جو میسر آئے کھالے اور جو مل جائے پہن لے۔“ [۱۶۴]

اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ یہ دعا پڑھے:

بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اِسْتَحْلَلْتُ فَرْجَهَا وَفِيْ اَمَانَةِ اللّٰهِ اَخَذْتُهَا اَللّٰهُمَّ اِنْ قَضَيْتَ لِيْ فِيْ رَحِمِهَا شَيْئًا فَاجْعَلْهُ بَارًّا تَقِيًّا وَّاجْعَلْهُ مُسْلِمًا سَوِيًّا وَلَا تَجْعَلْ فِيْهِ شِرْكًا لِلشَّيْطَانِ۔

”یعنی میں نے اللہ کے کلمات مقدس سے اس کے اندام نہانی کو اپنے اوپر حلال کیا اور اللہ کی امانت میں اس کو لیا۔ بار خدایا اگر تو نے اس کے بطن سے میرے لیے کوئی چیز تجویز کی ہے تو اس کو پاک و پاکیزہ سالم و کامل گردان جس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ ہو۔“ [۱۶۵]

امام جعفر صادقؑ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب دولہا دلہن کو رخصت کرا کر اپنے گھر میں لائے تو دولہا اور دلہن دونوں قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں اور دولہا اپنا داہنا ہاتھ دلہن کی پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ عَلٰی کِتَابِکَ تَزَوَّجْتُھَا وَفِیْ اَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا وَبِکَلِمَاتِکَ اِسْتَحْلَلْتُ فَرْجَھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ فِیْ رَحِمِھَا شَیْئاً فَاجْعَلْہُ مُسْلِماً سَوِیًّا وَلَا تَجْعَلْہُ شِرْکَ شَیْطَانٍ۔

"یعنی اے اللہ میں نے تیری کتاب کے احکام کے مطابق اس سے نکاح کیا ہے اور تیری امانت میں اس کو لیا ہے اور تیرے کلمات مقدّس سے اس کے اندام نہانی کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ پس اگر تو نے اس کے رحم سے میرے لیے کوئی چیز تجویز کی ہے تو اس کو سالم و کامل بنا اور اس میں شیطان کا حصہ نہ ہونے پائے۔"[۱۶۶]

پھر دلہن کے دونوں پاؤں ایک برتن میں دھوئے جائیں اور اس پانی کو گھر کے کونے کونے میں چھڑک دیں کیوں کہ یہ موجب خیر و برکت ہوتا ہے۔ ملتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت فرمائی کہ:

"اے علیؑ جب دلہن تمہارے گھر آئے تو اس کی جوتیاں اتروا دو کہ وہ بیٹھے پھر اس کے پاؤں دھلوا کر اس گھر کے دروازے سے پچھلی دیوار تک سب جگہ چھڑکوا دو کہ ایسا کرنے سے ستر ہزار قسم کی برکتیں داخل ہوں گی۔ ستر ہزار قسم کی رحمتیں تم پر اور اس دلہن پر

نازل ہوں گی۔ اس رحمت کی برکت اس مکان کے ہر گوشے میں پہنچے گی اور وہ دلہن جب تک اس مکان میں رہے گی مرض دیوانگی، بالخورہ اور جذام سے محفوظ رہے گی......"[۱۶۷]

یہ ہیں تعلیمات اسلامی۔ جو جماع (یعنی جنسی عمل سے لذت اندوزی) کا وقت قریب آنے سے پہلے ہی دولہا کو قدم قدم پر اپنے لیے خیر و برکت کی دعائیں کرنے، شیطان سے بچے رہنے، نیک نیز سالم و کامل اولاد کے ہونے، پریشانیاں دور ہونے، رحمتیں اور برکتیں نازل ہونے وغیرہ سے متعلق دعائیں اور عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دولہا کے ذہن میں یہ بات بٹھا دینا چاہتا ہے کہ تمھارے لیے دلھن کے پیر کا دھوون[۱۶۸] بھی رحمت و برکت کا باعث ہوتا ہے نہ کہ زحمت و پریشانی کا ــــ چہ جائیکہ گھر میں دلہن کا وجود ــــ لہٰذا ہر سچے مسلمان مرد (شوہر) پر عورت (بیوی) کا احترام کرنا نیز اس کے وجود کو باقی رکھنا[۱۶۹] لازمی ہے تاکہ گھر پر ہمیشہ خدا کی رحمت و برکت بنی رہے۔

بہر حال ہر خاندان میں دلہن آنے کے بعد دولہا کے گھر بھی کچھ خاص رسمیں ادا ہوتی ہیں۔ اس کے بعد دلہن کو دولہا کے پاس لایا جاتا ہے اور صرف دولہا سے دلہن کے آنچل پر دو رکعت نماز پڑھوائی جاتی ہے (جو رسم سی بن گئی ہے) جب کہ امام محمد باقرؑ نے دولہا اور دلہن دونوں کو دو دو رکعت نماز پڑھنے کی تعلیم دی ہے اور اس کی ذمہ داری دولہا پر عائد کی ہے۔ ملتا ہے کہ:

"جب دلہن کو تمھارے پاس لائیں تو اس سے کہو کہ پہلے وضو کرے اور تم خود بھی وضو کر لو اور وہ دو رکعت نماز پڑھے اور تم بھی دو رکعت نماز پڑھو بعد اس کے خدا کی تعریف کرو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو پھر دعا مانگو اور جو عورتیں دلہن کے ہمراہ آئی ہوں ان سے کہو کہ وہ سب آمین کہیں اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ اُلْفَتَھَا وَ وُدَّھَا وَرِضَاھَا وَاَرْضِنِیْ بِھَا وَاجْمَعْ بَیْنَنَا بِاَحْسَنِ اجْتِمَاعٍ وَاَیْسَرِ اِیْتِلَافٍ فَاِنَّکَ تُحِبُّ الْحَلَالَ وَتُکْرِہُ الْحَرَامَ (یعنی یا اللہ مجھے اس عورت کی الفت و دوستی و خوشی عنایت کر اور مجھے اس سے راضی رکھ اور میرے اور اس کے مابین سلوک اور الفت قائم رکھ کیوں کہ تو حلال کو پسند کرتا ہے اور حرام سے ناراض ہے) اس کے بعد امامؑ نے ارشاد فرمایا یہ یاد رکھو کہ الفت و محبت خدا کی طرف سے ہے اور دشمنی شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے آدمیوں کی طبیعتیں کسی نہ کسی طرح اس سے پھر جائیں۔" [۱۱۵]

اس کے بعد دھیرے دھیرے وہ گھڑی قریب آنے لگتی ہے جس کا انتظار عورت اور مرد کو جوانی میں قدم رکھنے کے پہلے سے ہوتا ہے۔ فطری طور پر دولھا اور دلہن کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں، دونوں میں خاص عشق و محبت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے دونوں جائز فطری جنسی خواہش کی تسکین کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔

یہاں تک کہ دونوں کو جنسی عمل کی آخری حرکت جماع (جس کے شرعی آداب آئندہ باب میں تحریر کیے جائیں گے) کے لیے تنہائی (یعنی کمرہ) میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جو مذہب اسلام (یعنی دین فطرت) کی نظر میں شادی کا اصل اور بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ جس کے لیے دولھا اور دلہن مذہبی اور سماجی رو سے پوری زندگی کے لیے پوری طرح آزاد ہوتے ہیں۔ اسی کو شب زفاف (یعنی سہاگ رات) کہا جاتا ہے۔ جو انتہائی جذباتی، مسرت بخش اور نشیلی ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر اپنے جذبات و خواہشات پر قابو رکھنا اور شریعت کے مقرر کردہ حدود سے قدم باہر نہ نکالنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات نے اس بے حد جذباتی، مسرت بھری اور نشیلی رات کو بھی ذکر خدا اور دعا سے آباد کر دیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب دولھا مقاربت (جماع، ہمبستری، مباشرت) کے لیے پہلی مرتبہ دلہن کے پاس جائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کے روبقبلہ کرے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بِاَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا وَبِکَلِمَاتِکَ اسْتَحْلَلْتُھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ مِنْھَا وَلَدًا فَاجْعَلْہُ مُبَارَکًا تَقِیًّا مِنْ شِیْعَۃِ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّلَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْہِ شِرْکًا وَّلَا نَصِیْبًا۔

"یعنی اے اللہ میں نے تیری امانت سے اسے لیا اور تیرے کلمات

سے اپنے اوپر اسے حلال کیا اب اگر تو نے اس کے بطن سے میرے لیے کوئی بچہ تجویز کیا ہے تو اسے مبارک و پاکیزہ اور شیعان آل محمدؐ سے گردان، اس میں شیطان کا کوئی حصہ بخرہ نہ ہو۔" [142]

اور جب کسی نے معصومؑ سے سوال کیا کہ بچہ شیطان کا حصہ کیوں کر بن سکتا ہے تو فرمایا:

"اگر جماع کے وقت خدا کا نام لیا گیا ہے تو شیطان دور ہو جائے گا اور اگر نہیں لیا گیا تو وہ اپنا عضو تناسل اس شخص کے عضو تناسل کے ساتھ داخل کر دے گا۔ پھر راوی نے دریافت کیا کہ یہ کیوں کر جانیں کہ کسی شخص میں شیطان شریک ہوا ہے یا نہیں۔ فرمایا جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہے اس میں شیطان شریک نہیں ہوا اور جو ہمارا دشمن ہے اس میں ضرور شریک ہوا ہے۔" [143]

کسی پوچھنے والے نے یہ بھی پوچھا کہ آدمی کے نطفے میں شیطان کے شریک ہونے کی روک تھام کیوں کر ہو سکتی ہے تو آپؑ نے فرمایا:

"جس وقت جماع کا ارادہ ہو یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اِنْ قَضَیْتَ مِنِّیْ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ خَلِیْفَةً فَلَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْهِ شِرْكًا وَّلَا نَصِیْبًا وَّلَا حَظًّا وَاجْعَلْهُ مُؤْمِنًا مُخْلِصًا مُصَفًّا مِّنَ الشَّیْطَانِ وَرِجْزِهٖ جَلَّ ثَنَاؤُكَ (یعنی میں اس خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا رحم

کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے یا اللہ اگر تو نے اس رات میں میرا وارث میرے نطفے سے پیدا کرنا تجویز کیا ہے تو اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ ہو بلکہ اس کو خالص مومن گردان جو شیطان اور بہلی بدیوں سے پاک ہو تیری تعریف بہاری وسعت سے بہت زیادہ ہے۔)" [144]

خود اور بچے کو شیطان سے بچانے کے لیے ہی حضرت علیؑ نے جماع کے وقت یہ دعا پڑھنے کو بتائی ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیْ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ عَمَّا رَزَقْتَنِیْ۔

"یعنی میں اللہ کے نام اور اللہ کی امداد سے شروع کرتا ہوں یا اللہ تو مجھ کو شیطان سے بچا اور جو اولاد مجھے عنایت کرے اسے بھی شیطان سے بچائیو۔" [145]

اور پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے مباشرت کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا

"یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ تو ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس چیز (اولاد) سے الگ رکھ جو تو ہمیں عطا کرے۔" [146]

اور یہ فرمایا کہ اب اگر بچہ پیدا ہوگا تو شیطان ہرگز اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ شیطان سے بچنے کے لیے ہی سب سے آسان طریقہ یہ بتایا

گیا ہے کہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ پڑھے[۱۴۵] اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جنسی ملاپ یعنی ہمبستری کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ وَلَدًا وَّاجْعَلْہُ تَقِیًّا زَکِیًّا لَیْسَ فِیْ خَلْقِہٖ زِیَادَۃٌ وَّلَا نُقْصَانٌ وَّاجْعَلْ عَاقِبَتَہٗ اِلٰی خَیْرٍ۔

"یعنی یا اللہ مجھے ایک ایسا فرزند عنایت کر جو پاک و صاف ہو اور اس کی خلقت میں کمی و بیشی نہ ہو اور اس کا انجام بخیر ہو"[۱۴۶]

گویا مذہب اسلام کے معلمین (یعنی ائمۂ معصومینؑ) نے جائز فطری جنسی تسکین کا خیال پیدا ہونے سے لے کر جماع کی آخری منزل تک یادِ خدا کو باقی رکھنے، نیک ساتھی کی تمنا کرنے، شیطان سے بچے رہنے، نیک اور صحیح و سالم اولاد پیدا ہونے کی دعا کرنے سے متعلق دعائیں تعلیم کی ہیں تاکہ عورت اور مرد کے جذبات پاکیزہ رہیں اور وہ خداوند عالم سے دعا بھی کریں تو پاک دامنی کے ساتھ نیک اولاد کی دعا کریں۔

بہر حال شب زفاف[۱۴۷] (یعنی جماع کے شرعی، حلال، جائز اور فطری جنسی عمل کی انجام دہی) کے بعد بھی دعاؤں کے اس سلسلے کو قائم رکھنے کے لیے مذہب اسلام نے دولہا اور دلہن پر مستحب قرار دیا ہے کہ وہ گھر میں آئے تمام رشتہ داروں کو سلام کریں اور ان کے لیے دعا کریں۔ ساتھ ہی ساتھ رشتہ داروں کے لیے بھی مستحب ہے کہ وہ دولہا اور دلہن کو خیر و برکت کی دعائیں دیں۔

دعوتِ ولیمہ

اس کے بعد لازم ہے کہ مرد دعوت ولیمہ (مہمانی کے کھانے) کا اہتمام کرے تاکہ لوگوں کو عورت اور مرد کے جائز جنسی ملاپ کا علم ہو سکے۔

اسی دعوتِ ولیمہ کے لیے رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"ولیمہ پہلے دن ضروری ہے دوسرے دن کوئی حرج نہیں اور تیسرے دن ریاکاری ہے۔"[۱۴۸]

اور ولیمہ کے دن میں ہونے سے متعلق ملتا ہے کہ:

"نکاح کا رات میں واقع ہونا سنت ہے اور ولیمہ دن میں تیار کرانا مسنون ہے۔"[۱۴۹]

ولیمہ کے موقع پر بھی مستحب ہے کہ دعوت ولیمہ میں شریک ہونے والے لوگ دولہا اور دلہن کو خیر و برکت کی دعائیں دیں۔

شادی کا بنیادی مقصد "جماع"

ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد عورت اور مرد ایک دوسرے سے ہر قسم (خصوصاً جنسی یعنی جماع) کی لذت اٹھا سکتے ہیں۔ جس کے لیے شادی کا اقدام کیا جاتا ہے اور یہی شادی کا اصل اور بنیادی مقصد بھی ہوتا ہے۔

اگر اسلام کی نظر میں شادی کا اصل اور بنیادی مقصد جماع (یعنی

عورت اور مرد کا جنسی ملاپ) نہ ہوتا تو مذہب اسلام، جنسی خواہشات کی تسکین کے اسباب فراہم نہ ہونے کی صورت میں عورت اور مرد دونوں کو بغیر کسی طلاق کے نکاح توڑ دینے کا حق نہ دیتا۔ مسائل میں ملتا ہے کہ:

"اگر عورت کو عقد کے بعد معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے دیوانہ (پاگل) تھا یا بعد میں دیوانہ ہوا ہے یا اسے پتہ چل جائے کہ وہ آلۂ تناسل نہیں رکھتا یا عنین (یعنی نامرد) ہے اور دخول و ہمبستری نہیں کر سکتا یا عقد کے بعد ہمبستری کرنے سے پہلے ہی عنین ہو جائے یا اس کے خصیتین عقد سے پہلے نکال دیے گئے ہوں تو وہ (اگر چاہے تو) عقد کو فسخ (توڑ) سکتی ہے۔"[182]

اسی طرح:

"اگر مرد کو عقد کے بعد معلوم ہو جائے کہ عورت دیوانی (پاگل) ہے یا اس کو جذام (کوڑھ) ہے، یا اس کے برص (سفید داغ) ہے، یا وہ نابینا ہے یا فالج وغیرہ کے باعث چلنے اٹھنے کے قابل نہیں ہے یا اس کے پیشاب اور حیض کا راستہ یا حیض اور پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا ہے یا اس کی شرمگاہ (فرج) میں بدگوشت یا ہڈی ہے جس کی وجہ سے جماع نہیں کیا جا سکتا ہے تو وہ (اگر چاہے تو) عقد کو فسخ کر سکتا ہے۔"[183]

ان میں عورت اور مرد کے کچھ عیوب (یعنی دیوانگی، جذام، برص وغیرہ) ایسے ہیں جو ذہنی سکون پر بار ہوتے ہیں اور کچھ عیوب (یعنی آلۂ تناسل نہ ہونا، دخول اور ہمبستری کے قابل نہ ہونا، پیشاب اور

حیض یا حیض اور پاخانہ کا راستہ ایک ہونا، شرمگاہ میں بدگوشت یا ہڈی کا ہونا) ایسے ہیں جو شادی کے اصل مقصد (یعنی جنسی تسکین) کے ہی منافی ہیں۔ اس لیے مذہب اسلام نے بغیر طلاق کے عقد کو توڑ دینے کا حق دونوں (عورت اور مرد) کو دیا ہے تاکہ وہ اپنی جنسی تسکین کے لیے دوسرے کو تلاش کریں نیز ذہنی سکون اور فطری جنسی تسکین حاصل کر سکیں۔ کیوں کہ اس کا تعلق مرد اور عورت کی پوری زندگی سے رہتا ہے۔

باب پنجم

الف: ـــــ آداب جماع
ب: ـــــ جماع کی حرمت
ج: ـــــ مکروہات جماع
د: ـــــ مستحبات جماع
ہ: ـــــ واجبات جماع
و: ـــــ وضو اور دعا
ز: ـــــ تنہائی
ح: ـــــ مساس و دست بازی
ط: ـــــ غسل یا تیمم
ی: ـــــ جماع کے راز کو بیان کرنے کی حرمت
ک: ـــــ اولاد
ل: ـــــ اولاد کی تعلیم و تربیت
م: ـــــ مرد اور عورت کے حقوق

چوں کہ اسلام کی نظر میں شادی کا اصل اور بنیادی مقصد اخلاق اور عصمت کا تحفظ کرتے ہوئے عورت اور مرد کا ایک دوسرے کے جائز مقام سے جنسی تسکین حاصل کرنا ہے۔ جس کا تعلق عورت اور مرد کی پوری زندگی سے رہتا ہے۔ اسی لیے مذہب اسلام نے روزہ کی حالت میں، اعتکاف کی صورت میں اور عورت کے خون حیض، نفاس آنے کے دوران کے علاوہ کسی اور موقع پر ایک دوسرے سے جنسی تسکین حاصل کرنے میں مداخلت نہیں کی ہے۔ البتہ معلمین اسلام (ائمہ معصومین) نے کچھ ایسے موقعوں یا حالات کی طرف اشارہ ضرور کیا ہے جس کا اثر شوہر اور بیوی یا اولاد پر پڑتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں شوہر اور بیوی میں جدائی یا اولاد نیک/بد ہوتی ہے۔ اور اکثر اوقات میں اولاد میں جسمانی عیب بھی ہو جاتا ہے۔ جب کہ جنسی ملاپ کے ذریعہ ملنے والے اولاد جیسے عظیم پھل کے نیک اور ہر طرح کے جسمانی عیب سے پاک ہونے کی ہر والدین (یعنی شوہر اور بیوی) تمنا کرتے ہیں۔ لہٰذا لازمی ہے کہ عورت اور مرد (یعنی شوہر اور بیوی) دونوں کو جنسی خواہشات

کی تسکین حاصل کرنے (یعنی جماع / ہمبستری / مجامعت / مباشرت / زفاف) کے شرعی آداب سے واقفیت ہو تاکہ وہ حرام، مکروہ، مستحب اور واجب کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو سکیں۔ پاکدامنی باقی رکھ سکیں اور جنسی ملاپ سے ملنے والا پھل (اولاد) نیک نیز ہر طرح کے جسمانی عیب سے پاک ہو۔

جماع کی حرمت

یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت اسلام کے اصول و قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے والے سچے مسلمان کا ایک ایک قدم اور ایک ایک فعل موجب اجر و ثواب ہوتا ہے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبوں کے ساتھ ساتھ عورت اور مرد کی ہمبستری بھی ہے۔ اس میں بھی شریعت اسلامی نے تقدس کا رنگ بھر دیا ہے۔ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ جو اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو یہ بھی باعثِ اجر ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم میں کا کوئی شخص اپنی خواہش نفس پوری کرتا ہے اور اس میں کیا اس کو اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا تمھارا کیا خیال ہے، اگر وہ اپنی خواہش حرام طریقے سے پوری کرے تو گناہ ہو گا یا نہیں؟ صحابہ نے جواب دیا ہاں'

گناہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا تو اسی طرح جب وہ حلال طریقے سے اپنی خواہش پوری کرے تو اس سے اجر ملے گا۔" [۱۸۹]

مذہب اسلام میں جہاں عورت اور مرد کا ایک دوسرے سے اپنی خواہش نفس کو پوری کرنا باعث اجر و ثواب ہے وہیں بعض اوقات میں حرام ہونے پر باعث عذاب ہو جاتا ہے۔

(۱) یاد رکھنا چاہیے کہ عورت کی شرمگاہ یعنی فرج (جہاں مباشرت کے وقت مرد اپنا آلۂ تناسل داخل کرتا ہے) کی راہ سے فطری اور طبعی طور پر ہر ماہ تین سے دس دن تک خونِ حیض آتا ہے۔ اس حالت میں عورت سے جماع کرنا حرام ہے۔ کیوں کہ اس حالت میں جماع کرنا عورت اور مرد دونوں کے لیے جسمانی تکلیف اور آتشک و سوزاک جیسی موذی بیماریوں کے پیدا ہونے کا اور حمل ٹھہرنے پر بچے میں برص و جذام کا مرض پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے جب کہ مذہب اسلام انسان کو تندرست و توانا دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لیے شریعت اسلام نے ایام حیض کے دوران جماع کو حرام قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں ملتا ہے:

"(اے رسولؐ) تم سے لوگ حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تم ان سے کہہ دو کہ یہ گندگی اور گھن کی بیماری ہے تو (ایام حیض میں) تم عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ پس جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے تمھیں خدا نے حکم

دیا ہے ان کے پاس جاؤ۔ بے شک خدا توبہ کرنے والوں اور ستھرے
لوگوں کو پسند کرتا ہے۔"[186]

چوں کہ حیض کے زمانہ میں عورت کی طبیعت خون نکالنے کی طرف متوجہ رہتی ہے اور جماع سے قوت انفعالی کا ہیجان ہوتا ہے اور دونوں قوتوں کے ایک دوسرے کے مخالف ہونے کی وجہ سے طبیعت کو جو سلطان بدن ہے تحیر ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرد کی خواہش نفسانی جماع کے وقت منی نکالنے کی طرف متوجہ رہتی ہے اور مسامات بدن کھل جاتے ہیں اور خون حیض کے بخارات بلند ہو کر برے آثار پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود خون بھی مرد کے آلۂ تناسل کے سوراخ میں داخل ہو کر سوزاک وغیرہ بیماری کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ ان ہی وجوہ سے شریعت نے حالت حیض میں جماع کو قطعی حرام فرما دیا۔

صاحب "آداب زواج" نے لکھا ہے کہ حائضہ عورت سے جماع کرنے کی "حرمت میں دو حکمتیں ہیں ایک خون حیض کی گندگی جس سے انسانی طبیعت کراہت کرتی ہے، دوسرے یہ کہ مرد و زن کو بہت سے جسمانی نقصانات پہنچتے ہیں۔ چنانچہ طب جدید نے حائضہ عورت سے جماع کے جن نقصانات و امراض کو ثابت کیا ہے ان میں سے دو خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ عورت

کے اعضائے تناسل میں درد کا باعث ہے اور بعض دفعہ رحم میں سوزش پیدا ہوتی ہے۔ جس سے رحم فاسد ہو جاتا ہے اور عورت بانجھ ہو جاتی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ حیض کے مواد مرد کے عضو تناسل میں سرایت کرتے ہیں جس سے کبھی پیپ جیسا مادہ بن کر جلن پیدا کرتا ہے۔ بعض دفعہ یہ مادہ پھیلتا ہوا خصیتین تک پہنچ جاتا ہے اور ان کو تکلیف دیتا ہے بالآخر مرد بانجھ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی اور بھی مضرتیں اور تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں جس کے پیش نظر تمام جدید اطبا اس بات پر متفق ہیں کہ حالت حیض میں جماع سے دور رہنا ضروری ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہزاروں سال پہلے قرآن حکیم نے بتایا تھا یہ بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے۔"[188]

ایسی (یعنی خون حیض آنے کی) صورت میں شریعت اسلام نے یہ اجازت ضرور دے رکھی ہے کہ جماع کے علاوہ عورت کے جسم کا بوسہ لینا، پیار کرنا، چھاتیوں سے کھیلنا، ساتھ لیٹنا اور سونا، بدن سے بدن ملانا۔ غرض کسی بھی طرح سے لذت اٹھانی جائز ہے[189] البتہ جماع کر گذرنے کا خطرہ ہونے کی صورت میں بیوی سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات پر قابو نہ کر پانے کی صورت میں جماع کر بیٹھے تو شریعت نے اس پر کفارہ (جرمانہ) عائد کیا ہے[190] مسائل میں یہاں تک ملتا ہے کہ حائضہ عورت کی فرج (قبل یعنی آگے کے سوراخ) میں مرد کے

آلۂ تناسل کے ختنہ والی جگہ سے کم مقدار بھی داخل نہ ہو۔[۱۹۱]

(۲) خونِ حیض آنے کی حالت میں مرد کبھی کبھی (بیماری وغیرہ کے خوف سے) عورت کے آگے کے سوراخ (قبل) کو چھوڑ کر پیچھے کے سوراخ (دبر) میں اپنا آلۂ تناسل اس خیال سے داخل کر دیتا ہے کہ خونِ حیض پیچھے (یعنی پائخانہ) کے سوراخ سے نہیں آرہا ہے، یعنی وہ پاک ہے۔ گویا وہ آگے اور پیچھے دونوں سوراخوں کو ایک ہی جیسا سمجھتا ہے۔ جب کہ بعض علماء نے پیچھے کے سوراخ میں آلۂ تناسل کو داخل کرنا حرام اور بعض نے سخت مکروہ مانا ہے۔ رسولؐ خدا کا ارشادِ گرامی ہے:

"اس شخص پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی عورت کے پاس اس کے پیچھے کے راستے میں آتا ہے۔"[۱۹۲]

اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) اس شخص کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا کسی عورت کے پاس پیچھے کے راستے میں آئے گا۔"[۱۹۳]

کیوں کہ پیچھے کے راستے میں آلۂ تناسل داخل کرنے اور منی کے خارج ہونے سے منی ضائع ہو جاتی ہے اور شریعتِ اسلام ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتی کہ قدرتی طور پر تیار ہونے والے قیمتی جوہر (منی) کو ضائع ہونے دیا جائے۔ اسی لیے اسلام نے اغلام بازی کو حرام قرار دیا ہے کیوں کہ اس میں منی ضائع ہو جاتی ہے۔ غور کرنے کی بات ہے

کہ اگر ایامِ حیض میں عورت کے پیچھے کے سوراخ میں آلۂ تناسل داخل کرنے کی گنجائش ہوتی تو حیض کے دوران عورت سے دور رہنے (یعنی جماع نہ کرنے) کا حکم نہیں دیا جاتا اور نہ یہ کہا جاتا کہ:

"۔۔۔۔ پس جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے تمھیں خدا نے حکم دیا ہے ان کے پاس جاؤ۔ بے شک خدا توبہ کرنے والوں اور ستھرے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔"[۱۹۴]

یعنی ہر حال میں عورت کے پاس جانے کا حکم صرف اس کے آگے کے سوراخ میں ـــــ اور پاک ہونے کا مطلب علماء نے خونِ حیض کا آنا بند ہو جانا مانا ہے نہ کہ غسل کرنا۔ مسائل میں ملتا ہے کہ:

"جب عورت حیض سے پاک ہو جائے اگرچہ ابھی غسل نہ کیا ہو اس کو طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے صحبت بھی کر سکتا ہے اور بہتر ہے کہ صحبت سے پہلے پیشاب کے مقام کو دھو لے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے صحبت سے باز رہے۔ لیکن دوسرے کام جو حالتِ حیض میں حرام تھے مثلاً مسجد میں ٹھہرنا، قرآن کے لفظوں کو چھونا اب بھی حرام ہیں، جب تک غسل نہ کر لے۔"[۱۹۵]

یعنی خونِ حیض آنا بند ہو جانے کی صورت میں شرمگاہ کو دھو کر جماع کیا جا سکتا ہے۔ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہتر ہے کہ غسل کے بعد ہی جماع کرے۔

(۳) خون حیض کی طرح خون نفاس (یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والا خون) آنے کی صورت میں بھی عورت سے جماع کرنا حرام ہے۔ مسائل میں ہے کہ:

"نفاس کی حالت میں عورت کو طلاق دینا اور اس سے صحبت کرنا حرام ہے لیکن اگر اس سے صحبت کی جائے تو اس کا کفارہ واجب نہیں ہے۔"[196]

(۴) شریعت اسلام نے عورت اور مرد کو جنسی تسکین حاصل کرنے کی پوری آزادی دینے کے ساتھ روزہ کی حالت میں جماع کی ممانعت کی ہے۔ کیونکہ روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ مسائل میں ملتا ہے کہ:

"جماع (صحبت) سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ چاہے صرف سپاری اندر داخل ہو اور منی بھی باہر نہ نکلے۔"[197]

جب کہ روزوں (یعنی ماہ رمضان اور دوسرے روزوں) کی راتوں میں اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز اور حلال ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"(مسلمانو!) تمھارے واسطے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا، عورتیں (گویا) تمھاری چولی ہیں اور تم گویا ان کے دامن ہو، خدا نے دیکھا کہ تم (گناہ کر کے) اپنا نقصان کرتے تھے (کہ آنکھ بچا کے اپنی بی بی کے پاس چلے جاتے تھے) تو اس نے تمھاری توبہ قبول کی اور تمھاری خطا سے درگذرا۔ پس تم اب ان سے ہمبستری کرو اور (اولاد سے) جو کچھ خدا نے تمھارے

لیے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے اسے مانگو اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) کالی دھاری سے آسمان پر پورب کی طرف تمھیں صاف نظر آنے لگے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرو اور (ہاں) جب تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے بیٹھو تو ان سے (رات کو بھی) ہمبستری نہ کرو۔ یہ خدا کی (معین کی ہوئی) حدیں ہیں۔ تو تم ان کے پاس بھی نہ جانا یوں کھلم کھلا خدا اپنے احکام لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ وہ لوگ (نافرمانی سے) بچیں۔"[198]

(۵) مذکورہ آیۂ کریمہ سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اعتکاف کی حالت میں جماع کی ممانعت کی گئی ہے۔ مسائل میں بھی ملتا ہے کہ:

"عورت سے صحبت کرنا اور بنا بر احتیاط اسے چھونا شہوت کے ساتھ بوسہ دینا خواہ مرد ہو یا عورت حرام ہے۔"[199]

اور:

"بنا بر احتیاط مستحب اعتکاف کرنے والا ہر اس چیز سے اجتناب کرے جو حج کے دوران حالت احرام میں حرام ہے۔"[200]

(۶) یاد رکھنا چاہیے کہ حاجی جب میقات (یعنی احرام باندھنے کی جگہ) سے حج کی نیت کر لیتا ہے اور تکبیر پڑھ لیتا ہے تو بعض مباح چیزیں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ ان ہی مباح چیزوں میں شوہر اور بیوی بھی ہیں جو ایک دوسرے پر حالت احرام میں حرام ہو جاتے ہیں۔ ملتا ہے کہ:

"حالت احرام میں اپنی زوجہ سے جماع کرنا، بوسہ لینا،
بہ نظر شہوت دیکھنا بلکہ ہر طرح کی لذت حاصل کرنا حرام ہے۔" [۲۰۱]

اور یہ حرام، حلال میں اس وقت بدلتا ہے جب طواف نساء کر لیا جائے۔ مسائل میں ہے کہ:

"طواف نساء اور نماز طواف کے بعد عورت پر شوہر اور شوہر
پر زوجہ حلال ہو جاتی ہے ....." [۲۰۳]

یاد رکھنا چاہیے کہ:

"طواف نساء صرف مردوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ عورتوں، خنثیٰ اور خصی اور طفل ممیز کے لیے بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص طواف نساء نہ کرے تو زوجہ حلال نہ ہوگی۔ جیسا کہ سابق میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح اگر عورت طواف نساء نہ کرے تو شوہر حلال نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر ولی طفل غیر ممیز کے احرام باندھے تو بنا بر احتیاط واجب اس کو طواف نساء کرنا چاہیے تاکہ بلوغ کے بعد عورت یا مرد اس پر حلال ہو جائیں۔" [۲۰۴]

مکروہات جماع

فقہائے کرام نے آٹھ وقتوں میں جماع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

۱۔ چاند گرہن کی رات

۲۔ سورج گرہن کے دن
۳۔ زوال آفتاب کے وقت (جمعرات کے علاوہ کسی دن میں)
۴۔ غروب آفتاب کے وقت، جب تک شفق نہ ڈھل جائے۔
۵۔ محاق کی راتوں میں (یعنی قمری مہینے کی وہ دو یا تین راتیں جب چاند بالکل غائب ہو جاتا ہے۔)
۶۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک
۷۔ رمضان شریف کے علاوہ ہر قمری مہینے کی چاند رات کو۔
۸۔ ہر مہینے کی پندرھویں رات کو۔

نیز انھوں نے بعض حالات میں بھی جماع کو مکروہ قرار دیا ہے۔ مثلاً

۱۔ حالت سفر میں جب کہ غسل کے لیے پانی نہ ہو۔
۲۔ سیاہ، زرد یا سرخ آندھی چلنے کے وقت
۳۔ زلزلے کے وقت۔ [۲۰۵]

معتبر حدیث میں ملتا ہے کہ مندرجہ ذیل اوقات میں جماع کرنا مکروہ ہے۔

۱۔ طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک۔ [۲۰۶]
۲۔ غروب آفتاب سے زوال سرخی مغرب تک۔
۳۔ سورج گہن کے دن
۴۔ چاند گہن کی رات
۵۔ اس رات یا دن میں جس میں سیاہ یا سرخ یا زرد آندھی آئے،

یا زلزلہ محسوس ہو، خدا کی قسم اگر کوئی شخص ان اوقات میں جماع کرے گا اور اس سے اولاد پیدا ہوگی تو اس اولاد میں ایک عادت بھی ایسی نہ دیکھے گا جس سے خوشی حاصل ہو کیوں کہ اس نے خدا کے غضب کی نشانیوں کو ہیچ سمجھا۔"[۲۰۷]

ان احکام کے ظاہری اسباب یہ ہیں کہ چاند گرہن اور سورج[۲۰۸] گرہن نظام ارضی پر قطعی طور پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا اندیشہ ہے کہ ایسے موقع پر حمل ٹھہرنے کی صورت میں بچہ میں کچھ ایسے نقائص پیدا ہو جائیں جو والدین کے ذہنی سکون کو برباد کر دیں۔ جس کو دین فطرت (مذہب اسلام) پسند نہیں کرتا ـــــ شاید اسی لیے مذہب اسلام میں مذکورہ موقعوں پر جماع کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

اسلام میں شادی (نکاح) کا مقصد جنسی تسکین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ نیک نیز صحیح و سالم اولاد کو پیش نظر رکھنا بھی ہے۔ اسی لیے ائمہ معصومینؑ نے جماع کے لیے مہینہ، تاریخ، دن، وقت اور جگہ کا لحاظ رکھتے ہوئے الگ الگ اثرات بتائے ہیں جس کا اثر بچہ پر پڑتا ہے۔

قمر در عقرب اور تحت الشعاع میں جماع کرنا مکروہ ہے۔[۲۰۹] تحت الشعاع میں جماع کرنے پر بچہ پر پڑنے والے اثرات سے متعلق امام موسیٰ کاظمؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص اپنی عورت سے تحت الشعاع جماع کرے وہ پہلے

اپنے دل میں قرار دے لے کہ خلقت تمام ہونے سے پہلے حمل ساقط ہو جائے گا۔"[۲۱۰]

تاریخ سے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"مہینے کے اول، اوسط اور آخر میں جماع نہ کرو کیوں کہ ان اوقات میں جماع کرنا باعث اسقاط ہوتا ہے اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو ضرور ہے کہ دیوانگی میں مبتلا ہوگی یا مرگی میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس شخص کو مرگی کا عارضہ ہوتا ہے یا اسے اول ماہ میں دورہ ہوتا ہے یا اوسط میں یا آخر میں۔"[۲۱۱]

دنوں کے لحاظ سے بدھ کی شب میں جماع کرنا مکروہ بتایا گیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"شب چہار شنبہ کو ہمیشہ ہی نامناسب ہے۔"[۲۱۲]

جہاں تک وقت کا تعلق ہے اس کے لیے زوال و غروب آفتاب کے وقت، طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کے علاوہ پہلی ساعت میں جماع نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اگر بچہ پیدا ہوا تو شاید جادوگر ہو اور دنیا کو آخرت پر اختیار کرے۔ یہ بات رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمائی کہ:

"یا علیؑ، شب کی پہلی ساعت میں جماع نہ کرنا کیوں کہ اگر بچہ پیدا ہوا تو شاید جادوگر ہو اور دنیا کو آخرت پر اختیار کرے۔ یا علیؑ، یہ وصیتیں مجھ سے سیکھ لو جس طرح میں نے جبرئیل سے سیکھی ہیں۔"[۲۱۳]

درحقیقت رسول اکرمؐ کی یہ وصیت صرف حضرت علیؑ سے نہیں ہے بلکہ پوری امت سے ہے۔ اسی وصیت میں رسولؐ خدا نے مکروہات کی فہرست اس طرح گنائی ہے:

"..... اے علیؑ اس دلھن کو سات دن دودھ، سرکہ، دھنیا اور کھٹے سیب نہ کھانے دینا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ ان چیزوں کے کھانے سے عورت کا رحم سرد پڑ جاتا ہے اور وہ بانجھ ہو جاتی ہے اور اس کے اولاد نہیں پیدا ہوتی۔ اے علیؑ جو بوریا گھر کے کسی کونے میں پڑا ہو اس عورت سے بہتر ہے جس کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ پھر فرمایا یا علیؑ اپنی زوجہ سے مہینہ کے اول، اوسط، آخر میں جماع نہ کیا کرو کہ اس کو اور اس کے بچوں کو دیوانگی، بالخورہ، جذام اور خبط دماغ ہونے کا اندیشہ ہے۔ یا علیؑ نماز ظہر کے بعد جماع نہ کرنا کیونکہ بچہ جو پیدا ہوگا وہ پریشان احوال ہوگا۔ یا علیؑ جماع کے وقت باتیں نہ کرنا اگر بچہ پیدا ہوگا تو عجب نہیں کہ گونگا ہو۔ اور کوئی شخص اپنی عورت کے اندام نہانی کی طرف نہ دیکھے بلکہ اس حالت میں آنکھیں بند رکھے۔ کیونکہ اس وقت اندام نہانی کی طرف دیکھنا اولاد کے اندھے ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ یا علیؑ جب کسی اور عورت کے دیکھنے سے شہوت یا خواہش پیدا ہو تو اپنی عورت سے جماع نہ کرنا کیونکہ بچہ جو پیدا ہوگا مخنث یا دیوانہ ہوگا۔ یا علیؑ جو شخص حالت جنب میں اپنی زوجہ کے بستر

پر لیٹا ہو اسے لازم ہے کہ قرآن مجید نہ پڑھے کیوں کہ مجھے خوف ہے کہ آسمان سے آگ برسے اور دونوں کو جلا دے۔ یا علیؑ جماع کرنے سے پہلے ایک رومال اپنے لیے اور ایک اپنی زوجہ کے لیے مہیا کر لینا۔ ایسا نہ ہو کہ تم دونوں ایک ہی رومال کام میں لاؤ کہ اس سے اول دشمنی پیدا ہوگی اور آخر میں جدائی کی نوبت پہنچے گی۔ یا علیؑ اپنی عورت سے کھڑے کھڑے جماع نہ کرنا کہ یہ فعل گدھوں کا سا ہے۔ اگر بچہ پیدا ہوگا تو وہ گدھوں ہی کی طرح بچھونے پر پیشاب کیا کرے گا۔ یا علیؑ شب عیدالفطر کو جماع نہ کرنا کہ اگر بچہ پیدا ہوگا تو اس سے بہت سی برائیاں ظاہر ہوں گی۔ یا علیؑ شب عید قربان کو جماع نہ کرنا اگر بچہ پیدا ہوگا تو اس کے ہاتھ میں چھ انگلیاں ہوں گی یا چار۔ یا علیؑ میوہ دار درخت کے نیچے جماع نہ کرنا کہ اگر بچہ پیدا ہوا تو یا قاتل و جلاد ہوگا یا ظالموں کا سرگروہ۔ یا علیؑ آفتاب کے سامنے جماع نہ کرنا سوائے اس کے کہ پردہ ڈال لو کیوں کہ اگر بچہ پیدا ہوگا تو مرتے دم تک برابر بدحال و پریشان رہے گا۔ یا علیؑ اذان و اقامت کے مابین جماع نہ کرنا۔ اگر بچہ پیدا ہوگا تو خونریزی کی طرف راغب ہوگا۔ یا علیؑ جب تمھاری زوجہ حاملہ ہو تو بغیر وضو کے اس سے جماع نہ کرنا ورنہ بچہ کوردل اور بخیل پیدا ہوگا۔ یا علیؑ شعبان کی پندرھویں کو جماع نہ کرنا ورنہ بچہ پیدا ہوگا تو لٹیرا اور ظلم دوست ہوگا اور اس کے ہاتھ سے بہت سے آدمی

مارے جائیں گے۔ یا علیؑ کوٹھے پر جماع نہ کرنا ورنہ بچہ پیدا ہوگا[۲۱۶] تو منافق و ریاکار و بدعتی ہوگا۔ یا علیؑ جب تم سفر کو جاؤ تو اس رات کو جماع نہ کرنا ورنہ بچہ پیدا ہوگا تو مال ناحق صرف کرے گا اور مسرفین شیطان کے بھائی ہیں اور اگر کوئی ایسے سفر میں جائے جہاں تین دن کا راستہ ہو تو جماع نہ کرے ورنہ اگر بچہ پیدا ہوا تو ظلم دوست ہوگا۔" [۲۱۷]

جہاں رسولؐ خدا نے مذکورہ باتیں ارشاد فرمائیں وہیں کسی موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

"اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی شخص اپنی عورت سے ایسے مکان میں جماع کرے جس میں کوئی جاگتا ہو اور وہ ان کو دیکھے یا ان کی بات یا سانس کی آواز سنے تو اولاد جو اس جماع سے پیدا ہوگی ناجی نہ ہوگی بلکہ زناکار ہوگی۔" [۲۱۸]

کچھ اسی طرح کی بات امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمائی کہ:

"مرد کو اس مکان میں جس میں کوئی بچہ ہو اپنی عورت یا لونڈی سے جماع نہ کرنا چاہیے ورنہ وہ بچہ زناکار ہوگا۔" [۲۱۹]

شاید اسی لیے امام زین العابدینؑ جس وقت مباشرت کا ارادہ کرتے تو نوکروں کو ہٹا دیتے، دروازے بند کر دیتے، پردہ ڈال دیتے اور پھر کسی خادم کو اس کمرے کے قریب آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ [۲۲۰]

لہٰذا احتیاط لازمی یہ ہے کہ اچھے اور برے کی تمیز نہ رکھنے والے بچے کے سامنے بھی جماع نہ کرے۔ کیونکہ اس سے بچہ کے زناکاری کی طرف راغب ہونے کا خطرہ ہے۔

یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی ایک آزاد عورت کے سامنے دوسری آزاد عورت سے جماع کرے۔ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ایک زن آزاد سے دوسری زن آزاد کے سامنے جماع مت کرو مگر کنیز سے دوسری کنیز کے سامنے جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔" [۲۲۱]

ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ عورت اور مرد کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ خضاب لگا کر یا پیٹ بھرا رہنے کی صورت (شکم سیری میں) جماع نہ کریں۔ کیوں کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کوئی شخص خضاب باندھے ہوئے اپنی عورت سے جماع کرے گا تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ مخنث ہوگا۔"

اور آپ ہی نے ارشاد فرمایا کہ:

"تین چیزیں جسم کے لیے نہایت خطرناک بلکہ کبھی مہلک بھی ہوتی ہیں۔ شکم سیری کی حالت میں حمام میں جانا، شکم سیری میں جماع اور بوڑھی عورت سے جماع کرنا۔" [۲۲۲]

جماع کے وقت اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ:

"اگر کسی کے پاس کوئی ایسی انگوٹھی ہو جس پر کوئی نام نقش

"ہو تو اس انگوٹھی کو اتارے بغیر جماع نہ کرے۔"[۲۲۴]

جہاں یہ تمام چیزیں ہیں وہیں روبقبلہ جماع کرنا بھی مکروہ ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ:

"آیا مرد ننگا ہو کر جماع کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ علاوہ بریں نہ روبقبلہ جماع کر سکتا ہے نہ پشت بقبلہ اور نہ کشتی میں۔"[۲۲۵]

جب کہ موجودہ دور کے زیادہ تر جوڑے پورے ننگے ہو کر (یعنی پورے کپڑے اتار کر) جماع کرنے میں زیادہ لطف محسوس کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس سے لذت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن انھیں یہ نہیں معلوم کہ اس طرح جنسی عمل سے پیدا ہونے والے بچے بے حیا ہوتے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

"وحشی جانوروں کی طرح ننگے نہ ہوں، کیوں کہ ننگے ہو کر صحبت کرنے سے اولاد بے حیا پیدا ہوتی ہے۔"[۲۲۶]

بہر حال اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ جملہ مکروہات جماع سے زیادہ تر بچہ کا فائدہ (یعنی جسمانی عیوب سے پاک) ہو گا اور بعض (مثلاً جماع کے بعد لگی ہوئی نجاست کو صاف کرنے کے لیے مرد اور عورت کے الگ رومال ہونے) میں عورت اور مرد کا فائدہ (یعنی دشمنی یا جدائی نہ ہونا) ہو گا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح مکروہات جماع سے عورت اور مرد یا بچہ کا فائدہ ہو گا اسی طرح مستحبات جماع سے بھی عورت اور مرد یا

بچہ کا ہی فائدہ ہو گا۔

مستحبات جماع

گذشتہ باب میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ جماع کے وقت باوضو ہونا اور بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔ حقیقتاً یہ مذہب اسلام کی تعلیمات کا اعلیٰ نمونہ ہے کہ وہ انسان کو ایسے ہیجان انگیز ماحول (جماع کے وقت) میں بھی اپنے خدا سے فراموش نہیں ہونے دینا چاہتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سچے مسلمان کا کوئی بھی عمل یاد خدا یا حکم الٰہی سے الگ ہٹ کر نہیں ہوتا ہے۔ اس کے ذہن میں ہر وقت یہ بات رہتی ہے کہ وہ دنیا کا ہر کام (یہاں تک کہ جماع بھی) خدا کی خوشنودی کے لیے کرتا ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ ایسا نیک بندہ جس وقت جنسی تسکین حاصل کر رہا ہوتا ہے اس وقت خدا اپنے غیب کے خزانہ سے، اس کے لیے اولاد جیسی وہ عظیم نعمت معین کرتا ہے جو دین اور دنیا کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

اسی نیک، مفید اور کارآمد اولاد حاصل کرنے کے لیے جہاں رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو مکروہات جماع کی تعلیم دی ہے وہیں مستحبات جماع سے متعلق بھی بتایا کہ:

"یا علیؑ شب دوشنبہ کو جماع کرنا اگر بچہ پیدا ہوا تو قرآن کا حافظ اور خدا کی نعمتوں پہ راضی و شاکر ہو گا۔ یا علیؑ اگر تم نے شب

سہ شنبہ کو جماع کیا تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ اسلام کی سعادت حاصل کرنے کے علاوہ رتبۂ شہادت بھی پائے گا۔ منھ سے اس کے خوشبو آتی ہوگی۔ دل اس کا رحم سے پر ہوگا۔ ہاتھ کا وہ سخی ہوگا اور زبان اس کی غیبت وافترا و بہتان سے پاک ہوگی۔ یا علیؑ اگر تم شب پنجشنبہ کو جماع کروگے تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ حاکم شریعت ہوگا یا عالم اور اگر روز پنجشنبہ ٹھیک دوپہر کے وقت جماع کروگے تو آخر دم تک شیطان اس کے پاس نہ پھٹکے گا اور خدا اس کو دین و دنیا کی سلامتی عطا فرمائے گا یا علیؑ اگر تم نے شب جمعہ کو جماع کیا تو بچہ جو پیدا ہوگا وہ فصاحت بیانی اور شیریں زبانی میں مشہور ہوگا اور کوئی خطیب (لکچرار) اس کی ہمسری نہ کر سکے گا اور اگر روز جمعہ بعد نماز عصر جماع کیا تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ عقلائے زمانہ میں شمار ہوگا۔ اگر شب جمعہ بعد نماز عشار جماع کیا تو امید ہے کہ جو بچہ ہو وہ ابدال (ولی کامل) میں شمار ہو۔"[227]

مستحبات جماع کے سلسلے میں یہ بھی ملتا ہے کہ چھپ کر جماع کرنا چاہیے جیسا کہ اوپر بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ امام زین العابدینؑ جب جماع کا ارادہ کرتے تھے تو دروازے بند کرتے، ان پر پردہ ڈالتے اور کسی کو کمرہ کی طرف نہ آنے دیتے تھے۔ چھپ کر جماع کرنے ہی کے سلسلے میں ان مکروہات کو بھی پیش نظر رکھا جا سکتا ہے جس میں اچھے اور برے کی تمیز نہ رکھنے والے بچے کے سامنے بھی جماع کرنے کو منع کیا گیا ہے یا ایک آزاد عورت کی موجودگی میں دوسری آزاد عورت

کے ساتھ جماع کرنے کو بھی مکروہ قرار دیا گیا۔ لہٰذا اس سے یہ بات پوری طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ چھپ کر جماع کرنا ہی مستحب ہے۔ اسی سلسلے میں رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوے کی سی تین عادتیں سیکھو۔ چھپ کر جماع کرنا، علی الصباح روزی کی تلاش میں جانا، دشمنوں سے بہت پرہیز کرنا۔"[228]

مستحبات جماع میں یہ بھی ملتا ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی عورت سے فوراً جماع نہ کرے بلکہ پہلے مساس (یعنی چھاتی، ران وغیرہ کو ہاتھ سے مسلنا، سہلانا) چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے۔ اس بات کو ماہرین جنسیات نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ان کی نظر میں یکبارگی جماع کرنے پر مرد کی منی جلدی سے خارج ہو جانے کی صورت میں مرد کی خواہش تو پوری ہو جاتی ہے لیکن عورت کی خواہش پوری نہیں ہو پاتی۔ جس کی وجہ سے عورت اپنے مرد سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ شاید اسی لیے دین فطرت (مذہب اسلام) نے مساس، بوسہ بازی، چھیڑ چھاڑ، ہنسی مذاق، پیار و محبت کی باتیں وغیرہ کو مستحب قرار دیا ہے تاکہ عورت مذکورہ عمل سے جماع کے لیے پوری طرح آمادہ ہو جائے اور جب اس سے جماع کیا جائے تو وہ بھی مرد کی طرح سے پوری طرح جنسی تسلی حاصل کر سکے۔ اسی لیے رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے وہ مرغ کی طرح اس کے پاس نہ جائے بلکہ پہلے مساس اور دست بازی و خوش طبعی کرے

بعد اس کے جماع کرے۔" [229]

یہی وجہ ہے کہ جس وقت امام جعفر صادقؑ سے کسی نے دریافت [230] کیا کہ:

"اگر کوئی شخص ہاتھ یا انگلی سے اپنی زوجہ یا لونڈی کے اندام نہانی کے ساتھ بازی کرے تو کیسا؟ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں لیکن اجزائے بدن کے علاوہ اور کوئی چیز اس مقام میں داخل نہ کرے۔" [231]

گویا عورت کو جماع کے لیے پوری طرح آمادہ کرنے یعنی گرم کرنے کے لیے مرد عورت کی اندام نہانی میں اپنی انگلی یا جسم کے کسی بھی عضو سے چھیڑ چھاڑ کر سکتا ہے تاکہ عورت اور مرد کو مکمل جنسی کیف و لذت حاصل ہو سکے۔

واجبات جماع

مکروہات و مستحبات جماع کی طرح واجبات جماع میں مرد پر واجب ہے کہ وہ اپنی جوان بلکہ بوڑھی بیوی سے بھی چار ماہ میں ایک بار جماع ضرور کرے۔ مسائل میں ہے کہ:

"شوہر اپنی جوان بیوی سے چار مہینہ سے زیادہ ہمبستری ترک نہیں کر سکتا۔ بلکہ بنا بر احتیاط اپنی بوڑھی بیوی کے ساتھ بھی اس سے زیادہ مدت تک ہمبستری ترک نہ کرے۔" [232]

یہ بھی ملتا ہے کہ:

"عورت کے جو حقوق مرد پر ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر مرد گھر میں موجود ہو اور کوئی عذر شرعی نہ رکھتا ہو تو چار مہینے میں ایک مرتبہ جماع کرے یہ واجب ہے اور اگر کئی بیبیاں ہوں اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایک رات سوئے تو واجب ہے کہ اوروں کے پاس بھی ایک ایک رات سوئے۔ علماء کے ایک گروہ کا اعتقاد ہے اور یہ اعتقاد بنا بر احتیاط معلوم ہوتا ہے کہ چار راتوں میں سے ایک رات ایک عورت کے لیے مخصوص ہے اب خواہ اس میں ایک عورت ہو یا زیادہ (پاس سونے سے یہ مراد نہیں کہ جماع بھی ضرور کرے)، لونڈیوں کے حق میں اور ان عورتوں کے حق میں جن سے متعہ کیا ہے یہ احکام واجب نہیں ہیں بلکہ لونڈی کے حق میں بہتر صورت یہ ہے کہ یا اس کی شہوت خود دفع کرے یا اس کا کسی کے ساتھ نکاح کر دے۔ بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ اگر ایسا نہ کرے گا اور وہ زنا میں مبتلا ہو گی تو اس کا گناہ مالک کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔" [233]

بہرحال جب جماع سے متعلق حرام، مکروہ، مستحب اور واجب کا علم ہو گیا تو لازمی ہے کہ جماع کی بعض بنیادی اور لازمی باتوں کو ضرور ذہن نشیں رکھیے کیوں کہ جماع کا تعلق عورت اور مرد کی پوری زندگی سے رہتا ہے۔

وضو اور دعا

جیسا کہ اوپر بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ جماع کا ارادہ ہونے پر سب سے پہلے وضو کرے اور خدائے کریم سے نیک اور پاکیزہ سیرت اولاد کی دعا کرے۔ جیسا کہ بعض نبیوں نے بھی کیا۔ جناب زکریاؑ نے نیک اولاد کی دعا کرتے ہوئے کہا:

"…. اے میرے پالنے والے تو مجھ کو (بھی) اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔" [۲۳۴]

یا جناب ابراہیمؑ نے دعا کی:

"پروردگارا مجھے ایک نیکو کار (فرزند) عنایت فرما۔" [۲۳۵]

لہٰذا جماع سے قبل نیک اولاد کی دعا ضرور مانگ لینا چاہیے۔

تنہائی

وضو اور دعا کے علاوہ جماع کے لیے یہ ضروری ہے کہ چھپ کر جماع کرنے کی خاطر تنہائی یعنی اس کمرہ میں جایا جائے جس میں عورت اور مرد کا بستر لگا ہوا ہو۔ اس کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے اگر ممکن ہو تو پردے گرا دیں[۲۳۶] تاکہ دونوں کو تسلی ہو جائے کہ ان کے جنسی عمل کو کوئی اور نہیں دیکھ سکتا۔ جماع سے قبل بہتر ہے کہ عورت اور مرد دونوں پیشاب کر لیں کیوں کہ اس طرح لذت زیادہ

دیر تک باقی رہتی ہے۔

مساس و دست بازی

بند کمرہ میں جب عورت اور مرد کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ ان کے جنسی عمل کو کوئی اور دیکھنے والا نہیں ہے تو اولاً بقدر ضرورت لباس کو اتاریں پھر مستحب ہے کہ دونوں آپس میں جنسی کھیل کھیلیں دونوں ایک دوسرے کے حساس مقامات کو مس کریں، سہلائیں، کھجلائیں اور مسلیں تاکہ قدرتی طور پر وہ مطلوبہ لعاب دار رطوبت اور چکناہٹ پیدا ہو سکے جسے مذی کہا جاتا ہے۔ جس کا کام پہلے سے نکل کر راستہ کو چکنا کرنا ہوتا ہے تاکہ مجامعت میں تکلیف اور اذیت نہ ہو کر کیف اور لذت پیدا ہو سکے ——— یاد رکھنا چاہیے کہ مساس اور دست بازی کے اس عمل میں مرد خصوصی توجہ رکھے۔ یعنی وہ پیار و محبت کی باتوں کے ساتھ ساتھ عورت کو گود میں لے، بوس و کنار کرے، پستانوں کے نپلوں کو مسلے، پستانوں کو دھیرے دھیرے دبائے، ہونٹوں یا زبان کو آہستہ آہستہ چوسے، بغل، گدی، ران وغیرہ میں انگلیاں پھیرے، اندام نہانی میں انگلی سے ہلکے ہلکے حرکت دے، اپنا عضو تناسل عورت کے ہاتھ میں دے تاکہ وہ اسے دھیرے دھیرے دبائے اور انتشار (یعنی عضو تناسل میں تناؤ) پیدا ہونے پر اپنے جذبات اور خواہشات کو اس وقت تک قابو

میں رکھے جب تک کہ عورت کی سانسیں اکھڑنی نہ شروع ہو جائیں، عورت اپنی آنکھیں بند نہ کرنے لگے، زور سے سینے سے چمٹنے نہ لگے، چہرے پر سرخی، بشاشی اور فرحت کے آثار نہ پیدا ہو جائیں —— اگر اس بیچ مرد کو لذت محسوس ہو تو وہ اپنے خیال کو بانٹے، اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کر چکی ہو تو سانس روکے تاکہ منی رک جائے اور انزال نہ ہو۔ لیکن اس بیچ بھی عورت کے حساس مقامات کو ہاتھ سے سہلاتا رہے[۲۳۷] تاکہ عورت کی خواہش کم نہ ہو —— پھر جب عورت کی آنکھوں میں سرخ ڈورے معلوم ہوں یا وہ لمبی لمبی سانسیں لے، یا وہ مرد کو زور سے سینے سے چمٹا لے —— اس وقت عورت کو سیدھی لٹا کر اس کی کمر کے نیچے تکیہ رکھ دیں اور اس کی رانوں کو کھول دیں یا اس کے دونوں پیر سمیٹ کر سرین (چوتڑ) کے نیچے رکھ دیں تاکہ عورت کا مقام مخصوص (آگے کا سوراخ) اونچا ہو جائے اس طرح مرد کے آلۂ تناسل کا منھ عورت کے جائے مخصوصہ کے بالکل سامنے ہوگا اور مرد کا عضو تناسل بآسانی عورت کے رحم کے منھ تک پہنچ جائے گا —— تب مرد اپنے آلۂ تناسل کو، عورت کے مخصوص سوراخ میں سختی سے داخل کر دے۔ اس عمل سے عورت کو تکلیف نہیں ہوگی بلکہ اس کے مزہ میں کافی حد تک اضافہ ہوگا —— پھر اگر پیر عورت کے سرین کے نیچے ہیں تو ایک ایک پیر کر کے عورت کے دونوں پیر پھیلا دیں اور خود بھی

اپنے پیر پھیلا کر عورت پر اس طرح چھا جائے[۲۳۸] کہ اس کے جسم کے ایک ایک حصہ کو چھپا لے۔ لیکن اس وقت بھی پیار، محبت، مساس کرتا رہے، لبوں اور زبان کو چوستا رہے، آہستہ آہستہ آلۂ تناسل کا اخراج اور دخول کرتا رہے جس سے رحم پھیل جاتا ہے، اس کا منھ کھل جاتا ہے اور اس بنا پر رحم کچھ اونچا بھی ہو جاتا ہے جس سے مرد کا آلۂ تناسل ٹکراتا ہے (جس کا احساس بعض ذکی الحس لوگوں کو بآسانی ہو جاتا ہے) اس عمل سے عورت کو بڑی لذت ملتی ہے اور ہلکی ہلکی رگڑ سے گرمی پیدا ہو کر عورت جلد منزل ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت مرد کو لذت بالکل نہیں اٹھانا چاہیے تاکہ جلد منزل نہ ہو۔ بلکہ جب عورت منزل ہونے کے بالکل قریب ہو یعنی وہ بے تابانہ حرکات کرے، مرد کے جسم سے لپٹے، اپنے ہاتھوں یا ٹانگوں سے مرد کو کس کے دبائے۔ تب مرد بھی جلدی جلدی دخول اور اخراج کر کے منزل ہو جائے۔ اگر اتفاق سے عورت اس وقت تک منزل نہ ہو اور وہ اپنے ہاتھوں یا ٹانگوں سے مرد کو کس کے دبا رہی ہو تاکہ مرد علیحدہ نہ ہو تو مرد کو چاہیے کہ اس وقت تک اپنے آلۂ تناسل کو عورت کی اندام نہانی سے باہر نہ نکالے جب تک کہ عورت منزل نہ ہو جائے۔ پھر کچھ دیر بعد آلۂ تناسل کو نکال کر مرد آہستگی سے عورت سے الگ ہو جائے اور عورت کچھ دیر تک چت لیٹی رہی، اپنی رانوں کو ملائے تاکہ حمل ٹھہرنے میں آسانی ہو۔ بعدہٗ اپنے اپنے رومال سے (رسول اکرم

کی وصیت کے مطابق ایک رومال ہونے پر پہلے عورت اور مرد
میں دشمنی ہوتی ہے اور بعد میں جدائی) جسم پر لگی ہوئی نجاست کو
صاف کریں اور مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشاب کر لے تاکہ کسی
قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہے۔

بہرحال مرد کے انزال ہوتے ہی اس کے مادۂ منویہ کے پچاس
کروڑ جرثومے (یعنی چھوٹے چھوٹے کیڑے جو بغیر خوردبین کے نظر
نہیں آتے) عورت کے رحم میں پہنچ کر انڈوں کی پیدائش کے مقام
کی طرف دوڑتے ہیں جہاں تقریباً تین لاکھ انڈے ہوتے ہیں ——
اور کبھی کبھی مرد کا جرثومہ عورت کے انڈے سے متصل ہو کر بچے
کی تخلیق کا عمل شروع کر دیتا ہے۔[۲۳۹]

یہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی قدرت ہے کہ مرد کے مادۂ منویہ
کے جرثومے اچھلتے کودتے بحفاظت عورت کے رحم میں پہنچ کر انڈوں
سے ملتے اور بچوں کی تخلیق کا عمل شروع کرتے ہیں۔ چاہے مرد کا
آلۂ تناسل لمبا ہو یا چھوٹا، عورت کا رحم دور ہو یا قریب، مرد کا آلۂ
تناسل عورت کے رحم سے ٹکرائے یا نہ ٹکرائے۔ ہر صورت میں قدرتی
اور فطری طور پر مرد کے مادۂ منویہ کے جرثومے اچھلتے کودتے ہی
عورت کے رحم میں پہنچتے ہیں نیز نطفہ قرار پاتا ہے۔

مجامعت کا مذکورہ طریقہ (یعنی عورت نیچے اور مرد اوپر ہونے
کی حالت) ہی سب سے اچھا اور آسان طریقہ ہے۔ جس کی طرف قرآن

کریم نے بھی اشارہ کیا ہے کہ:

"تو جب مرد عورت کے اوپر چھا جاتا ہے (یعنی ہمبستری کرتا
ہے) تو بی بی ایک ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے۔"[۲۴۰]

اور مرد اسی وقت عورت پر پوری طرح چھا سکتا ہے جب مرد اوپر اور
عورت اس کے نیچے ہو اور مرد کا اوپر ہونا اس لیے بھی مناسب ہے کہ
مرد کو اپنی منی عورت کے رحم میں ٹپکانا پڑتی ہے جس کے لیے قرآن میں
ارشاد موجود ہے کہ:

"اور یہ کہ وہی نر اور مادہ دو قسم (کے حیوان) نطفہ سے جب
(رحم میں) ڈالا جاتا ہے، پیدا کرتا ہے۔"[۲۴۱]

یا:[۲۴۲]

"کیا وہ (ابتداءً) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو رحم میں ڈالی جاتی ہے۔"

اور:

"تو جس نطفہ کو تم (عورتوں کے) رحم میں ڈالتے ہو کیا تم نے
دیکھ بھال لیا ہے۔ کیا تم اس سے آدمی بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں؟"[۲۴۳]

مذکورہ آیات قرآنی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرد کو اپنی منی
عورت کے رحم میں ٹپکانے/ڈالنے کے لیے مجامعت کے وقت عورت
کے اوپر ہی ہونا چاہیے۔ مرد کے اوپر ہونے ہی سے متعلق رسولؐ خدا
نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

"جب مرد عورت کے چاروں کناروں پر بیٹھ جائے پھر اس کے

ساتھ مل کر خوب تھک جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔" ۲۴۴
اور عورت کے چاروں کناروں پر بیٹھنا اسی وقت ممکن ہے جب عورت نیچے اور مرد اوپر ہو۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت اسلام (یعنی دین فطرت) نے انسانی فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف مذکورہ اچھے اور آسان طریقہ کا ہی حکم نہیں دیا ہے بلکہ مجامعت کے لیے پوری آزادی اور چھوٹ دی ہے کہ ہر انسان جس ترکیب سے چاہے اپنی پسند کے مطابق جماع کرے۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

"تمھاری بی بیاں (گویا) تمھاری کھیتی ہیں۔ تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔" ۲۴۵

یعنی اپنی پسند کے مطابق جس طرح چاہو جماع کرو۔

جماع کے مختلف طریقوں کو اصطلاح میں "آسن" کہا جاتا ہے۔ ان کی کل تعداد چوراسی بتائی جاتی ہے۔ لیکن ڈاکٹر کیول دھیر کے بقول چھ آسنوں کو چھوڑ کر ان میں سب کے سب فضول اور زیادہ تر ناممکن العمل ہیں۔ ممکن العمل چھ آسن اس طرح ہیں:

۱۔ عورت نیچے اور مرد اوپر کی حالت میں
۲۔ عورت اور مرد پہلو بہ پہلو کی حالت میں
۳۔ مرد نیچے اور عورت اوپر کی حالت میں
۴۔ عورت اور مرد لگ بھگ کھڑے رہنے کی حالت میں

۵۔ عورت اور مرد آگے پیچھے کی حالت میں
۶۔ عورت اور مرد بیٹھنے کی حالت میں ۲۴۶

لیکن ان میں ابتدائی دو آسن زیادہ رائج اور زیادہ استعمال میں آنے والے ہیں۔ تیسرا آسن اسلامی نقطۂ نظر سے حرام تو نہیں لیکن طبی نقطۂ نظر سے نقصان دہ ضرور ہے کیوں کہ مرد کی منی کا اخراج پورے طور پر نہیں ہو پاتا۔ بلکہ اکثر مرد کے آلۂ تناسل میں منی کا کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے جو بعد میں سڑتا اور بیماری کا باعث بنتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسی صورت (یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر کی حالت) میں مرد کے عضو تناسل میں عورت کے عضو مخصوصہ سے بہت سی رطوبتیں آ کر جمع ہو جاتی ہیں جو نقصان دہ ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ حمل ٹھہرنے کا امکان بہت کم رہتا ہے۔ باقی آسن بھی استعمال میں آتے ہیں لیکن ان کا استعمال ابتدائی دو آسنوں کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے۔ ان میں بھی پہلا آسن ہی زیادہ مقبول، آسان اور بہتر ہے اور اسی سے زیادہ جنسی تسکین حاصل ہوتی ہے کیوں کہ اس صورت میں عورت اور مرد دونوں جنسی عمل میں پوری سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔

یہاں یہ بھی تحریر کرنا مناسب ہے کہ سلطان احمد اصلاحی نے اپنی کتاب "جماع کے آداب" میں مندرجہ ذیل اسلامی آسنوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ عورت کھڑی ہو اور مرد بھی کھڑا ہو (لیکن رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے کھڑے کھڑے جماع کرنے سے منع فرمایا ہے کیوں کہ یہ فعل گدھوں کا سا ہے۔ رسولؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر اس حالت میں حمل ٹھہرا تو بچہ گدھوں ہی کی طرح بچھونے پر پیشاب کرے گا۔) [۲۴۷]

۲۔ عورت بیٹھی ہو اور مرد بھی بیٹھا ہو۔

۳۔ عورت بیٹھی ہو اور مرد کھڑا ہو۔

۴۔ عورت لیٹی ہو اور مرد آگے سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے

۵۔ عورت لیٹی ہو اور مرد پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے۔

۶۔ عورت کروٹ لیٹی ہو اور مرد بیٹھ کر اس سے مباشرت کرے۔

۷۔ عورت کروٹ لیٹی ہو اور مرد بھی کروٹ ہی کی حالت میں پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے۔

۸۔ عورت چت لیٹی اور مرد کروٹ ہو اور آگے کے راستے میں آگے کی سمت سے مباشرت کرے۔

۹۔ عورت قریب رکوع کی ہیئت میں ہو اور مرد پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے۔

۱۰۔ عورت قریب سجدے کی حالت میں اور مرد پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے۔

۱۱۔ عورت رکوع اور سجدے کی بیچ کی حالت میں ہو اور مرد آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت میں مباشرت کرے۔ [۲۴۸]

مذکورہ آسنوں کے علاوہ بھی بہت سے آسن ہیں۔ جن میں بعض سے عورت کو لذت ملنے کے بجائے تکلیف ہوتی ہے اور یہی تکلیف جب زیادہ بڑھ جاتی ہے تو وہ رونا بھی شروع کر دیتی ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ جماع کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے عورت اور مرد دونوں لذت حاصل کرنے کے ساتھ خوش بھی ہوں اور ایک جماع کے بعد دوسرے جماع کے موقعوں کا انتظار کرتے رہیں۔ یہ نہ ہو کہ ایک بار مجامعت کے بعد جماع سے نفرت ہو جائے۔

نفرت پیدا ہونے کا موقع خاص طور سے اس وقت آجاتا ہے جب مرد مجامعت کے فن کو فن پہلوانی سے تعبیر کر کے سہاگ رات یا کسی اور موقعوں پہ اپنی عورت پر پورے زور شور سے ٹوٹ کر پے در پے مباشرت کے ذریعہ عورت پر اپنی مردانگی کا رعب جمانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کہ یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ بعض اوقات خصوصاً پہلی رات (یعنی سہاگ رات) میں عورت میں جھجک یا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس رات کا خالی چلا جانا کوئی عیب [۲۴۹] نہیں۔ یوں بھی بیوی کی موجودگی میں بہت سی راتیں ایسی آتی ہیں جن کو سہاگ رات سمجھ کر بھرپور مباشرت کی لذت حاصل کی جاسکتی ہے۔

غسل یا تیمم

بہر حال قرآنی رو سے عورت اور مرد اپنی پسند اور سہولت کے لحاظ سے جماع کا کوئی بھی طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اور جب دونوں مل کر خوب تھک جائیں تو ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ارشاد رسول اکرمؐ ہے:

"جب مرد، عورت کے چاروں کناروں پر بیٹھ جائے پھر اس کے ساتھ مل کر خوب تھک جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔" ۱۵۰

اسی غسل کو غسل جنابت کہا جاتا ہے جس کی دو قسمیں ہیں۔ غسل ترتیبی اور غسل ارتماسی (ان کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے) اسی غسل سے متعلق قرآن کریم میں ہے:

"اے ایمان دارو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاکہ تم جو کچھ منہ سے کہو سمجھو بھی تو، اور نہ جنابت کی حالت میں یہاں تک کہ غسل کرو مگر راہ کی رواروی میں (جب غسل ممکن نہیں ہے تو البتہ ضرورت نہیں ہے)، بلکہ اگر تم مریض ہو (اور پانی نقصان کرے) یا سفر میں ہو یا تم میں سے کسی کو پائخانہ نکل آئے یا عورتوں سے صحبت کی ہو اور تم کو پانی نہ میسر ہو (کہ طہارت کرو) تو پاک مٹی پر تیمم کر لو اور (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اپنے منہ اور ہاتھوں پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔" ۱۵۱

یا:

"اے ایمان دارو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کر لیا کرو۔ اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو تم طہارت (غسل) کر لو (ہاں) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کسی کو پائخانہ نکل آئے یا عورتوں سے ہمبستری کی ہو اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک خاک سے تیمم کر لو یعنی (دونوں ہاتھ مار کر) اس سے اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا مسح کر لو (دیکھو تو خدا نے کیسی آسانی کر دی) خدا تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ پاک و پاکیزہ کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔" ۱۵۲

مذکورہ آیات قرآنی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مباشرت کے بعد عورت اور مرد دونوں پر غسل جنابت واجب ہو جاتا ہے اور اگر غسل کرنا ممکن نہیں ہے تو تیمم کرنا واجب ہے ـــــ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جماع کے فوراً بعد غسل کرنا واجب ہے۔ بلکہ کئی بار جماع کر کے صرف ایک غسل بھی کر لینا بھی کافی اور جائز ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ نماز کا وقت جانے سے پہلے غسل جنابت کر لیا جائے تاکہ نماز ادا کی جا سکے ـــــ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک ہی عورت سے ایک بار مجامعت کے بعد دوبارہ جماع کرنے سے

پہلے شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لینا مستحب ہے۔ امام علی رضاؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"ایک بار جماع کرنے کے بعد اگر دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ ہو اور غسل نہ کرے تو چاہیے کہ وضو کرے اور وضو کرنے کے بعد جماع کرے۔"[۲۵۳]

یاد رہنا چاہیے کہ شرمگاہ دھونے اور وضو کرنے سے تھوڑی صفائی ہو جاتی ہے اور دوبارہ جماع میں قدرے زیادہ خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے۔

اگر دو، تین یا چار آزاد عورتوں سے یکے بعد دیگرے جماع کرنا ہو تو بہتر ہے کہ ہر جماع کے بعد غسل کر لے۔ ملتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک رات اپنی تمام ازواج مطہرات کے یہاں چکر لگایا اور ان میں سے ہر عورت کے پاس آپ نے غسل فرمایا۔[۲۵۴] لیکن اگر کئی کنیزوں سے یکے بعد دیگرے جماع کرنا ہے تو ہر ایک کے لیے صرف وضو کرنا ہی کافی ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اپنی کنیز سے جماع کرے اور پھر چاہے کہ غسل سے پہلے دوسری کنیز سے بھی جماع کرے تو اسے لازم ہے کہ وضو کر لے۔"[۲۵۵]

بہر حال جماع کے بعد وضو یا غسل کرنا ضروری ہے جس سے طہارت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور طہارت و پاکیزگی کو خدائے وحدہ لاشریک پسند کرتا ہے ـــــ وضو یا غسل سے طبیعت میں چستی، پھرتی اور خوشی پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ بعض خطرناک بیماریوں سے بھی

بچا جا سکتا ہے۔ جسے ماہرین طب نے بھی تسلیم کیا ہے۔

جماع کے راز کو بیان کرنے کی حرمت

جماع سے متعلق ذہن نشین رکھنے والی بنیادی اور اہم باتوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد اپنے خاص جنسی ملاپ کے رازوں کو دوسروں (سہیلیوں اور دوستوں) کے سامنے بیان نہ کریں۔ کیوں کہ یہ بدترین گناہ ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین پوزیشن والا وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے صحبت کرنے کے بعد اس کا راز پھیلاتا ہے۔"[۲۵۶]

اولاد

بہر حال عورت اور مرد کے جنسی ملاپ کے نتیجے میں اس وقت اولاد وجود میں آتی ہے جب خدا کی رحمت اور برکت شامل ہوتی ہے اور اگر خدانخواستہ خدا کی رحمت اور برکت شامل حال نہیں ہوتی تو عورت اور مرد پوری زندگی پورے جوش و خروش کے ساتھ جنسی ملاپ کرتے رہتے ہیں لیکن ایک اولاد بھی پیدا نہیں کر پاتے۔ کیوں کہ اولاد کا پیدا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اسی سے متعلق قرآن کریم میں انسانی ذہن کو جھنجھوڑتے ہوئے ملتا ہے کہ:

"تو جس نطفہ کو تم (عورتوں کے) رحم میں ڈالتے ہو کیا تم نے دیکھ بھال لیا ہے کہ تم اس سے آدمی بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں"[۲۵۷]

یعنی انسان کا پیدا کرنے والا صرف اور صرف خدا ہی ہے، جو رحم مادر میں نو مہینہ تک پڑا رہتا ہے جس کی تخلیق کے مختلف مراحل سے متعلق کتاب الکافی میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ:

"جب اللہ عزوجل ایسے نطفے کو جس سے صلب حضرت آدمؑ میں میثاق لیا ہوتا ہے، عالم بشریت میں پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے اس مرد میں جماع کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ جس کے صلب میں وہ نطفہ موجود ہوتا ہے اور اس کی زوجہ کے رحم کو حکم دیتا ہے کہ اپنے دروازے کو کھول دے تاکہ اس بشر کی تخلیق سے متعلق حکم قضا و قدر نافذ ہو۔ پس دروازۂ رحم کھل جاتا ہے اور نطفہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر چالیس دن تک وہ وہیں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتا رہتا ہے۔ پھر وہ ایسا گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے کہ جس میں رگوں کا جال ہوتا ہے۔ پھر اللہ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے جو عورت کے منھ کی راہ سے اس کے رحم میں داخل ہو جاتے ہیں، جہاں وہ عمل تخلیق جاری کرتے ہیں۔ اس گوشت کے لوتھڑے میں وہ قدیم روح جو اصلاب و ارحام سے منتقل ہوتی ہوئی آتی ہے بطور صلاحیت و استعداد موجود ہوتی ہے۔ پس فرشتے اس میں زندگی و بقا کی روح پھونک

دیتے ہیں اور باذن اللہ اس میں آنکھ، کان اور دوسرے تمام اعضاء بنا دیتے ہیں۔ پھر اللہ ان دونوں کو وحی کرتا ہے کہ "اس پر میری قضا و قدر اور نافذ امر کو لکھ دو اور جو کچھ لکھو اس میں میری طرف سے بداء کی شرط بھی لگا دو۔"

تب وہ فرشتے کہتے ہیں: "اے پروردگار! ہم کیا لکھیں؟"

پروردگار ان کو حکم دیتا ہے: "اپنے سروں کو اس کی ماں کے سر کی طرف اٹھاؤ۔ پس وہ فرشتے جب سر اٹھا کر ادھر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لوح تقدیر اس کی پیشانی سے ٹکرا رہی ہے، جس میں نومولود کی صورت و زینت، اس کی مدت حیات اور اس کے شقی یا سعید وغیرہ ہونے کے بارے میں سب کچھ لکھا ہوتا ہے۔ پس ان فرشتوں میں سے ایک دوسرے کے لیے پڑھتا ہے اور دونوں لکھتے ہیں وہ سب کچھ جو اس نومولود کی تقدیر میں ہوتا ہے اور بداء کی شرط بھی وہ لکھتے جاتے ہیں۔"[۲۵۸]

اور یہ نومولود کبھی لڑکا (نر) اور کبھی لڑکی (مادہ) ہوا کرتی ہے۔ جس سے متعلق قرآن کریم میں ملتا ہے کہ:

"سارے آسمان اور زمین کی حکومت خاص خدا ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (اور) جسے چاہتا ہے (فقط) بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے (محض) بیٹے عطا کرتا ہے۔ یا ان کو بیٹے، بیٹیاں (اولاد کی) دونوں قسمیں عنایت کرتا ہے اور جس کو

چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے بے شک وہ بڑا واقف کار قادر ہے۔"[259]

مذکورہ آیت سے متعلق حاشیہ میں مولانا فرمان علی نے لکھا ہے کہ:

"چوں کہ لوگ عموماً پہلے کے بھی اور اب بھی بیٹیوں کو مختلف وجوہ سے ناپسند کرتے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ کفار نے خدا کی طرف بیٹیوں کی نسبت دی اور اپنی طرف بیٹوں کی تو مومنین کو جو فطرتاً بیٹی ہونے سے رنج ہوتا ہے تو خداوند عالم اس کا صلہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں وہ عورت بہت بابرکت ہے جو پہلے بیٹی جنے کیوں کہ خدا نے بھی پہلے بیٹیوں کا ذکر کیا ہے پھر فرمایا ہے بیٹی رحمت ہے اور بیٹا نعمت۔ یہ بالکل بیان واقعہ ہے اور اسی وجہ سے لوگوں کو شاق بھی ہوتا ہے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نعمت حاصل ہونے پر ثواب نہیں ملتا بلکہ محنت پر ملتا ہے۔"[260]

یہ حقیقت ہے کہ پہلے بھی اور اب بھی ایسے لوگ بکثرت مل جاتے ہیں جو بیٹی کی پیدائش پر سخت رنجیدہ اور افسردہ ہوتے ہیں، غصہ کرتے ہیں، پیچ و تاب کھاتے ہیں، نازیبا کلمات زبان پر لاتے ہیں، بیٹی کو مار ڈالتے ہیں یا اس بیٹی کو جننے والی ماں (یعنی اپنی بیوی) کو ہی مار ڈالتے ہیں تاکہ وہ کسی دوسری بیٹی کو نہ جن سکے —— انسان کی اسی فطرت سے متعلق قرآن کریم میں اشارہ ملتا ہے کہ:

"یہ لوگ خدا کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں (سبحان اللہ) وہ

اس سے پاک و پاکیزہ ہے اور اپنے لیے (بیٹے) جو مرغوب (و پسند) ہیں اور جب ان میں سے کسی ایک کو لڑکی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جائے تو رنج کے مارے اس کا منھ کالا ہو جاتا ہے اور وہ زہر کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے (بیٹی کی) عار ہے جس کی اس کو خوشخبری دی گئی ہے اپنی قوم کے لوگوں سے چھپا چھپا کرتا ہے (اور سوچتا رہتا ہے) کہ آیا اس کو ذلت اٹھا کے زندہ رہنے دے یا (زندہ ہی) اس کو زمین میں گاڑ دے دیکھو تو یہ لوگ کس قدر برا حکم لگاتے ہیں۔"[261]

اور:

"کیا اس نے اپنی مخلوقات میں سے خود تو بیٹیاں لی ہیں اور تم کو چن کر بیٹے دیے ہیں۔ حالانکہ جب ان میں کسی شخص کو اس چیز (بیٹی) کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کی مثل اس نے خدا کے لیے بیان کی ہو تو وہ (غصہ کے مارے) سیاہ ہو جاتا ہے اور تاؤ پیچ کھانے لگتا ہے۔"[262]

گویا بیٹیوں کی پیدائش خدا کی جانب سے ایک خوشخبری ہے جو رحمت بن کر آتی ہے۔ لہٰذا اس پر حضرت انسان (یعنی والدین) کو خوش ہونا چاہیے نہ کہ رنجیدہ۔

بہرحال چاہے لڑکا ہو یا لڑکی یا دونوں ہر حال میں انسان کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ کیوں کہ خدا نے اسے اولاد کی نعمت سے نوازا محروم نہیں رکھا۔ والدین کا فریضہ ہے کہ بچہ کا اچھے سے اچھا نام رکھے نیز اس کی تعلیم و تربیت کا بھی مناسب بندوبست کرے۔

اولاد کی تعلیم وتربیت

بچہ کی صحیح تعلیم وتربیت کرنا والدین کا فریضہ ہے۔ اور یہ فریضہ اس وقت سے شروع ہوجاتا ہے جب عورت اور مرد آپس میں جماع کر رہے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وقت کے اثرات بچہ پر ضرور پڑتے ہیں ملتا ہے کہ:

"حضرت علیؑ کے سامنے میاں بیوی آئے دونوں گورے رنگ کے تھے اور ان کی اولاد کا رنگ سیاہ تھا۔ باپ کہتا ہے کہ یہ میری اولاد نہیں ہے۔ میرا رنگ گورا ہے اور میری بیوی کا بھی۔ لیکن اس بچہ کا رنگ کالا ہے۔ ضرور اس کی ماں نے خیانت کی ہے۔" حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "نہ تم نے خیانت کی ہے اور نہ تمھاری بیوی نے۔ یہ بچہ تمھارے ہی نطفے کا ہے۔" اب اس شخص نے حیرت سے پوچھا کہ مولا! گورے ماں باپ کا بچہ کالا کیسے ہو سکتا ہے؟" حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ اُس لیے ایسا ہوا کہ جب نطفہ ٹھہر رہا تھا تو تم ذکر خدا میں مشغول نہ تھے اور تمھاری بیوی کے ذہن میں کسی کالے حبشی کا تصور تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا۔" (۲۴۳)

یعنی جماع کے دوران ذکر خدا کرنے اور اپنے ذہن میں نیک خیالات لانے پر ہی نیک اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔ اور جب نطفہ (حمل) ٹھہر جاتا ہے تو اُس کی تربیت کی ذمہ داری صرف عورت پر ہوتی ہے۔ کیوں کہ

اس کے ایک ایک اچھے یا برے عمل کا اثر اس کے بطن میں پلنے والے بچہ پر پڑتا رہتا ہے۔ ملتا ہے کہ:

"علامہ مجلسی اپنے بچے کو مسجد لے کر جاتے ہیں۔ اب بچہ کبھی کھیلتا ہے اور کبھی سجدہ کرتا ہے۔ ایک مومن آیا اور اس نے پانی سے بھر کر مشکیزہ رکھا اور نماز پڑھنے لگا۔ اب بچے کے ذہن میں شرارت سمائی اور اس نے اس مومن کے مشکیزے میں سوراخ کردیا مشکیزہ پھٹ گیا اور سارا پانی بہہ گیا۔ نماز کے بعد علامہ مجلسی کو اس واقعہ کا علم ہوا تو بہت غمگین ہوئے اور سوچ کر کہنے لگے کہ" میں نے کوئی حرام کام نہیں کیا، واجب، مستحب اور حرام کا خیال رکھا ایسا ظلم میرے بچے نے کیسے کیا؟ یقیناً یہ غلطی ماں کی طرف سے ہے۔" اب انھوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ — "ہمارے بچے نے یہ ظلم کیا کہ ایک مزدور کے مشکیزے کو نقصان پہنچایا اور اس کا پانی بہادیا۔ اس نے ایسا کیا' یقیناً ہماری غلطی ہے۔" ماں نے بہت سوچا اور کہا؛" ہاں میرا قصور ہے۔ حمل کے دوران میں محلے کے کسی گھر میں چلی گئی تھی اور اس میں انار کا درخت تھا۔ میں نے مالک کی اجازت کے بغیر سوئی انار میں داخل کر دی اور اس سے جو رس نکلا اسے میں نے چکھا اور اس کو میں نے نہیں بتایا۔" (۲۴۴)

لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ حمل کے دوران ماں کے ہر فعل اور عمل کا اثر بچہ پر پڑتا ہے اور جب بچہ دنیا میں آجاتا ہے تو وہ دھیرے دھیرے

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

ماں اور باپ کی عادات اور اطوار سیکھتا رہتا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ ماں اور باپ ایسی زندگی گزاریں جس کے اثرات بچہ پر اچھے مرتب ہوں۔ کیوں کہ یہی ماں اور باپ بچے (یعنی خاندان) کو بنانے کے دو اہم رکن ہوتے ہیں۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب ماں اور باپ دونوں تعلیمات اسلامی پر پوری طرح عمل کر رہے ہوں۔

مرد اور عورت کے حقوق

ہر مرد اور عورت پر اپنی ازدواجی زندگی خوشگوار اور بے مثال بنانے کے لیے لازمی ہے کہ وہ اسلام کے تعلیم کردہ، اپنے اپنے حقوق اور فرائض پر پوری پابندی سے عمل کریں۔ کیوں کہ دین فطرت (مذہب اسلام) نے انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی مرد اور عورت کے الگ الگ حقوق اور فرائض بتائے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ازدواجی زندگی میں کوئی ناخوشگوار لمحہ آسکے اور وہ ناخوشگوار لمحہ آسکے اور وہ ناخوشگوار لمحات بڑھتے بڑھتے طلاق کی نوبت لا سکیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ہر خاندان کے مرد اور عورت (یعنی میاں اور بیوی) دو اہم رکن ہوتے ہیں جس کا سرپرست مرد ہے۔ اس کی طرف رسولؐ خدا نے اس طرح اشارہ کیا ہے:

"مرد خاندان کے سرپرست ہیں اور ہر سرپرست پر

اپنے زیر کفالت افراد کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔" ۲۶۵

اور عورت گھر کی ملکہ ہوتی ہے۔ جو اپنے فرائض کی انجام دہی سے گھر کو جنت نما بنا سکتی ہے اور حقیقتاً یہی اس کا جہاد بھی ہے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:

"عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ بحیثیت بیوی کے اپنے فرائض کو بخوبی انجام دے۔" ۲۶۶

لیکن مرد اور عورت دونوں کو یہ بات بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ کسی بیوی کا شوہر بننا یا کسی شوہر کی بیوی بننا کوئی آسان اور معمولی بات نہیں ہے جسے ہر ایک بخوبی نبھا سکے۔ بلکہ دونوں کو ازدواجی زندگی کے ہر ہر قدم پر سمجھ داری، عقل مندی، ہوش مندی اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اپنے اپنے حقوق و فرائض کا جاننا ضروری ہے تاکہ شوہر یا بیوی بن کر ایک دوسرے کی ضروریات زندگی کو پورا کریں اور ایک دوسرے کے دلوں کو اس طرح اپنے قبضہ میں کر لیں کہ ایک کے بغیر دوسرے کا دل ہی نہ لگے اور دونوں پر ایک جان دو قالب کا محاورہ صادق آسکے۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ جب دونوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو سمجھتے ہوئے اسلامی دائرہ میں رہ کر ایک دوسرے کی خوشی و مرضی کے اسباب فراہم کر لیں۔ کیوں کہ دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق و فرائض ہیں جس کی طرف اسلام کی قانونی کتاب قرآن کریم میں اشارہ موجود ہے:

"..... اور شریعت کے موافق عورتوں کا (مردوں پر) وہی

سب کچھ (حق) ہے جو (مردوں کا)، عورتوں پر ہے ہاں البتہ مردوں
کو (فضیلت میں)، عورتوں پر فوقیت ضرور ہے۔"[267]

گویا اسلام نے دونوں (میاں اور بیوی) پر ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔

اسلام نے مرد (شوہر) پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ عورت (بیوی) کی دیکھ بھال کرے، اس سے اپنی پسندیدگی اور محبت کا اظہار کرے[268] اس کی عزت کرے[269]، اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے[270]، عیب نہ تلاش کرے، حتی الامکان لغزشوں کو نظر انداز کر دے[271]، رات میں اپنی بیوی کے پاس جائے[272]، چار مہینے میں ایک بار جماع کرے[273] وغیرہ۔ حقیقتاً یہی وہ باتیں ہیں جس سے بیوی کے دل کو جیتا جا سکتا ہے۔ مذکورہ باتوں کے ساتھ مرد کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے مشورہ نہ کرے، انھیں پردہ میں رکھے، نامحرم مرد سے واقف نہ ہونے دے[274]، بالاخانہ اور کھڑکیوں میں جگہ نہ دے، سورہ یوسف کی تعلیم نہ دے[275]، زین کی سواری سے منع کرے[276]، ان کی اطاعت نہ کرے[277]، اپنا راز ان سے نہ کہے[278] وغیرہ۔ کیوں کہ یہ باتیں دھیرے دھیرے میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کا سبب بنتی ہیں۔ مشاہدہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کی وجوہات میں بے جا اعتراض و شکایت بیوی کی ماں (یعنی لڑکے کی ساس جو فطری طور پر اپنے داماد سے بے حد محبت کرتی ہے، لیکن ناقص العقل ہونے کی وجہ سے بعض ایسے اقدام بھی کر بیٹھتی ہے جس سے بیٹی داماد کے درمیان طلاق کی نوبت تک آجاتی ہے)، مرد کا بیوی پر

شک کرنا[279]، مرد کا نامحرم عورتوں پر نظر ڈالنا، رات میں گھر دیر سے آنا وغیرہ بھی ہیں جس سے طلاق تک کی نوبت آسکتی ہے۔ جسے اسلام نے جائز اور حلال ہونے کے باوجود انتہائی بدترین اور ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"شادی کیجیے لیکن طلاق نہ دیجیے۔ کیوں کہ طلاق ہونے سے
عرش لرز جاتا ہے۔"[280]

لیکن یہی طلاق اس وقت لازمی ہو جاتا ہے جب عورت زنا کی مرتکب ہوئی ہو۔ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"مجھ سے جبریل امینؑ نے عورتوں کے بارے میں اس قدر تاکید
کی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ سوائے اس موقع پر کہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی
ہوں انھیں ہرگز طلاق نہیں دینی چاہیے۔"[281]

اور زناکار عورت (زناکاری جس کی عادت بن چکی ہو) کو اگر شوہر طلاق نہیں دیتا بلکہ اس پر راضی رہتا ہے تو رسولؐ خدا کے ارشاد گرامی کی روشنی میں شوہر بہشت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"پانچ سو سال میں طے ہونے والے راستے سے بہشت کی
خوشبو آتی ہے۔ لیکن دو قسم کے لوگ بہشت کی خوشبو سے محروم ہیں۔
والدین کے عاق کیے ہوئے اور بے غیرت مرد ـــــ کسی نے آپؐ
سے پوچھا یا رسولؐ اللہ! بے غیرت مرد کون ہیں؟ فرمایا وہ مرد جو

جانتا ہے کہ اس کی بیوی زنا کار ہے۔ (اور اس کی بدکرداری پر خاموش رہے۔)" [۲۸۲]

بہرحال مرد جو عورت کے مقابلہ میں قوی، ذہین اور عقل میں تیز ہوتا ہے، اپنی ازدواجی زندگی میں ناخوشگوار حالات پیدا ہونے پر بھی انھیں خوشگوار بنانے اور طلاق کی نوبت نہ آنے کا اہم رول ادا کر سکتا ہے۔ شاید اسی لیے اسلام نے طلاق دینے کا حق صرف مرد کو دیا ہے جو فطرتاً جلد باز نہیں ہوتا بلکہ غور و فکر نیز اپنی عقل کا استعمال کر کے اچھے سے اچھا راستہ نکالنے پر قادر ہوتا ہے۔ (جب کہ موجودہ زمانے میں معمولی معمولی باتوں پر بھی، مرد جلد بازی کر کے بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ جس سے حتی الامکان مردوں کو بچنا چاہیے تاکہ کئی زندگیاں خراب نہ ہوں اور نہ ہی عرش لرزے۔) کبھی کبھی یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ طلاق کی نوبت آجانے کے باوجود، مرد کے مقابلہ میں عورت زیادہ سمجھداری اور ہوشیاری سے قدم اٹھا کر اپنی ناخوشگوار ازدواجی زندگی کو خوشگوار زندگی میں تبدیل کر لینے کا اہم رول ادا کرتی ہے ـــــ اور وہ اس بات پر پوری طرح قادر بھی ہے، کیوں کہ یہ بات دنیا میں تسلیم کی جا چکی ہے کہ عورت ایک عجیب و غریب طاقت کی مالک ہوتی ہے۔ وہ قضا و قدر کی مانند ہے۔ وہ جو چاہے وہی بن (کر) سکتی ہے۔[۲۸۳]

اسی عورت پر ناخوشگوار حالات نہ پیدا کرنے (ہونے) کی خاطر ہی اسلام نے کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے،

اس کی عزت کرے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کرے (یہاں تک کہ سنتی روزے بھی نہ رکھے، اپنے مال سے سوائے عزیزوں کے صدقہ تک نہ دے، گھر سے باہر نہ نکلے وغیرہ) شوہر کو مباشرت سے منع نہ کرے[۲۸۴] شوہر کے لیے اپنے کو خوشبو سے معطر کرے، اپنی آواز کو شوہر کی آواز پر بلند نہ کرے وغیرہ۔ یہی وہ باتیں ہیں جس سے شوہر کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ عورت کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ حتی الامکان اپنے شوہر (مرد) کو ناخوش نہ کرے کیوں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ:

"جو عورت ایک رات اس حالت میں بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض رہا ہو تو جب تک اس کا شوہر راضی نہ ہوگا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ جو عورت غیر مرد کے لیے خوشبو لگائے گی جب تک اس خوشبو کو دور نہ کرے گی اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔" [۲۸۵]

کچھ اسی قسم کی بات ایک اور موقع پر فرمائی کہ:

"کوئی چیز بغیر شوہر کی اجازت نہ دے اگر دے گی تو ثواب اس کا شوہر کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور گناہ اس عورت کے، اور کسی رات اس حالت میں نہ سوئے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ اس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ گو اس کے شوہر نے کتنا ہی ظلم کیا ہو۔ فرمایا ہاں، خواہ کتنا ہی ظلم کیا ہو۔" [۲۸۶]

گویا عورت کے لیے مرد کے ساتھ محبت اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ہی بہتر ہے۔ کیوں کہ یہ باعث اجر و ثواب ہے ـــــ جب کہ موجودہ

زمانے میں عورت اپنے مرد کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ جس سے وہ عذاب کی مستحق ہوتی ہے ـــــ عام طور سے جو خوش اخلاق ہوتا ہے، لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے، مسکرا کر بات کرتا ہے وہ سب کی نظروں میں محترم اور عزیز ہوتا ہے۔ اسی لیے تو رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"اچھے اخلاق سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔" [287]

اور امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا:

"خوش اخلاقی سے بڑھ کر زندگی میں اور کوئی چیز نہیں۔" [288]

جب کہ بداخلاقی، بدمزاجی اور بدزبانی سے ہی زندگی میں تلخیاں اور پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس سے زندگی عذاب ہو جاتی ہے۔ اسی لیے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"بداخلاق انسان خود کو عذاب میں مبتلا کر لیتا ہے۔" [289]

لہٰذا ہر عورت اور مرد کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے پہلے خوش اخلاق بنیں۔

عورت کو چاہیے کہ وہ مذکورہ ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھے کہ شوہر سے محبت کا اظہار کرے، شکوہ و شکایت سے پرہیز کرے، شوہر کی دلجوئی کرے، عیب جوئی نہ کرے، نامحرم مرد سے رابطہ نہ رکھے، پردہ میں رہے، شوہر کی غلطیوں کو نظرانداز کرے، شوہر کے رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھے، شوہر کے کاموں میں دلچسپی

دکھائے، شوہر پہ شک نہ کرے وغیرہ۔ کیوں کہ یہ وہ باتیں ہیں جس سے گھر جنت نما معلوم ہوتا ہے، ہمیشہ خوشی و مسرت محسوس ہوتی ہے اور کبھی بھی ناخوشگواری اور نااتفاقی پیدا نہیں ہوتی جس کا بچوں پر اچھا اثر پڑتا ہے اور عورت اور مرد کی ازدواجی زندگی بے مثال اور لاجواب گزرتی ہے ـــــ لیکن یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب مرد اور عورت (یعنی میاں اور بیوی) دونوں اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل کر کے متقی اور پرہیزگار بن جائیں ـــــ ایسے ہی متقی اور پرہیزگاروں کے لیے قرآن کریم نے دنیا میں بھی بھلائی ہی بھلائی بتائی ہے اور آخرت میں بھی:

"اور جب پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے پروردگار نے کیا نازل کیا تو بول اٹھتے ہیں سب اچھے سے اچھا۔ جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی (ہی بھلائی) ہے اور آخرت کا گھر تو (ان کے لیے) اچھا ہی ہے اور پرہیزگاروں کا بھی (آخرت کا) گھر کیا عمدہ ہے۔ وہ سدابہار (ہرے بھرے) باغ ہیں جن میں (بے تکلف) جا پہنچیں گے۔ ان کے نیچے (نیچے) نہریں جاری ہوں گی اور یہ لوگ جو چاہیں گے ان کے لیے مہیا ہے۔ یوں خدا پرہیزگاروں کو (ان کے کیے کی) جزا عطا فرماتا ہے۔" [290]

اور آخرت کے عمدہ گھر میں اور عیش و آرام کے ساتھ ساتھ جنسی کیف و لذت اور خدمت کے لیے حور و غلمان موجود ہیں ـــــ یعنی جنسیات ایک ایسا اہم شعبہ ہے جس کا تعلق دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ہے۔ ••

باب ششم

الف: ـــــــ جنس اور آخرت

گذشتہ ابواب تک تحریر کردہ تمام باتیں انسان کی پیدائش سے لے کر آخر حیات تک باقی رہنے والی "جنسی خواہش" سے متعلق ہیں۔ جو تمام انسانوں حتیٰ کہ دیوانہ[۱۹۵] نظر آنے والے لوگوں میں بھی یکساں ہوتی اور محسوس کی جاتی ہے۔

اس باب (جنس اور آخرت) میں ان باتوں کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں میں سے بعض انسانوں کی جنسی خواہش آخرت میں بھی باقی رہے گی۔ جہاں ان کے جوڑے حوروں سے لگائے جائیں گے۔ یہی انسان متقی اور پرہیزگار ہوں گے۔ جو بے تامل ایمان لانے والے، خوشنودی خدا کو چاہنے والے، احکام خداوندی کی پابندی کرنے والے، خدا سے دعا اور استغفار کرنے والے، صبر کرنے والے، خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے اور دنیا کی چند روزہ زندگی کے مقابلہ میں آخرت کی طویل زندگی کو پسند کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کی چند روزہ امتحان گاہ میں آخرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلدی جلدی توشۂ آخرت جمع کرتے رہتے ہیں۔ کیوں کہ دنیا ہمیشہ

رہنے کی جگہ نہیں بلکہ ایک گذرگاہ ہے۔ جس میں رہ کر آخرت کا سامان سفر تیار کیا جا سکتا ہے۔ شاید اسی لیے حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! دنیا ایک گذرگاہ اور آخرت ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ لہٰذا اپنی گذرگاہ سے قیام گاہ کے لیے توشہ اٹھالو۔ جس کے سامنے تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہیں، اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو اور قبل اس کے کہ تمہارے جسموں کو دنیا سے نکالا جائے دلوں کو اس سے الگ کر لو۔

اس دنیا میں صرف تمہارا امتحان لیا جا رہا ہے، درحقیقت تمہیں دوسری جگہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا چھوڑ گیا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کے لیے کیا سامان بھیجا ہے۔ خدا تمہارا بھلا کرے کچھ تو آگے کے لیے بھیجو وہ ایک قسم کا (خدا کے ذمہ) قرضہ ہوگا۔ سارے کا سارا پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لیے بوجھ بنے۔" [۲۹۲]

اس دنیا سے آخرت کا توشہ اکٹھا کرنے کی خاطر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم امیدیں کرے، نعمت الٰہی پر شکر کرے اور حرام سے بچتا رہے۔ کیوں کہ زیادہ امیدیں، نعمت الٰہی پر ناشکری کا اظہار اور حرام کا ارتکاب ہی وہ چیزیں ہوتی ہیں جو انسان کو گمراہ کر کے جہنم میں ڈھکیل دیا کرتی ہیں۔ اسی لیے حضرت علیؑ نے ایک

خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! کم امیدیں، نعمتوں پر شکر اور حرام سے پرہیز یہی زہد ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ حرام تمہارے صبر پر غالب نہ آنے پائے اور نعمتوں کے وقت شکر خدا بھول نہ جاؤ۔

خداوند عالم نے کھلی ہوئی روشن دلیلوں اور اتمام حجت کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعہ تمہارے لیے کسی بہانے یا عذر کا موقع باقی نہیں رکھا۔" [۲۹۳]

مذکورہ چیزوں کے علاوہ خواہشات نفسانی کی پیروی اور خدا کے بندوں پر زیادتی بھی جہنم میں جانے کا سبب ہوا کرتی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

"آخرت کے لیے بدترین سامان سفر بندگان خدا پر زیادتی ہے۔" [۲۹۴]

ان بندگان خدا میں دنیا کے تمام افراد کے ساتھ ایک کڑی میں بندھے ہوئے میاں بیوی اور بچے بھی آتے ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے پر ظلم و زیادتی نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ حضرت علیؑ کے بقول یہ زیادتی آخرت کے لیے بدترین زاد سفر ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے جنت کا مل پانا انتہائی مشکل ہے۔ جب کہ موجودہ زمانے میں عورت —— مرد اور بچوں پر، بچے —— والدین پر اور مرد —— عورت اور بچوں پر ظلم و زیادتی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں لیکن

وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ زیادتی انھیں جہنم تک پہنچانے میں معین و مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جو انتہائی خراب اور برا ٹھکانا ہے۔

زیادتی کرنے کی اس فہرست (عورت، بچے اور مرد) میں عورت ہمیشہ سر فہرست رہی ہے (اس کا اندازہ موجودہ زمانہ میں بھی لگایا جاسکتا ہے) کیوں کہ حضرت علیؑ کے بقول عورت کی خصلت میں ظلم و زیادتی کرنا اور فتنہ و فساد اٹھانا ہی ہوتا ہے۔ نہج البلاغہ میں ہے:

"۔۔۔یقیناً چوپایوں کا مقصد زندگی پیٹ بھرنا ہے۔ درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ کرکے چیرنا پھاڑنا ہے اور عورتوں کا مقصد دنیا کی زندگی کا بناؤ سنگھار اور فتنے اٹھانا ہوتا ہے۔ مومن وہ ہیں جو غرور و تکبر سے دور رہتے ہیں۔ مومن وہ ہیں جو مہربان ہیں مومن وہ ہیں جو خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔" [۲۹۵]

جہاں حضرت علیؑ نے عورت کو فتنہ و فساد پھیلانے والا بتایا ہے وہیں رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"عورتیں شیطانوں کی رسیاں ہیں۔"

یعنی عورتیں ناقص العقل[۲۹۶] ہونے کے ناطے شیطان کے قبضے میں جلد آجاتی ہے اور شیطان اس ناقص العقل کے ہاتھوں دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے (یعنی بندگان خدا پر زیادتی کرنے) کا کام لیتا ہے اور حضرت علی کے بموجب مومن مرد وہ ہوتا ہے جو عورت کے فتنہ و فساد پھیلانے کے باوجود بھی خدا سے خوف کھاتا رہتا ہے اور عورت

جیسی کمزور جنس پر قوی[۲۹۷] ہونے کے ناطے ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

بہر حال حضرت علیؑ نے عورت کو جہاں فتنہ و فساد اٹھانے والا بتایا ہے وہیں سراپا آفت بھی بتایا ہے:

"عورت سراپا آفت ہے اور اس سے زیادہ آفت یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔" [۲۹۸]

یعنی عورت کے ساتھ ہونے یا نہ ہونے ـــــ ہر دو صورت میں مرد کے لیے آفت ہی آفت ہے۔ شاید اسی لیے مرد، اس سراپا آفت عورت کو اپنے گلے سے لگا لیتا ہے تاکہ آفت کے ساتھ ساتھ اس کے بدن سے چمٹنے پر وقتی لذت بھی ملتی رہے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا:

"عورت ایک بچھو ہے لپٹ جائے تو (اس کے زہر میں) لذت ہے۔" [۲۹۹]

لیکن جس طرح بچھو اپنی خصلت کے مطابق ڈنک مارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح عورت بھی فتنہ و فساد پھیلائے بغیر نہیں رہ سکتی یعنی (بعض کو چھوڑ کر زیادہ تر) عورت کی خصلت میں ظلم و زیادتی، ریاکاری، دل آزاری اور دشمنی وغیرہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ ایسی ہی عورتوں کے لیے رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"جو عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف پہنچاتی ہے حوریں اس سے کہتی ہیں، تجھ پر خدا کی مار، اپنے شوہر کو اذیت نہ پہنچا، یہ مرد

تیرے لیے نہیں ہے، تو اس کے لائق نہیں، وہ جلد ہی تجھ سے جدا ہو کر ہماری طرف آجائے گا۔"[302]

گویا اپنے شوہر کو تکلیف پہنچانے والی عورت جنت نہیں پہنچ سکتی۔ ممکن ہے ایسی ہی دشمن عورتوں سے متعلق قرآن کریم نے اعلان کیا ہو:

"اے ایمان داروں تمھاری بی بیوں اور تمھاری اولاد میں سے بعض تمھارے دشمن ہیں تو تم ان سے بچے رہو اور اگر تم معاف کر دو اور درگذر کرو اور بخش دو تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"[303]

مذکورہ آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کے علاوہ بعض بچے بھی مرد کے دشمن ہوا کرتے ہیں۔ جن پر وہ قوی ہونے کے باوجود بھی ظلم و زیادتی نہیں کرتا بلکہ مومن ہونے کے ناطے معاف کرتا، درگزر کرتا، بخشتا، مہربانی کرتا اور ان کے حق میں خدا سے دعا کرتا رہتا ہے:

"اور وہ لوگ جو (ہم سے) عرض کیا کرتے ہیں کہ پروردگار ہمیں ہماری بی بیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ان کی جزا میں (بہشت کے) بالا خانے عطا کیے جائیں گے اور وہاں انھیں تعظیم و سلام (کا ہدیہ) پیش کیا جائے گا اور یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ رہنے اور ٹھہرنے کی کیا اچھی جگہ ہے۔"[304]

اور اس دعا کے نتیجہ میں جو بیوی بچے نیک ہو کر، مرد کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں ان کے حق میں فرشتے بھی دعا کرنے لگتے ہیں:

"جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرداگرد (تعینات) ہیں (سب) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لیے بخشش کی دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ پروردگارا تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے (سچے) دل سے توبہ کر لی اور تیرے رستے پر چلے ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے پالنے والے ان کو سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بی بیوں اور ان کی اولاد میں سے جو لوگ نیک ہوں ان کو (بھی بخشش دے) بے شک تو ہی زبردست (اور) حکمت والا ہے۔"[305]

بہر حال مومن مرد اور فرشتوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے خدا کہتا ہے:

"(اور خدا ان یعنی متقین سے کہے گا) اے میرے بندو! آج نہ تو تم کو کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے۔ (یہ) وہ لوگ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور (ہمارے) فرماں بردار تھے۔ تو تم اپنی بی بیوں سمیت اعزاز و اکرام سے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی رکابیوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور وہاں جس چیز کو جی چاہے اور

جس سے آنکھیں لذت اٹھائیں (سب موجود ہے) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ جنت جس کے تم وارث (حصہ دار) کر دیے گئے ہو تمھاری کارگذاریوں کا صلہ ہے۔" ؎۳۰۶

معلوم ہوا کہ مومن مرد کے ساتھ اس کی نیک بیوی (اور نیک بچے) بھی جنت میں داخل ہو جائے گی۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ جو جہنم کے مقابلہ میں عمدہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ جہاں ان کے عیش و آرام کا تمام سامان مہیا ہوگا۔ وہ جو چاہیں گے وہ ملے گا اور دونوں ساتھ رہ کر خوب کیف و لذت اٹھائیں گے۔

"بہشت کے رہنے والے آج (روز قیامت) ایک نہ ایک مشغلہ میں جی بہلا رہے ہیں وہ اپنی بی بیوں کے ساتھ (ٹھنڈی) چھاؤں میں تکیے لگائے تختوں پر (چین سے) بیٹھے ہوئے ہیں۔" ؎۳۰۷

کیوں کہ حوریں بھی اس نیک (یعنی شوہر پر ظلم و زیادتی نہ کرنے والی) عورت سے یہ نہیں کہہ پائیں گی کہ:

"..... یہ مرد تیرے لیے نہیں ہے۔ تو اس کے لائق نہیں۔ وہ جلد ہی تجھ سے جدا ہو کر ہماری طرف آجائے گا۔" ؎۳۰۸

گویا نیک عورتیں مثل حور ہوں گی بلکہ ان سے بڑھ کر ہوں گی۔ کیوں کہ وہ اور نیک مرد جنت میں رہ کر آپس میں کیف و لذت اٹھائیں گے۔

یہاں یہ تحریر کرنا غیر مناسب نہیں ہے کہ اگر مومن مرد کی تنبیہہ یا دعا کے نتیجہ میں عورت نیک نہیں ہو پاتی تو وہ جنت میں داخل نہیں

ہو سکتی۔ لہٰذا صرف مومن مرد ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ جہاں ان کی جنسی خواہش کی تسکین کے لیے، خدا ان کے جوڑے حوروں سے لگائے گا۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

"اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کے جوڑے لگا دیں گے۔" ؎۳۰۹

خدا جانے وہ حوریں کتنی پرکشش ہیں کہ ان کا خیال آتے، نام سنتے یا نام لیتے ہی تمام مردوں خصوصاً نیک مردوں کے بدن میں ایک مخصوص قسم کی لہر دوڑ جاتی ہے، چہرہ پر مسکراہٹ آجاتی ہے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگتے ہیں ـــــ جب کہ ان حوروں کو آج تک کسی ایسے انسان نے نہیں دیکھا جو دنیا کے انسانوں کو بتا سکے کہ وہ حوریں کیسی ہیں؟ ـــــ پھر بھی کشش برقرار ہے ـــــ اور اگر اپنی نگاہوں سے دیکھ لیں تو کیا حالت ہوگی؟ ـــــ اس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ تصور سے بھی بالاتر چیز ہے۔

بہر حال جنت میں جنسی خواہش کی تسکین کے لیے حوروں جیسی عظیم نعمت صرف نیکوکار اور پرہیزگار مردوں کے لیے ہوگی۔ کیوں کہ مرد فطری طور پر اور چیزوں (بیٹوں وغیرہ) کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی مرغوب رکھتا ہے۔ جس (یعنی عورت) کی ضرورت اس کو جنت کی طویل زندگی میں اسی طرح محسوس ہوگی۔ جس طرح دنیا کی چند روزہ زندگی میں محسوس ہوتی ہے ـــــ لیکن آخرت میں یہ ضرورت اسی

وقت پوری ہو سکتی ہے۔ جب کہ مرد دنیا میں رہ کر خدا پر ایمان لائے، احکام الٰہی پر پوری طرح عمل کرے، سچ بولے، صبر و شکر سے کام لے، اعمال صالحہ بجا لائے، خدا کی راہ میں خوب خرچ کرے، راتوں میں اٹھ کر خدا کی عبادت کرے، توبہ و استغفار کرے، دنیا کے چند روزہ عیش و آرام کے مقابلہ میں جنت یعنی آخرت کے عیش و آرام کی زیادہ فکر کرے، ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی کرے، کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے وغیرہ وغیرہ ——— تب ہی مرد کو جنت میں داخل ہونے کا اجازت نامہ مل سکتا ہے، جو بہترین، عمدہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ جہاں اور نعمتوں کے ساتھ ساتھ صاف ستھری بی بیوں جیسی عظیم نعمت بھی ملے گی۔ قرآن کریم میں ہے:

"(دنیا میں) لوگوں کو ان کی مرغوب چیزیں (مثلاً) بی بیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے لگے ہوئے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ الفت بھلی کر کے دکھا دی گئی ہے۔ یہ سب دنیاوی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور (ہمیشہ کا) اچھا ٹھکانا تو خدا ہی کے ہاں ہے (اے رسولؐ) ان لوگوں سے کہو کہ کیا تم کو ان سب چیزوں سے بہتر چیز بتا دوں (اچھا سنو) جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں (بہشت کے) وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں (اور وہ) ہمیشہ اس میں رہیں گے اور اس کے علاوہ ان کے لیے صاف

ستھری بیبیاں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) خدا کی خوشنودی ہے اور خدا (اپنے) ان بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے جو (یہ) دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے ہم تو (بے تامل) ایمان لائے ہیں پس تو بھی ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا (یہی لوگ ہیں) صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور خدا کے فرمانبردار اور (خدا کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور پچھلی راتوں میں (خدا سے توبہ) استغفار کرنے والے۔" [۲۱۰]

یعنی جنت میں صاف ستھری بی بیاں ——— نیکو کار اور پرہیزگار لوگوں کو صرف ان کے ذریعہ دنیا میں کیے گئے نیک کاموں کے صلہ میں عطا کی جائیں گی۔ اسی خوش خبری سے متعلق قرآن کریم میں ملتا ہے:

"اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کو (اے پیغمبرؐ) خوشخبری دے دو کہ ان کے لیے (بہشت کے) وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب انھیں ان (باغات) کا کوئی میوہ کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی (میوہ) ہے جو پہلے بھی ہمیں کھانے کو مل چکا ہے (کیوں کہ) انھیں ملتی جلتی صورت و رنگ کے (میوے) ملا کریں گے اور بہشت میں ان کے لیے صاف ستھری بیبیاں ہوں گی اور یہ لوگ اس (باغ) میں ہمیشہ رہیں گے۔" [۲۱۱]

اور:

"بے شک پرہیزگار لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے جو

(جو نعمتیں) ان کے پروردگار نے انھیں دی ہیں ان کے مزے لے رہے ہیں اور ان کا پروردگار انھیں دوزخ کے عذاب سے بچائے گا جو جو کارگزاریاں تم کر چکے ہو ان کے صلہ میں (آرام سے) تختوں پر جو برابر بچھے ہوئے ہیں تکیے لگاکر خوب مزے سے کھاؤ پیو اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا بیاہ رچائیں گے۔ اور جن لوگوں نے ایمان میں ان کا ساتھ دیا تو ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درجہ تک پہنچادیں گے۔" ۳۱۲ھ

اسی طرح:

"اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے احتیاط سے رکھے ہوئے موتی۔ یہ بدلہ ہے ان کے (نیک) اعمال کا۔ وہاں نہ تو بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات (فحش) بس ان کا کلام سلام ہی سلام ہوگا اور داہنے ہاتھ والے (واہ) داہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا ہے بے کانٹے کی بیریوں اور لدے گچھے ہوئے کیلوں اور لمبی لمبی چھاؤں اور جھرنے کے پانی اور الغاروں میووں میں ہوں گے جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان کی کوئی روک ٹوک اور اونچے اونچے (نرم گبھوں کے) فرشوں میں (مزے کرتے) ہوں گے (ان کو وہ حوریں ملیں گی) جن کو ہم نے نت نیا پیدا کیا ہے تو ہم نے انھیں کنواریاں پیاری پیاری ہمجولیاں بنایا (یہ سب سامان) داہنے ہاتھ (میں نامۂ اعمال لینے) والوں کے واسطے ہے۔" ۳۱۳ھ

"ان باغوں میں خوش خلق اور خوبصورت عورتیں ہوں گی تو تم دونوں اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو نہ مانوگے وہ حوریں جو خیموں میں چھپی بیٹھی ہیں۔ پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت سے انکار کروگے۔ ان سے پہلے ان کو کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ جن نے۔ پھر تم دونوں اپنے مالک کی کس کس نعمت سے مکروگے یہ لوگ سبز قالینوں اور نفیس وحسین مسندوں پر تکیے لگائے (بیٹھے) ہوں گے پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں سے انکار کروگے۔" ۳۱۴ھ

یعنی جنت میں نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں کے لیے بڑی بڑی آنکھوں (جیسے احتیاط سے رکھے ہوئے موتیوں) والی، نت نئی پیدا کی ہوئی، کنواری پیاری پیاری، ان سے پہلے کسی انسان یا جن کی چھوئی تک نہیں، خیموں میں چھپی ہوئی، شرمیلی، تختوں پر سجی سجائی حوریں بیٹھی ہوں گی۔

بہشت میں ان نیکوکاروں کے لیے حوروں کے علاوہ خدمت کے لیے آس پاس چکر لگاتے، ہاتھوں میں شربت کے جام لیے، خوبصورت گویا احتیاط سے رکھے ہوئے موتی، خوش مزاج اور خوش اخلاق نوجوان لڑکے (یعنی غلمان) ہوں گے۔ جن سے متعلق قرآن کریم میں ملتا ہے:

"(اور خدمت کے لیے) نوجوان لڑکے آس پاس چکر لگایا کریں گے

وہ (حسن وجمال میں) گویا احتیاط سے رکھے ہوئے موتی ہیں اور ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے (لطف کی) باتیں کریں گے۔" [۳۱۵]

اور:

"نوجوان لڑکے جو (بہشت میں) ہمیشہ (لڑکے ہی بنے) رہیں گے (شربت وغیرہ کے) ساغر اور چمک دار ٹونٹی دار کنٹر اور شفاف شراب کے جام لیے ہوئے ان کے پاس چکر لگاتے ہوں گے۔" [۳۱۶]

بہرحال مذکورہ قرآنی آیات کی روشنی میں یہ نتیجہ بآسانی نکالا جاسکتا ہے کہ آخرت میں ہر طرح کے عیش وآرام اور جنسی خواہشات کی تسکین کے لیے لازمی ہے کہ انسان دنیا کی امتحان گاہ میں باایمان رہے، نیک اعمال کرے، دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرے، بندگان خدا پر ظلم وزیادتی نہ کرے، صبر وشکر کرے، دعا واستغفار کرے، خدا کی راہ میں خرچ کرنے احکام الٰہی پر عمل کرے، خدا کی عبادت کرے، اپنے قول کو پورا کرے، سچ بولے وغیرہ وغیرہ۔ کیوں کہ یہی باتیں نیکو کاری اور پرہیزگاری کی علامتیں ہیں۔ جس سے متعلق قرآن کریم میں ملتا ہے کہ:

"نیکی کچھ یہی تھوڑی ہی ہے کہ (نماز میں) اپنے منھ پورب یا پچھم کی طرف کر لو۔ بلکہ نیکی تو اس کی ہے جو خدا اور روز آخرت اور فرشتوں اور (خدا کی) کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس کی الفت میں اپنا مال قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں اور مانگنے والوں اور لونڈی غلام (کے گلو خلاصی) میں صرف کرے اور پابندی سے نماز

پڑھے اور زکوٰۃ دیتا رہے اور جب کوئی عہد کیا تو اپنے قول کے پورے ہیں اور فقر وفاقہ رنج سختی اور کٹھن کے وقت ثابت قدم رہے، یہی لوگ وہ ہیں جو (دعوائے ایمان میں) سچے نکلے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔" [۳۱۷]

مذکورہ قرآنی آیت کی رو سے متقی اور پرہیزگار لوگوں کی پہچان ہونے کے بعد آخر کتاب میں یہ دعا ہے کہ خدایا ہم سب کو زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن اور ائمہ معصومینؑ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما تاکہ نیکو کار، متقی اور پرہیزگار بن کر جنت کے مستحق ہو سکیں۔ آمین ثم آمین۔

حواشی

حواشی

ے۱ اسلامی سماج، پروفیسر ریوبن لیوی، مترجم پروفیسر مشیر الحق ص ۵۰، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۷ء

ے۲ مخطوطہ رسالۂ نخلبندی، حکیم امان اللہ خاں اماتی حسینی ورق، مملوکہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (رسالۂ نخلبندی کے متن کی تیاری اور ترجمہ کا کام راقم الحروف نے کیا ہے جو جلد ہی منظر عام پر آنے کی امید ہے۔ یہ فارسی سے آزاد ترجمہ ہے۔ تقی علی عابدی)

ے۳ تحلیل نفسی کا اجمالی خاکہ، سگمنڈ فرائڈ، مترجم پروفیسر ظفر احمد صدیقی ص ۲۰، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ۱۹۸۵ء وحیات ازدواج فی التفسیر جنسیات، حکیم سید علی احمد، ص ۲۵ و ۶۱، پیغام پریس، ہمایوں باغ، کانپور، ۱۹۷۸ء

ے۴ تحلیل نفسی کا اجمالی خاکہ ص ۱۸

ے۵ انسان اپنی صحت و تندرستی کی بقا کے لیے غذا کھاتا ہے جس سے خون بنتا ہے۔ بعد میں اسی خون کے ۸۰ قطروں سے صرف ایک قطرہ کے برابر منی بنتی ہے جو خصیتین میں پہنچ کر کامل پختگی حاصل کر کے سفید رنگت قبول کرتی ہے۔ وہیں اس میں کرم ہائے منی پیدا ہوتے ہیں۔ دھیرے دھیرے یہ منی، منی کی تھیلیوں میں پہنچتی رہتی ہے اور جب منی نکالنے کا فعل یعنی جماع، اغلام بازی یا مشت زنی کی جاتی ہے یا سوتے میں جنسی خواب دیکھتے ہیں تو یہ باہر آجاتی ہے۔ یہ منی نسل انسانی کی بقا کا باعث ہوتی ہے۔

منی عورتوں میں بھی بنتی ہے اور وہ انزال بھی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں صاحب "دوشیزہ" نے بعض دلیلیں بھی دی ہیں۔

۱۔ جب عورت میں مرد کی طرح سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس خواہش کا انجام بھی مرد کی طرح سے ہو۔

۲۔ مرد اور عورت کی منی ملنے سے ہی نطفہ بن سکتا ہے۔ اس لیے دوسرے کا وجود لازمی ہے۔

۳۔ بعض اوقات عورت صرف "مساس" ہی سے منزل ہو جاتی ہے۔ اور اس کی خواہش باقی نہیں رہتی اور وہ جماع کے ناقابل ہو جاتی ہے۔

۴۔ جس طرح سے مرد منزل ہو جانے کے بعد جماع پر قادر نہیں ہے۔ اسی طرح سے عورت بھی جب دوران جماع میں منزل ہو جاتی ہے تو حرکت جماعی کے برداشت کے قابل نہیں رہتی اور مرد سے علاحدہ ہونا چاہتی ہے۔ ایسی حالت عورت پر کبھی ایک آدھ منٹ میں ہی طاری ہو جاتی ہے اور کبھی بہت دیر تک طاری نہیں ہوتی۔

۵۔ اگر عورت میں منزل ہونے کی قوت نہ ہوتی تو وہ جماع سے کبھی نہ تھکتی۔

۶۔ مرد اور عورت کی منی کی رنگت اور کیفیت جدا جدا ہے۔ ایک میں قوت منعقدہ ہے اور ایک میں عاقدہ۔ دونوں کے ملنے سے نطفہ بنتا ہے۔

۷۔ عورت بھی خواب میں انزال ہو جاتی ہے۔ جسے طبی اصطلاح میں احتلام کہتے ہیں۔

۸۔ عورت میں خصیوں کی موجودگی رطوبت منی کے وجود پر ایک دلیل ہے۔

۹۔ عورت کو بھی انزال میں مرد کی طرح سے لذت محسوس ہوتی ہے۔

۱۰۔ بچہ کبھی ماں کی شکل پر ہوتا ہے اور کبھی باپ کی شکل پر۔ اور یہ اپنی اپنی منی کی

مشابہت ہے۔ (دوشیزہ حصہ اول، حکیم محمد یوسف حسن، ص ۴۷، یوسفیہ کتب خانہ، بارود خانہ، لاہور)

بہر حال یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب منی لذت کے ساتھ اختیاری یا بے اختیاری طور پر بدن سے نکلتی ہے یعنی احتلام یا انزال ہوتا ہے یا مشت زنی (خود لذتی) کے ذریعہ منی نکلتی ہے یا عورت سے لطف اٹھاتے وقت اس کے آگے یا پیچھے کے سوراخ میں اپنے عضو تناسل (قضیب) کی صرف سپاری یا اس سے زائد مقدار داخل کرتے ہیں (چاہے منی نہ نکلے)، یا نعوذ باللہ حیوان سے صحبت کرنے پر منی نکلتی ہے تو غسل جنابت واجب ہو جاتا ہے۔ اس وقت بدن کے کسی حصہ کو قرآن کے الفاظ، اللہ کے نام، پیغمبروں یا اماموں کے نام سے مس کرنا، مسجد الحرام اور مسجد نبوی کی طرف سے گزرنا، عام مسجدوں میں ٹھہرنا، ان آیتوں کا پڑھنا جن کے پڑھنے پر سجدہ واجب ہے، مجنب پر حرام ہیں۔ اس لیے چاہیے کہ کپڑے اور بدن کی گندگی کو صاف کر کے غسل ارتماسی (یعنی نیت کے بعد تمام جسم کو ایک ہی وقت میں پانی میں ڈبو دیا جائے جو حوض، تالاب، ندی وغیرہ میں ممکن ہے) یا ترتیبی (یعنی نیت کے بعد پہلے سر اور گردن دھوئے پھر داہنا حصہ اور آخر میں بایاں حصہ، یہ لوٹے وغیرہ کسی برتن سے یا شاور کے نیچے کھڑے ہونے پر ممکن ہے) کر کے پاک و صاف ہو جائے۔

۵۔ خون حیض سے متعلق قرآن میں ملتا ہے:

"(اے رسول) تم سے لوگ حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تم ان سے کہہ دو کہ یہ گندگی اور گھن کی بیماری ہے۔ تو (ایام) حیض میں تم عورتوں سے الگ رہو

اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ پس جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے تمھیں خدا نے حکم دیا ہے ان کے پاس جاؤ۔ بے شک خدا توبہ کرنے والوں اور ستھرے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔" (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۲)

خون حیض عورتوں میں بلوغت کی علامت ہے۔ جو اکثر ہر مہینے میں چند روز عورت کی بچہ دانی سے آتا ہے۔ جو عام طور پر سرخ اور غلیظ ہوتا ہے اور قدرے سوزش کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ اس کی کم سے کم مدت تین سے چار دن تک ہے اور زیادہ سے زیادہ زمانہ دس دن کا ہے۔ (یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دو حیضوں کے درمیان کا زمانہ بھی دس دن سے کم نہیں ہونا چاہیے) خون حیض کی اوسط مقدار ۲۵ تولہ ہے۔ خون حیض آنے کے دوران عورت پر وہ تمام عبادتیں جن میں نماز کی طرح وضو، غسل یا تیمم کرنا ضروری ہے، حرام ہیں۔ وہ تمام باتیں بھی حرام ہیں جو ایک مجنب پر حرام ہوتی ہیں۔ عورت کے اگلے یا پچھلے سوراخ میں مرد کا عضو تناسل داخل کرنا چاہے صرف سپاری یا اس سے کم مقدار داخل ہو اور منی بھی نہ نکلے) عورت اور مرد دونوں پر حرام ہیں۔ لیکن جماع کے علاوہ باقی ہر قسم کی چھیڑ چھاڑ اور بوس بازی جائز ہے۔

حائضہ عورتوں کی چھ قسمیں ہوتی ہیں،

۱۔ صاحب عادت وقتیہ و عددیہ (یعنی وقت اور دنوں کی تعداد کے لحاظ سے مقرر عادت رکھنے والی عورت)،
۲۔ صاحب عادت وقتیہ (یعنی ہر مہینہ وقت کے لحاظ سے عادت رکھنے والی عورت)
۳۔ صاحب عادت عددیہ (یعنی ہر مہینہ دنوں کی تعداد کے لحاظ سے عادت رکھنے والی

عورت)
۴۔ مضطربہ (یعنی جس کی کوئی عادت مقررہ نہ ہو)
۵۔ مبتدیہ (یعنی جسے پہلی دفعہ خون حیض آیا ہو) اور
۶۔ ناسیہ (یعنی اپنی عادت بھولنے والی عورت)

بہر حال ہر عورت پر خون حیض سے پاک ہو (یعنی خون آنا رک) جانے کے بعد غسل حیض واجب ہو جاتا ہے۔

سنسکرت کی قدیم کتابوں کی مدد سے عورت کے پہلی بار حیض آنے پر اس کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کتابوں میں مہینوں، چاند کی تاریخوں، دنوں اور وقت کے مطابق عورت پر پڑنے والے حیض کے اثرات کو بتایا گیا ہے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے دوشیزہ، حصہ اول، حکیم محمد یوسف حسن ص ۱۹ تا ۲۳، یوسفیہ کتب خانہ، بارود خانہ، لاہور اور قانون مباشرت، حکیم ولی الرحمٰن ناصر ص ۳۹ تا ۴۴، فیصل پبلی کیشنز نئی دہلی، ۱۹۹۳ء)

یہاں یہ بھی وضاحت ضروری ہے کہ حیض کے علاوہ عورت کے خون نفاس (یعنی وہ خون جو بچے کی پیدائش کے ساتھ قبل یا بعد دس دن کے اندر عورت کی شرم گاہ سے خارج ہوتا ہے) اور خون استحاضہ (یعنی عورت کی شرم گاہ سے نکلنے والا وہ خون جو عام طور سے سرد، رقیق اور زرد رنگ کا ہوتا ہے نیز بغیر اچھال اور سوزش کے آہستہ آہستہ خارج ہوتا رہتا ہے) بھی آتا ہے۔

خون نفاس کے وہی احکام ہیں جو خون حیض کے ہیں۔ علاوہ بریں خون استحاضہ کی چوں کہ تین قسمیں قلیلہ (یعنی عورت کی شرم گاہ میں رکھی جانے والی

روئی میں اوپر اوپر خون لگ جائے لیکن روئی تر نہ ہو) متوسطہ (یعنی خون روئی میں پیوست ہو جائے لیکن دوسری طرف پھوٹ کر نہ نکلے) اور کثیرہ (یعنی خون روئی میں پیوست ہو کر دوسری طرف پھوٹ کر نکل جائے) ہیں۔ لہٰذا ان کے الگ الگ احکام بھی ہیں (تفصیلات کے لیے دیکھیے توضیح المسائل' آقائے سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی، اردو عملیہ، تنظیم المکاتب' لکھنؤ' یا کسی بھی عالم کا عملیہ اور تحفۃ العوام)۔

۵۷ چھوٹے اور نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ان برائیوں سے بچانے کے لیے صاحب دوشیزہ نے مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر بتائی ہیں:

۱۔ ماماؤں اور خادماؤں اور دوسری غیر عورتوں کے ساتھ چھوٹے بچوں کو نہ سلائیں۔

۲۔ بچوں کو ہمیشہ علاحدہ چارپائی پر سونے کی عادت ڈالیں۔

۳۔ نوجوان لڑکیوں کو آپس میں ایک چارپائی پر نہ سونے دیں۔

۴۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک چارپائی پر سونے سے روک دیں۔

۵۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی نگرانی رکھیں کہ وہ بیت الخلا وغیرہ میں اکٹھے نہ جائیں اور وہاں زیادہ دیر تک نہ بیٹھے رہیں۔ اس بات کا بھی لحاظ رکھیں کہ بے وقت پاخانہ میں نہ جایا کریں۔ کسی نہ کسی خفیہ طریق سے ان کی نگرانی لازمی ہے۔

۶۔ نوجوان لڑکوں کو تنہا کمروں میں بیٹھنے سے منع کر دیں۔ تنہائی ایک نوجوان کے لیے تباہ کن ہوتی ہے۔

۷۔ کھیل، پڑھائی اور گھر کے کام کاج میں بچوں اور بچیوں کو مشغول رکھنا انھیں عادات بد سے محفوظ رکھتا ہے۔

۸۔ نوجوان لڑکیاں جو باہم سہیلیاں ہوتی ہیں' وہ تنہائی میں گھنٹوں علاحدہ کمروں

یا کوٹھے پر باتیں کرتی رہتی ہیں' ان کی نگرانی بھی ضروری ہے مگر وہ تھوڑی دیر تنہا رہیں تو حرج نہیں۔

۹۔ بہتر ہو اگر انھیں اس طریقہ سے بٹھائیں کہ گھر کی بڑی خاتون کی نظریں ان پر کبھی کبھی پڑتی رہیں۔

۱۰۔ عشق و محبت کے افسانے، ناول اور اس قسم کے واقعات ان کے سامنے پیش نہ کیے جائیں۔

۱۱۔ شوہر و بیوی' بچوں کے سامنے مصروف اختلاط نہ ہوں۔ بلکہ علاحدہ علاحدہ چارپائیوں پر سوئیں۔ (جبکہ آج ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر۔ پر گندی فلمیں گھر کے سبھی بچے، بوڑھے اور جوان ساتھ ساتھ دیکھتے ہیں جس سے عادتیں بگڑتی ہیں۔ لہٰذا پرہیز لازمی ہے۔ تقی علی عابدی)

۱۲۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے سو جانے کے بعد جب آپ رات کو بیدار ہوں تو ان کا معائنہ کر لیا کریں اور علی الصبح جاگنے کے بعد نوجوان لحاف کے اندر دیر تک دبکے رہیں تو خطرات کا سامنا ہونا ممکن ہے۔ اس لیے انھیں علی الصبح ہی جگا دینا اور بستر سے علاحدہ کر دینا لازمی ہے۔

۱۳۔ بچوں کو ہمیشہ فرشتہ معصوم اور محض کم عمر بچہ ہی نہ سمجھیے، جو بھی مثالیں اوپر پیش کر چکے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ اپنے بچوں پر کامل نگرانی رکھیں۔ (دیکھیے دوشیزہ، حصہ اول ص ۱۴۹ و ۱۵۰)

۵۸ قانون مباشرت ص ۹۰ و ۹۱۔

۵۹ جب کہ صاحب حیات ازدواج فی التفسیر جنسیات نے تحریر کیا ہے کہ مردوں کی

بہ نسبت عورتوں میں خود لذتی (مشت زنی) کی عادت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اسباب بتائے ہیں:

۱۔ مردوں کی تعداد میں کمی جو جنگ وجدل یا کسی وبا کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۲۔ بمقابلہ مردوں کے عورتوں میں شرم وحیا زیادہ ہوتی ہے اس لیے وہ حرام کاری کے بجائے گناہ تنہائی کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ چوں کہ قدرت نے عورت کے اندر شرم وحیا کا مادہ زیادہ غالب کیا ہے اور دوسرے سماج ومعاشرہ نے بھی عورت کے اندر بیجا شرم وحیا پیدا کر دی ہے۔ اس حجاب کی بنا پر عورت اپنے جذبات کا اظہار کرنے سے قاصر ہے اور عموماً ایسا دیکھا گیا ہے کہ رشتۂ ازدواج میں بندھنے کے سالہا سال بعد بھی زن (عورت)، اپنے نفسانی جذبات وخواہشات کا اظہار کرنے سے قاصر رہتی ہے اور زن وشوہر کے مابین اس سلسلے میں ایک پردہ حائل رہتا ہے۔

۳۔ بعض اقوام میں دوبارہ شادی کرنا معیوب خیال کیا جاتا ہے اس لیے تقاضائے فطرت پورا کرنے کے لیے عورتیں اس مشغلہ کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔

۴۔ چوں کہ مرد سریع الانزال ہوتا ہے اور اس (عورت) کی خواہش دیر تک قائم رہتی ہے اس لیے وہ اس طرح کام لیتی ہے۔

۵۔ اکثر عورتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی تسکین فطری طور پر بہ آسانی نہیں ہو سکتی اس لیے وہ یہ طریقہ اپنا لیتی ہیں۔

۶۔ چوں کہ عورتوں کو حاملہ ہونے کا خوف رہتا ہے اس لیے یہ مشغلہ ان کو بہت محفوظ نظر آتا ہے۔

۷۔ عورت کو ایام سے فارغ ہونے کے بعد ہی مرد کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور اگر اس وقت ان کو جنس مخالف نہ ملے تو وہ کبھی کبھی استمنا بالید (یعنی ہم جنس پرستی) کی جانب رجوع ہو جایا کرتی ہے۔

۸۔ مرد کے اندر آلہ خواہش صرف ایک ہے لیکن عورت کے اندر بہت سے اعضاء ایسے ہیں جن میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔

۹۔ فی زمانہ اقتصادی امور کی بنا پر مردوں کو کام میں اس قدر مصروفیت رہتی ہے کہ وہ عورتوں کی طرف پوری توجہ نہیں کر سکتے اس لیے عورتیں استلذاذ بالنفس (یعنی خود لذتی) سے اپنا شوق پورا کر لیتی ہیں۔

۱۰۔ بعض عورتوں کو ہسٹیریا وغیرہ ایسی بیماریاں ہوتی ہیں کہ ان کی طبیعت اس طرف خود بخود راغب ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ بعض عورتیں جو اعلیٰ مرتبہ رکھتی ہیں خاطر خواہ شوہر نہ ملنے سے اس کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔

۱۲۔ بعض عورتوں کو اپنے حسن وجمال کا اس قدر غرور ہوتا ہے کہ وہ مرد سے بات کرنا اپنے لیے باعث تحقیر سمجھتی ہیں لیکن تقاضائے فطرت انھیں استمنا بالید پر مجبور کرتا ہے۔ (دیکھیے حیات ازدواج فی التفسیر جنسیات ص ۷۹ تا ۸۱)

۱۱۰ و ۱۱۱ غررالحکم ص ۲۱۸ و ۲۵۴ بہ حوالہ مسائل زندگی مترجم سید احمد علی عابدی ص ۱۱۷، ۱۱۸ نور اسلام، امام باڑہ فیض آباد۔

۱۱۲ تفصیلات کے لیے دیکھیے قانون مباشرت ص ۴۹ تا ۵۱۔

۱۱۳ جب کہ مشہور فرانسیسی نژاد ماہر حیوانات بفون (BAFFON) نے اپنی

تصنیف میں جانوروں اور پرندوں کی خصلت کے بارے میں استمنا بالید (ہم جنس پرستی) کے باب میں تحریر کیا ہے کہ اگر نر چرند یا پرند یکجا کر دیے جائیں تو ان میں بہت جلد یہ مشغلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی تصدیق فرنچ محقق سینٹ کلیر ڈی ویلی بھی کرتا ہے اور بعد میں یہ بتایا ہے کہ یہ کیفیت مادہ کے بجائے نر میں جلد پیدا ہوتی ہے۔ (دیکھیے حیات ازدواج فی التفسیر جنسیات ص ۶۵)

۱۶۴ه تفصیلات کے لیے دیکھیے قرآن کریم سورہ اعراف آیت نمبر ۸۰ تا ۸۴، سورہ ہود آیت نمبر ۷۷ تا ۸۳، سورہ حجر آیت نمبر ۵۸ تا ۷۷، سورہ انبیاء آیت نمبر ۷۴ و ۷۵، سورۂ شعراء آیت نمبر ۱۶۰ تا ۱۷۵، سورہ نمل آیت نمبر ۵۴ و ۵۵، سورہ عنکبوت آیت نمبر ۲۶، ۲۸ تا ۳۰، ۳۳ تا ۳۵، سورہ صافات آیت نمبر ۱۳۳ تا ۱۳۸، سورہ ذاریات آیت نمبر ۳۲ تا ۳۷، سورہ نجم آیت نمبر ۵۳، سورہ قمر آیت نمبر ۳۳ تا ۳۹ اور سورہ تحریم آیت نمبر ۱۰۔

۱۶۵ه دیکھیے حاشیہ قرآن کریم آیت نمبر ۸۰، مترجم مولانا فرمان علی، نظامی پریس لکھنؤ

۱۶۶ تا ۱۶۹ه قرآن کریم سورہ اعراف آیت نمبر ۸۱، سورہ نمل آیت نمبر ۵۵، سورہ عنکبوت آیت نمبر ۲۹ (اس میں رہزنی کرنے تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ سے مراد بعض مفسرین توالد و تناسل کی راہ مارنا یعنی نطفہ کی بربادی مراد لیتے ہیں) اور سورہ شعراء آیت نمبر ۱۶۵ و ۱۶۶۔

۱۷۰ و ۱۷۱ه نوجوانوں کے مسائل اور ان کا حل، علی اصغر چودھری، ص ۶۳، سرتاج کمپنی، دہلی، ۱۹۸۱ء۔

۱۷۲ه یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مرد (نر) عورت (مادہ) کی مرضی کے بغیر حرام کاری نہیں کر سکتا۔ یہ بات چرندوں اور پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ جب مادہ وصل پر تیار ہوتی ہے تب نر وصل کر سکتا ہے۔ مادہ (عورت) کی اسی خصوصیت سے متعلق مولائے کائنات کی تصنیف نہج البلاغہ میں ملتا ہے کہ عورت کی بہترین خصلتوں میں غرور و تکبر بھی ہے جس سے وہ اپنا جسم بہ آسانی کسی مرد کے حوالے نہیں کر سکتی نتیجتاً زناکاری نہیں ہو سکتی۔ (دیکھیے نہج البلاغہ ارشاد نمبر ۲۳۴ ص ۷۷۸، شیعہ جنرل بک ایجنسی، انصاف پریس، لاہور) (تقی علی عابدی)

۱۷۳ه کچھ ایسی ہی بات بعض حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً ایک کتیا کے پیچھے کئی کتے لگے رہتے ہیں اور موقع ملنے پر جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ آج کے اخبارات آئے دن عورتوں کی اجتماعی آبروریزی کی خبریں شائع کرتے رہتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ ایک لڑکی (عورت) باری باری سے کئی لڑکوں (مردوں) کی خواہشات نفسانی کا ذریعہ بنتی ہے۔ (تقی علی عابدی) صرف یہی نہیں بلکہ وات سائن نے اپنی کتاب "کام سوتر" میں A woman with two youths (دو جوانوں کے ساتھ ایک عورت) سے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک عورت بیک وقت دو مردوں کی تسکین کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے Kama sutra Vatsyayana edited by Mulk Raj Anand P. 140, Om Prakash Jain, Sanskriti Pratishthan, New Delhi, 1982 A.D.

۲۴؎ دوشیزہ حصہ اول ص ۴۸

۲۵؎ قرآن کریم سورہ یوسف آیت نمبر ۲۳ تا ۲۶

۲۶؎ نہج البلاغہ ارشاد نمبر ۴۲۰ ص ۹۳۷

۲۷؎ تفصیلات کے لیے دیکھیے راقم الحروف کا مضمون "عورت نہج البلاغہ کی روشنی میں" ص ۲۸ تا ۳۸، باب شہر علم، فیض آباد، جولائی ۱۹۸۹ء

۲۸؎ قرآن کریم سورہ نور آیت نمبر ۳۱۔ اپنی نظروں کو نیچی رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے سے متعلق مردوں کو بھی حکم دیا گیا ہے:

"(اے رسولؐ) ایمان داروں سے کہہ دو کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے واسطے زیادہ صفائی کی بات ہے۔" (دیکھیے سورہ نور آیت نمبر ۳۰)

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب عورت اور مرد دونوں اپنی اپنی جگہ نظروں کو نیچا رکھیں گے، نیز اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں گے تو زنا کاری ممکن ہی نہیں ہے۔

بہرحال یہ یاد رکھنا چاہیے کہ زنا اس وقت صادق آتا ہے جب کوئی مرد اپنے آلۂ تناسل کو، ایسی عورت کے آگے یا پیچھے کے سوراخ میں، جو اس پر اصلاً حرام ہے، با اختیار داخل کر دے اور اگر کہیں آلۂ تناسل کا داخل کرنا صادق نہ آتا ہو تو وہ زنا نہ ہوگا۔ اگرچہ باقی ہر قسم کی لذت حاصل کر چکا ہو۔ بلکہ اپنی انگلی عورت کی فرج میں داخل کرے یا اپنے آلۂ تناسل کو عورت کے منھ میں داخل کر دے۔ عورت میں حرام ہونے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ جو عورت اس پر حرام نہ ہو جیسے دائمی نکاح یا مؤقتی نکاح (متعہ) والی بیوی یا لونڈی وغیرہ تو ان سے

مجامعت کرنے پر حد جاری نہ ہوگی کیوں کہ یہ اس کے لیے شرعاً حلال ہیں۔ اسی طرح آلۂ تناسل کے با اختیار داخل کرنے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر کوئی آلۂ تناسل کو با اختیار داخل نہ کرے تو وہ بھی زنا نہ ہوگا۔ جیسے کوئی دوسرا انسان کسی کے آلۂ تناسل کو یا خود عورت کسی کے آلۂ تناسل کو اپنی فرج میں اس کے اختیار اور ارادے کے بغیر جبراً داخل کر دے تو یہ بھی زنا نہ ہوگا —— لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ زنا کا ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد زنا کی حد کبھی قتل ہوتی ہے اور کبھی سنگسار کرنا۔ کبھی کوڑے مارنا اور کبھی شہر بدر کر دینا اور کبھی یہ دونوں اکٹھی دی جاتی ہیں۔ (اغلام بازی اور زنا کاری کی تفصیلات کے لیے دیکھیے "کتاب الحدود والتعزیرات حصہ اول" مصنف سید محمد شیرازی، مترجم اختر عباس، مؤسسۃ الرسول الاعظم، پاکستان، حسینیہ ہال، ہوپ روڈ، لاہور۔ ۱۴۰۴ھ)

۲۹؎ تربیت اولاد، جان علی شاہ کاظمی ص ۱۸، عباسؑ بک ایجنسی لکھنؤ ۱۹۹۲ء

۳۰؎ نہج البلاغہ ارشاد نمبر ۲۳۴ ص ۸۷۷

۳۱؎ قرآن کریم سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۲

۳۲؎ و ۳۳؎ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۱۵ و ۱۶ و سورۂ نور آیت نمبر ۲

۳۴؎ قرآن کریم، حاشیہ سورۂ نساء آیت نمبر ۱۵ (دیکھیے مولانا فرمان علی کا ترجمہ)

۳۵؎ دوشیزہ حصہ اول ص ۴۸

۳۶؎ مستدرک الوسائل جلد ۲ ص ۵۳۱ حدیث نمبر ۲۱ بحوالہ مسائل زندگی ص ۱۷۶، صحیح بخاری و صحیح مسلم بحوالہ آداب ازواج، ابوا جود محمد الاعظمی ص ۱۱ و ۱۲،

ادارۂ تحقیقات ونشریات اسلامی، مدرسہ عالیہ عربیہ، مئوناتھ بھنجن، یوپی۔ ۱۹۸۵ء

۳۷ـه وسائل الشیعہ جلد۱۴ ص ۵ بحوالہ مسائل زندگی ص ۱۸۵

۳۸ـه تہذیب الاسلام اردو ترجمہ حلیۃ المتقین، ملا محمد باقر مجلسی مترجم سید مقبول احمد ص ۱۰۱، نور المطابع لکھنؤ ۱۳۱۳ھ، صحیح مسلم بحوالہ آداب ازواج ص ۱۲، جواہر الاخبار و روضۃ الاذکار بہ حوالہ اوراد المومنین و وظائف المتقین، نواب سید مظفر حسین خاں بہادر ص ۳۰۷، اشار پریس، کانپور، ۱۳۱۲ھ

۳۹و۴۰ـه تہذیب الاسلام ص ۱۰۰ و ۱۰۱

۴۱و۴۲ـه مجمع الزوائد و منبع الفوائد جلد۴ علی بن ابی بکر ابوالحسن نور الدین الہیثمی مصری ص ۲۵۲، بحوالہ خاندان کا اخلاق، استاد ابراہیم امینی، مترجم عندلیب زہرہ ص ۱۲، دار الثقافۃ الاسلامیہ، پاکستان، ۱۹۹۲ء، اوراد المومنین و وظائف المتقین، ص ۳۰۷ و ۳۰۸

۴۳ـه بحار الانوار جلد ۱۰۳، علامہ محمد باقر مجلسی ص ۲۱۷ بحوالہ خاندان کا اخلاق ص ۱۲

۴۴ـه تہذیب الاسلام ص ۱۰۱

۴۵ـه یاد رکھنا چاہیے کہ اگر زیادتی شہوت کی وجہ سے حرام کا خوف ہو تو نکاح واجب ہے ورنہ سنت مؤکدہ

۴۶ـه قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۳۲

۴۷ـه قرآن کریم سورۂ روم آیت نمبر ۲۱

۴۸ـه قرآن کریم سورۂ فتح آیت نمبر ۴

۴۹ـه بحار الانوار، بحوالہ مسائل زندگی ص ۱۸۲

۵۰ـه تہذیب الاسلام ص ۱۰۱

۵۱ـه اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۰۸

۵۲و۵۳ـه اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۰۸

۵۴ـه قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۳۲

۵۵ـه تہذیب الاسلام ص ۱۰۱ و ۱۰۲

۵۶ـه کوشش سے متعلق قرآن میں ملتا ہے:

"اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔" (سورۂ نجم آیت نمبر ۳۹)

۵۷ـه رزق سے متعلق قرآن میں ملتا ہے:

"اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ (پیو) اور اس کا شکر ادا کرو"
(سورۂ سبا آیت نمبر ۱۵)

۵۸ـه وسائل الشیعہ جلد۱۴ ص ۸۷، بہ حوالہ مسائل زندگی ص ۱۸۹ و ۱۹۰

۵۹ـه ایضاً " " " " " " ص ۱۹۰

۶۰ـه تربیت اولاد ص ۲۰ و ۲۱

۶۱ـه " " ص ۱۹

۶۲ـه تربیت اولاد ص ۱۹ و ۲۰

۶۳و۶۴ـه تربیت اولاد ص ۲۰

۶۵ـه تہذیب الاسلام ص ۱۰۳

۶۶ـه قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۲۶

۶۷ـه قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۳۰ و ۳۱

۶۸ جب کہ مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنے والے لوگوں کو قرآن کریم نے اس طرح آگاہ کیا ہے:

"اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مار نہ ڈالنا (کیوں کہ) ان کو اور خواہ تم کو رزق دینے والے تو ہم ہیں۔" (دیکھیے سورۂ انعام آیت نمبر ۱۵۲)

یا:

"اور (لوگو) مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو (کیوں کہ) ان کو اور تم کو (سب کو) تو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔ بے شک اولاد کا قتل کرنا بڑا سخت گناہ ہے۔" (دیکھیے سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۱)

اور فیملی پلاننگ کے اصولوں پر عمل کرنا' اولاد کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

۶۹ تحفۃ العوام ص ۴۳۱، نول کشور، لکھنؤ ۱۹۷۵ء

۷۰ تہذیب الاسلام ص ۱۰۱

۷۱ توضیح المسائل (اردو) آقای سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی ص ۲۸۸۔۲۸۷ — تنظیم المکاتب لکھنؤ و توضیح المسائل اردو، سید محمد رضا الموسوی گلپایگانی ص ۹۲-۲۹۱ مترجم سید فیاض حسین نقوی' دار القرآن الکریم، قم ۱۴۱۳ھ

۷۲ قرآن کریم سورۂ نسار آیت نمبر ۲۴

۷۳ تحفۃ العوام ص ۴۲۲

۷۴ قرآن کریم دیکھیے سورۂ نسار آیت نمبر ۲۴ کا حاشیہ مولانا فرمان علی

۷۵ حقوق زن در اسلام (ہندی ترجمہ (इस्लाम में नारी के विशेष अधिकार) مصنف شہید مرتضیٰ مطہری، مترجم سید شمس الحسن زیدی و سید منتظر جعفری

ص ۷۹، ایکار پریس، لکھنؤ، ۱۹۸۹

۷۶ حیات ازدواج ص ۴۸۔۴۷

۷۷ مسائل زندگی ص ۹۷ - ۱۹۶

۷۸ دیکھیے قرآن کریم سورۂ نسار آیت نمبر ۲۴ کا حاشیہ مولانا فرمان علی

۷۹ عبدالکریم مشاق نے اپنی کتاب "ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟" میں تحریر کیا ہے کہ:

"طبی اصول ہے کہ بڑھاپے میں عورت کی خواہش مرد کو زیادہ ہوتی ہے اور خصوصاً کم عمر عورت کی۔ ان کی یہ خواہش حرص و ہوس پہ محمول نہیں کی جاسکتی کیوں کہ فطری امر ہے اور طبعی تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے لوگ کھوئی ہوئی جوانی کمر جھکائے تلاش کرتے پھرتے ہیں اور سیکڑوں روپئے ادھر ادھر کی دوائیوں پہ برباد کرتے ہیں۔ لیکن اسلام چوں کہ حکیمانہ نظام ہے لہٰذا اس نے اس مشکل کا حل بھی بہت آسان دریافت کیا ہے کہ اگر مرد میں عقل سلیم باقی ہے اور کم سن عورت کا استعمال دوائی کے طریقے پر عیش و عشرت کے لیے نہیں چاہتا تو یہ نسخہ شافی ہوگا۔ چنانچہ ابتدا میں اس نسخہ پر عمل کیا گیا۔ تاریخ سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ عالم ضعیفی میں صحابہ نے کم سن لڑکیوں سے شادیاں کیں۔ مگر آج کل محض ضد میں اس بات کو معیوب ٹھہرا کر بزرگان و اسلاف کی سیرتوں کو شرمندہ کیا جاتا ہے۔

لیکن یہاں یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ چلیے یہ نسخہ ضعیف مرد کے لیے فائدہ مند ہوسکتا ہے مگر عورت کے لیے بے کار ہے۔ کیوں کہ

مرد اپنے بڑھاپے کو دور کرنے کے لیے اپنا بڑھاپا جوان عورت کے سپرد کر دیتا ہے جو عورت کے حق پر ڈاکہ اور ظلم ہے۔ لیکن ذرا غور کیجیے، ایسا اعتراض دائمی نکاح پر درست ہو گا لیکن اسلام نے حکم متعہ نافذ کر کے ایسی صورت حال میں مرد و عورت دونوں کی فطری خواہشات کا لحاظ رکھا ہے کہ تھوڑے عرصے کے لیے تم اس دوائی کو استعمال کر لو۔ پھر اس کو چھوڑ دو۔ اب مرد کا فطری تقاضا بھی پورا ہو گیا اور عورت بھی آزاد[عہ] ہے کہ حسب منشا شادی کر سکتی ہے۔ ساری عمر بڈھے کے پلے بندھی نہیں رہے گی۔ لہٰذا ظلم کسی پر بھی نہیں ہوا۔" (دیکھیے 'ہم متعہ کیوں کرتے ہیں' عبدالکریم مشتاق ص ۲۴ تا ۲۶، حیدری کتب خانہ، بمبئی)

عہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ متعہ کی مدت ختم ہونے یعنی عورت کے آزاد ہونے پر عورت کو عدہ کے دن گزارنا ہوں گے تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ متعہ کی مدت میں جسمانی ملاپ سے حمل ٹھہرا ہے یا نہیں نیز حمل (نطفہ) کس کا ہے تاکہ بچہ کی وراثت کا تعین کیا جا سکے۔ کیوں کہ وہ بھی نکاحی اولاد کی طرح باپ کی ملکیت کا وارث ہو گا۔ متعہ کے بعد متوعہ عورت کے عدت سے متعلق امام جعفر صادقؑ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ،

"خود اسی شخص سے پھر اگر عقد چاہے تو عدہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور سے عقد چاہے تو پینتالیس۴۵ دن عدہ رکھنے کی ضرورت ہے۔" (متعہ اور اسلام، سید العلما سید علی نقی نقوی ص ۷۶، امامیہ مشن، لکھنؤ، ۱۳۸۷ھ)

اور متعہ کے بعد اولاد پیدا ہونے سے متعلق ملتا ہے:

"ایک شخص نے امام رضاؑ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص عورت سے متعہ کرے اس شرط پر کہ اولاد کا اس سے مطالبہ نہ کرے اور پھر اولاد ہو تو کیا حکم ہے؟ حضرت نے یہ سن کر اولاد کے انکار سے سخت ممانعت فرمائی اور انتہائی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہائیں! کیا وہ اولاد کا انکار کر دے گا؟"

یعنی دائمی یا مؤقتی نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد میں کوئی فرق نہیں ہے اور دونوں کو میراث کا حصہ برابر ملے گا۔ (دیکھیے متعہ اور اسلام ص ۹۶)

(متعہ کی مزید تفصیلات کے لیے سید العلماء سید علی نقی نقوی کی کتاب متعہ اور اسلام دیکھی جا سکتی ہے۔)

عہ۸۰ ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟ ص ۲۸، متعہ اور اسلام ص ۹۲

عہ۸۱ इस्लाम में नारी के शोष अधिकार ص ۷۹

عہ۸۲ ایضاً " " " " " "

عہ۸۳ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۱

عہ۸۴ قرآن کریم سورہ اعراف آیت نمبر ۱۸۹

عہ۸۵ پروردگار عالم نے انسانوں کے علاوہ بھی ہر ایک کی دو قسمیں نر اور مادہ کو بنایا ہے۔ قرآن میں ملتا ہے:

"اور یہ کہ وہی نر اور مادہ دو قسم (کے حیوان) نطفہ سے جب (رحم میں) ڈالا جاتا ہے پیدا کرتا ہے۔" (سورہ نجم آیت نمبر ۴۶-۴۵)

۸۶ قرآن کریم سورۂ طارق آیت نمبر ۵ تا ۷

۸۷ یہ بات بیسوی صدی کے آخر میں علمی طور پر معلوم ہو گئی ہے کہ مرد کی ریڑھ کی ہڈی میں اور عورت کے سینے کی اوپری ہڈیوں میں منی بنتی ہے جس کو قرآن کریم نے صدیوں پہلے بتایا تھا۔ (تقی علی عابدی) (دیکھیے حیات انسان کے چھ مرحلے' سید جواد الحسینی آل علی الشاہرودی، مترجم پروفیسر علی حسنین شیفتہ، ص ۲۲، جامعہ تعلیمات اسلامی' کراچی، پاکستان' ۱۹۸۹ء)

۸۸ عورت اور مرد کی' رحم مادر میں جمع ہوئی' اس منی کو قرآن کریم نطفۂ مخلوط کہتا ہے، اسی سے انسان کی خلقت کا مقصد بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ ملتا ہے:

"ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا کہ اسے آزمائیں تو ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا۔" (قرآن کریم سورۂ دہر آیت نمبر ۲)

۸۹ قرآن کریم سورہ قیامہ آیت نمبر ۳۷ تا ۳۹۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عورت کا حاملہ ہونا اور بچہ جننا بغیر مرضیٔ خدا کے ممکن نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

"اور خدا ہی نے تم لوگوں کو (پہلے پہل) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تم کو جوڑا (نر و مادہ) بنایا اور بغیر اس کے علم (اور اجازت) کے نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے۔" (سورہ فاطر آیت نمبر ۱۱)

۹۰ قرآن کریم، سورۂ مومنون آیت نمبر ۱۲ تا ۱۴

۹۱ تہذیب الاسلام ص ۱۰۱

۹۲ تا ۹۵ تہذیب الاسلام ص ۱۰۱۔۱۰۰، ص ۱۰۱، ص ۱۰۲ اور ص ۱۰۳۔۱۰۲

۹۶ دیوان پروین اعتصامی ص ۱۸۷، تہران، ۱۹۶۲ء (جدید فارسی شاعرہ

پروین اعتصامی سے متعلق بعض تفصیلات کو راقم الحروف کی دو کتابوں' پروین اعتصامی حالات اور شاعری' نامی پریس' لکھنؤ ۱۹۸۴ء اور جدید فارسی شاعری' نامی پریس' لکھنؤ ۱۹۸۸ء میں دیکھا جا سکتا ہے۔ تقی علی عابدی)

۹۷ تفصیلات کے لیے دیکھیے دوشیزہ حصہ اول ص ۹، ۱۳ و ۱۴ اور قانون مباشرت ص ۲۳ تا ۲۵ (خصوصاً پہچان کے لیے)

۹۸ تہذیب الاسلام ص ۱۰۳

۹۹ و ۱۰۰ تہذیب الاسلام ص ۱۰۳

۱۰۱ تہذیب الاسلام ص ۱۰۴۔۱۰۳ و اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۰۷

۱۰۲ تہذیب الاسلام ص ۱۰۴

۱۰۳ حسین اور خوب صورت عورت کی علامت سے متعلق لوک شاستروں میں ملتا ہے کہ:

۱۔ عورت کے چار اعضا سفید ہونے چاہئیں

(۱) دانت (۲) ناخن (۳) چہرہ (۴) آنکھ کی سفیدی

۲۔ عورت کی چار چیزیں سرخ ہونی چاہئیں

(۱) زبان (۲) رخسار (۳) لب (۴) مسوڑھے

۳۔ عورت کی چار چیزیں گول ہونی چاہئیں

(۱) سر (۲) بازو (۳) ایڑیاں (۴) انگلیوں کے پورو ے

۴۔ عورت کی چار چیزیں لمبی ہونی چاہئیں

(۱) قد (۲) پلکیں (۳) سر کے بال (۴) انگلیاں

۵۔ عورت کی چار چیزیں موٹی ہونی چاہئیں
(۱) سرین (۲) گردن (۳) ران (۴) ہیپ
۶۔ عورت کی چار چیزیں چھوٹی ہونی چاہئیں
(۱) سر (۲) کمر (۳) بغل (۴) منہ
۷۔ عورت کی چار چیزیں چوڑی ہونی چاہئیں
(۱) شانہ (۲) آنکھ (۳) سینہ (۴) پیشانی
۸۔ عورت کی چار چیزیں تنگ ہونی چاہئیں
(۱) ناف (۲) ناک کے سوراخ (۳) منہ کا دہانہ (۴) شرمگاہ
۹۔ عورت کی چار چیزیں چھوٹی ہونی چاہئیں
(۱) ہاتھ (۲) پاؤں (۳) رحم (۴) پستان
۱۰۔ عورت کی چار چیزیں نرم ہونی چاہئیں
(۱) سر کے بال (۲) پیٹ (۳) ہاتھ (۴) شرمگاہ
(بحوالہ قانون مباشرت ص ۷۷۔۷۶)

۱۰۴ تا ۱۰۶ تہذیب الاسلام ص ۱۰۴ و ۱۰۵

۱۰۷ قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۳۱

۱۰۸ نہج البلاغہ ارشاد نمبر ۲۳۴ ص ۸۷۷

۱۰۹ دوشیزہ حصہ اول ص ۱۶۔۱۵ و قانون مباشرت ص ۲۰۔۱۹

۱۱۰ قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۳۰

۱۱۱ جب کہ موجودہ زمانہ میں مرد اپنے جسم کے زیادہ سے زیادہ حصوں کو بس

سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے اور اس کے برخلاف عورت جسم کے زیادہ سے زیادہ حصوں (خصوصاً سینہ، پیٹھ، ران، پنڈلی، بازو، بغل وغیرہ) کو نمایاں کر کے نیم برہنگی اختیار کر رہی ہے ـــ جو ایک اچھی عورت کی نشانی نہیں سمجھی جاسکتی۔ (تقی علی عابدی)

۱۱۲ نقاب یا چادر صرف مسلمانوں میں رائج ہے اور گھونگھٹ مسلم عورتوں کے علاوہ غیر مسلم عورتوں میں بھی۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ فطری طور پر عورت اپنی نگاہوں کا پردہ کرنا چاہتی ہے۔ (تقی علی عابدی)

نیک اور بد عورتوں کی پہچان کے لیے صاحب "دوشیزہ" نے لکھا ہے کہ:
(۱) زیادہ سوچ بچار اور بناؤ سنگار میں مصروف رہنے والی، پردہ کم کرنے والی، جھوٹ بولنے والی، شوہر سے لڑنے جھگڑنے والی عورت مشکوک ہے۔
(۲) دائیں بائیں گھورنے، بے وجہ ہنسنے، غیر مردوں کو اپنا باپ، بھائی بنانے والی کی عصمت دیر تک قائم رہنی مشکل ہے۔
(۳) غیر مردوں کے سامنے ہنسنے بولنے والی عورت کو تنہا نہ چھوڑنا چاہیے۔ اور
(۴) جو عورت باشرم، باحیا، منہ اور جسم کو چھپانے والی، اپنی اولاد سے بہت محبت رکھتی ہو وہ باعصمت اور پاک دامن ہوتی ہے۔
(دیکھیے دوشیزہ حصہ اول ص ۱۰۔۹)

۱۱۳ اعضائے تناسل زنانہ اور مردانہ کے لیے دیکھیے، دوشیزہ حصہ اول ص ۷۰ تا ۷۴ اور ص ۱۳۵ تا ۱۴۰۔

۱۱۴ قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۱

۱۱۵ قرآن کریم سورۂ نور آیت نمبر ۳
۱۱۶ قرآن کریم سورۂ روم آیت نمبر ۲۱
۱۱۷ رسول اور تعدد ازدواج، سید مصطفیٰ حسن رضوی ص ۱۳۔ امامیہ مشن لکھنؤ۔ ۱۳۸۹ھ
۱۱۸ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۳
۱۱۹ یہاں ایک سے مراد ایک مرد کے نطفہ سے ہے کیوں کہ کبھی کبھی عورت ایک مرد
سے جنسی ملاپ کر کے نو مہینے میں دو بچے دے دیا کرتی ہے۔ اسی طرح دو
ایک مثالیں دو سے زیادہ بچوں کی بھی مل جاتی ہیں۔ (تقی علی عابدی)
۱۲۰ رسول اور تعدد ازدواج ص ۱۹-۱۸
۱۲۱ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۳
۱۲۲ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۲۳
۱۲۳ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷ و اوراد المومنین و وظائف المتقین جلد چہارم ص ۳۰۸ ۱۳۱۴ھ
۱۲۴ قرآن کریم، سورۂ مومن آیت نمبر ۶۰
۱۲۵ صحیح بخاری و صحیح مسلم بہ حوالہ آداب زواج ص ۱۲-۱۱ و مسائل زندگی ص ۱۷۶
۱۲۶ قرآن کریم، سورۂ نور آیت نمبر ۳۳۔ اور پاکدامنی اختیار کرنے کے لیے رسولؐ
خدا نے ارشاد فرمایا:
"جس کسی کو نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے، روزہ
اس کے لیے برائی سے بچاؤ ہے۔" (دیکھیے صحیح بخاری و صحیح مسلم بحوالہ
آداب زواج ص ۱۳)
اور حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ:

"جو شخص کسی غیر عورت کو دیکھے اور اس کو وہ عورت اچھی معلوم
ہو بعد میں اس کے وہ شخص اپنی عورت سے بایں خیال جماع کرے
کہ یہ عورت اور وہ عورت یکساں ہے اور شیطان کو اپنے دل میں راہ
نہ دے اور اگر عورت نہ رکھتا ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اور حمد خدا
بجا لائے اور صلوٰۃ محمدؐ و آل محمدؐ پر بھیجے، بعد اس کے خدا سے سوال
کرے کہ حق تعالیٰ اس کو زن (عورت) کرامت فرمائے تو البتہ خدا
اس کو عورت یا وہ چیز عطا فرمائے گا کہ اس کو حرام سے باز رکھے۔"
(دیکھیے تحفۂ احمدیہ جلد دوم، سید ابوالحسن ص ۱۴۲-۱۴۱، ابتان مرتضوی ۱۳۰۵ھ
۱۲۷ نہج البلاغہ ارشاد نمبر ۳۹۹ ص ۹۳۱
۱۲۸ توضیح المسائل خوئی مسئلہ نمبر ۲۴۲۰ ص ۲۸۳ و توضیح المسائل گلپائیگانی مسئلہ
نمبر ۲۳۸۴ ص ۳۸۶
۱۲۹ قرآن کریم سورۂ قصص آیت نمبر ۲۷
۱۳۰ قرآن کریم میں حرام عورتوں کی فہرست اس طرح گنائی گئی ہے:
"مسلمانو! حسب ذیل عورتیں تم پر حرام کی گئیں۔ تمہاری
مائیں (دادی، نانی وغیرہ سب) اور تمہاری بیٹیاں (پوتیاں، نواسیاں
وغیرہ) اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں
اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے
اور تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں اور تمہاری بی بیوں کی
مائیں (ساس) اور ان عورتوں (کے پیٹ) سے (پیدا ہوئی ہیں)

جن سے تم ہمبستری کر چکے ہو ہاں اگر تم نے ان بی بیوں سے (صرف نکاح کیا ہو) ہمبستری نہ کی ہو تو (البتہ ان مادر جلو) لڑکیوں سے (نکاح کرنے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صلبی لڑکوں (پوتوں، نواسوں وغیرہ) کی بی بیاں (بہوئیں) اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو کچھ ہو چکا (وہ معاف ہے) بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" (دیکھیے سورۂ نساء آیت نمبر ۲۳)

اور قرآن ہی میں حلال عورتوں کی فہرست اس طرح گنائی گئی ہے:

"اور ہم نے تمہارے واسطے تمہاری ان بی بیوں کو حلال کر دیا ہے جن کو تم مہر دے چکے ہو اور تمہاری ان لونڈیوں کو (بھی) جو خدا نے تم کو (بغیر لڑے بھڑے) مال غنیمت میں عطا کی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں ......" (دیکھیے سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۰)

قرآن نے حرام اور حلال کے ساتھ شادی یعنی رشتہ کے انتخاب کا کلیہ اس طرح بیان کیا ہے:

"گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے (مناسب) ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے (موزوں) ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔ لوگ جو کچھ بھی ان کی نسبت بکا کرتے ہیں اس سے یہ لوگ بری الذمہ ہیں

ان ہی (پاک لوگوں) کے لیے (آخرت میں) بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔" (دیکھیے سورۂ نور آیت نمبر ۲۶)

۱۳۱ قرآن کریم میں ہے کہ:

"تمہاری بی بیاں (گویا) تمہاری کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔" (دیکھیے سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۳)

۱۳۲ و ۱۳۳ حیات انسان کے چھ مرحلے ص ۲۵

۱۳۴ تربیت اولاد ص ۱۹

۱۳۵ یہاں اسی بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اگر کسی نے کسی عورت سے نکاح کا پیغام بھیجا ہے تو اس میں دوسرے کی دخل اندازی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہ انسانیت، شرافت اور ہمدردی سے گری ہوئی مذموم حرکت ہے جسے شریعت اسلام بالکل پسند نہیں کرتی۔ اسی لیے رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دے جب تک کہ پہلا شخص اپنا پیغام چھوڑ نہ دے یا دوسرے کو پیغام دینے کی اجازت دے۔" (دیکھیے صحیح بخاری بہ حوالہ آداب زواج ص ۲۳)

۱۳۶ قرآن کریم کے سورۂ نساء آیت نمبر ۲۳ میں مذکورہ حرام عورتوں کی فہرست کے مقابل حرام مردوں کی فہرست میں باپ، دادا، نانا، بیٹا، پوتا، نواسا، بھائی، چچا، ماموں، بھتیجا، بھانجا وغیرہ آئیں گے جو عورت پر حرام ہیں۔ اور قرآن کریم کے سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۰ میں مذکورہ حلال عورتوں کی

فہرست کے مقابل حلال مردوں کی فہرست میں چچا کا بیٹا، پھوپھی کا بیٹا
ماموں کا بیٹا، خالہ کا بیٹا جس نے مہر دے کر نکاح کیا ہو وغیرہ آئیں گے جو
عورت پر حلال ہیں۔ (تقی علی عابدی)

۱۳۷ اچھے مردوں کے لیے حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:
"مردوں کی خوبیاں حالات کے تغیرات میں معلوم ہوتی ہیں۔"
(دیکھیے نہج البلاغہ ارشاد نمبر ۲۱۷ ص ۸۷۴)

۱۳۸ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ،
"اپنی بیٹی اپنے ہم کفو اور اپنے مثل کو دو اور اپنے ہم کفو اور
اپنے مثل ہی سے بیٹی لو اور نطفے کے لیے ایسی عورت تلاش کرو جو اس
کے لیے موزوں ہو تاکہ اس سے لائق فرزند پیدا ہو۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۰۳)

۱۳۹ इस्लाम में नारी के विशेष अधिकार ص ۸۴-۸۳

۱۴۰ ترمذی، نسائی بہ حوالہ آداب زواج ص ۲۱

۱۴۱ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷

۱۴۲ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۱۱۵

۱۴۳ کوک شاستر سے متعلق سنسکرت کتابوں میں بھی چاند کے مہینوں (یعنی بیساکھ
جیٹھ، ہاڑ، ساون، بھادوں، اسوج، کاتک، مگھر، پوہ، ماگھ، پھاگن، چیت)
اور تاریخ کے اثرات عورت، مرد اور بچہ پر بتائے گئے ہیں۔ (تقی علی عابدی)

۱۴۴ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷

۱۴۵ چاند کے مہینہ کے وہ آخری تین دن جس میں چاند نہیں نکلتا۔

۱۴۶ چاند کے مہینہ کے وہ دن جس میں چاند برج عقرب میں رہتا ہے۔ اس
کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے یہ معلوم کرے کہ سورج کس برج
میں ہے۔ اس طرح کہ عیسوی کلینڈر کی تاریخ تک جنوری سے تمام دنوں
کا شمار کرکے اس میں دس کا اضافہ کرے۔ پھر ہر برج میں ایام کی تقسیم
(یعنی تمام برجوں میں ایام کی تقسیم اس طرح کرے۔ جدی ۲۹، دلو ۳۰، حوت
۳۰، حمل ۳۱، ثور ۳۱، جوزا ۳۲، سرطان ۳۱، اسد ۳۱، سنبلہ ۳۱، میزان
۳۰، عقرب ۳۰ اور قوس ۲۹) کرے تو آخر میں بچے ہوئے یا پورے پورے
تقسیم ہوئے ایام سے سورج کا برج معلوم ہو جائے گا۔ مثلاً یہ معلوم کرنا ہے
کہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۳ء (مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ) کو سورج کس برج
میں ہے تو یکم جنوری سے ۱۴ نومبر تک تمام دنوں کا شمار کیا

جنوری + فروری + مارچ + اپریل + مئی + جون + جولائی + اگست +
۳۱ + ۲۸ + ۳۱ + ۳۰ + ۳۱ + ۳۰ + ۳۱ + ۳۱ +
ستمبر + اکتوبر + نومبر
۳۰ + ۳۱ + ۱۴ = ۳۱۸ دن

کل دن میں ۱۰ کا اضافہ کیا ۳۱۸+۱۰ = ۳۲۸

اب ۳۲۸ کو بروج کے ایام میں تقسیم کیا

جدی + دلو + حوت + حمل + ثور + جوزا + سرطان + اسد + سنبلہ +
۲۹ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۱ + ۳۱ + ۳۲ + ۳۱ + ۳۱ + ۳۱ +
میزان
۳۰ = ۳۰۶

اس کے بعد ۲۲ دن (۳۲۸ - ۳۰۶ = ۲۲) بچے۔ جو برج عقرب میں آئے۔
لہٰذا معلوم ہوا کہ سورج برج عقرب میں ہے۔

اب چاند کے مہینہ کی تاریخ (۲۸ جمادی الاول مطابق ۱۴ر نومبر) کو ۱۳ سے ضرب دے کر اس میں ۲۶ کا اضافہ کیا۔ پھر برج عقرب (جس میں ۱۴ر نومبر کو سورج ہے) سے ہر برج میں ۳۰۔۳۰ تقسیم کرتے چلے گئے تو آخری برج چاند کا برج ہوگا۔ اس طرح

چاند کی تاریخوں کو ۱۳ سے ضرب دینے پر ۲۸ × ۱۳ = ۳۶۴

۲۶ کا اضافہ کرنے پر ۳۶۴ + ۲۶ = ۳۹۰

اب برج عقرب (جس میں ۱۴ر نومبر کو سورج ہے) سے ۳۰۔۳۰ ہر برج میں تقسیم کرنے پر

عقرب + قوس + جدی + دلو + حوت + حمل + ثور + جوزا +

۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ +

سرطان + اسد + سنبلہ + میزان + عقرب

۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ = ۳۹۰

پورے پورے برج عقرب میں تقسیم ہو گئے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ۱۴ر نومبر مطابق ۲۸ر جمادی الاول کو قمر در عقرب (یعنی چاند برج عقرب میں) ہوا۔

ایک اور مثال ۶ر مئی ۱۹۹۳ء مطابق ۱۳ر ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ کی
یکم جنوری سے ۶ر مئی تک کل ایام

جنوری + فروری + مارچ + اپریل + مئی

۳۱ + ۲۸ + ۳۱ + ۳۰ + ۶ = ۱۲۶ دن

کل دن میں ۱۰ کا اضافہ کرنے پر ۱۲۶ + ۱۰ = ۱۳۶

بروج کے ایام کی تقسیم

جدی + دلو + حوت + حمل

۲۹ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۱ = ۱۲۰

اس کے بعد ۱۶ دن (۱۳۶ - ۱۲۰ = ۱۶) بچے جو برج ثور میں آئے۔
معلوم ہوا کہ سورج برج ثور میں ہے۔ اب ۶ر مئی مطابق ہے ۱۳ر ذیقعدہ کے تو چاند کی تاریخ کو ۱۳ سے ضرب دینے پر ۱۳ × ۱۳ = ۱۶۹

۲۶ کا اضافہ کرنے پر ۱۶۹ + ۲۶ = ۱۹۵

اب برج ثور (جس میں ۶ر مئی کو سورج ہے) سے ہر برج میں ۳۰۔۳۰ کی تقسیم کرنے پر

ثور + جوزا + سرطان + اسد + سنبلہ + میزان

۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ + ۳۰ = ۱۸۰

اس کے بعد ۱۵ (۱۹۵ - ۱۸۰ = ۱۵) بچے جو برج عقرب میں آئے۔
لہٰذا معلوم ہوا کہ ۶ر مئی مطابق ۱۳ر ذی قعدہ کو قمر در عقرب ہوا۔

قرآن کریم میں ہے:

"بہت بابرکت ہے وہ خدا جس نے آسمان پر برج بنائے اور ان برجوں میں آفتاب کا چراغ اور جگمگاتا چاند بنایا۔" (سورۂ فرقان آیت نمبر ۶۱)

آٹھواں آسمان جسے شریعت میں کرسی کہتے ہیں اس کی خربزہ کی قاشوں کے سے بارہ ٹکڑے برابر کے ہیں انھیں کو برج کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں آفتاب تو ایک مہینہ رہتا ہے اور ماہتاب ایک ہی مہینہ میں سب برجوں کو طے کرتا اور ہر برج میں ڈھائی دن رہتا ہے (دیکھیے قرآن کریم سورہ حجر آیت نمبر ۱۶ کا حاشیہ) اور ان ہی آفتاب (سورج) اور ماہتاب (چاند) کے بروج سے قمر در عقرب نکالا جاتا ہے جو تقریباً دو دن پانچ گھنٹہ رہتا ہے۔ اور دو قمر در عقرب کے بیچ تقریباً ۲۵ دن ۱۰ گھنٹہ کا وقفہ رہتا ہے۔ یہ گھنٹہ، منٹ، سکنڈ میں رہتا ہے جس کے نکالنے کا طریقہ نجوم کی کتابوں (مثلاً دیکھیے محمد واجد علی شاہ کے زمانے میں لکھی گئی کتاب انوار النجوم، سید محمد حسن عرف میر غلام حسین دہلوی ص ۲۹، ۳۰، ۳۷، ۳۸ وغیرہ، حسن پرنٹنگ پریس، ہیوٹ روڈ، لکھنؤ) میں ملتا ہے۔ سہولیت کے لیے جنتریوں کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

(تقی علی عابدی)

۱۴۷ تا ۱۴۹ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷

۱۵۰ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷۔ نکاح کے رات میں واقع ہونے سے متعلق علامہ سید ذیشان حیدر جوادی نے لکھا ہے کہ:

"عقد کا رات میں واقع ہونا اس سہانے ماحول کی طرف اشارہ ہے جس میں جنسی ترغیب کے بے شمار اسباب از خود فراہم ہو جاتے ہیں اور انسان ایک ذہنی سکون محسوس کرنے لگتا

ہے۔" (دیکھیے خاندان اور انسان۔ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی ص ۴۶، مذہبی دنیا ۱۹، کولہن ٹولہ، الہ آباد، ۱۹۸۲ء)

۱۵۱ و ۱۵۲ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷

۱۵۳ موجودہ دور میں جہیز دینے یا لینے والوں کے خلاف احتجاج کیا جاتا ہے جب کہ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو جہیز دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ باپ اپنی بیٹی کو نئے گھر کا انتظام کرنے کے لیے جہیز دے سکتا ہے۔ لیکن اسے اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی بیٹی (یعنی فاطمہ زہراؑ) کا جہیز تیار کرنے کے لیے لڑکے (یعنی حضرت علیؑ) سے مہر کا تقاضہ کیا اور اسی سے جہیز تیار کیا۔ لہٰذا ہر باپ کو اپنی بیٹی کا جہیز تیار کرنے کے لیے چاہیے کہ وہ اس کے ہونے والے شوہر (یعنی لڑکے والوں) سے مہر کا تقاضہ کرے اور اسی سے ضروریات زندگی کا سامان یعنی جہیز تیار کرے۔ (تقی علی عابدی)

۱۵۴ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۸۷، بحوالہ مسائل زندگی ص ۱۹۰ - ۱۸۹

۱۵۵ حدیث میں آیا ہے کہ پانچ سو کا تعین اس وجہ سے ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے کہ جو مؤمن سو مرتبہ اللہ اکبر سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ سو مرتبہ الحمد للہ سو مرتبہ سبحان اللہ اور سو مرتبہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ محمد و آل محمد (سب ملا کر پانچ سو مرتبہ) کہے گا اور اس کے بعد کہے گا اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ (یعنی اے اللہ میرا بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے جوڑا لگا)، تو خدا بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے

اس کا جوڑا لگائے گا اور اس بندۂ مؤمن کے پڑھے گئے پانچ سو کلمات (یعنی سو سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) کو مہر قرار دے گا۔
(دیکھیے اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۰۹)

۱۵۶ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۸۷، بہ حوالہ مسائل زندگی ص ۱۹۰

۱۵۷ تحفۃ العوام ص ۴۲۸

۱۵۸ و ۱۵۹ قرآن کریم سورۂ نسار آیت نمبر ۴ و ۲۴

۱۶۰ عام طور پر شیعوں میں نکاح کے وقت وہ خطبہ پڑھا جاتا ہے جو امام محمد تقیؑ نے خلیفہ مامون رشید کی بیٹی ام الفضل کے ساتھ اپنے عقد نکاح کے موقع پر پڑھا۔ (دیکھیے اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۰۹، تہذیب الاسلام ص ۱۰۸، تحفۃ العوام ص ۲۵۔۴۲۴، چودہ ستارے، سید نجم الحسن کراروی ص ۳۸۲، شیعہ جنرل بک ایجنسی، انصاف پریس، لاہور، ۱۹۷۴ء) بعض علمار نے اسی کو بہتر جانا ہے

۱۶۱ قرآن کریم سورۂ فرقان آیت نمبر ۵۴

۱۶۲ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷

۱۶۳ ملتا ہے کہ شب رخصت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے اپنا خچر اشہب نامی طلب فرمایا اور ایک چادر جو رنگ برنگ کے ٹکڑے پارچوں سے جوڑ کر بنائی گئی تھی اس کے منہ پر ڈال دی۔ جناب سلمان فارسی کو حکم دیا کہ اس کی لگام تھام کر چلیں۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو حکم

دیا کہ اس پر سوار ہو جائیں اور خود آنحضرتؐ پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ راستے میں فرشتوں کی آواز آنحضرتؐ کے گوش مبارک میں پہنچی دیکھا کہ جبرئیلؑ میکائیل ایک ایک ہزار فرشتے ہمراہ لے کر آئے ہیں اور انھوں نے عرض کی کہ حق تعالیٰ نے ہم کو حضرت فاطمہؑ کی رخصت کی مبارکباد کے لیے بھیجا ہے۔ اس وقت سے جبرئیلؑ میکائیل مع اپنے ہمراہی فرشتوں کے اللہ اکبر کہتے رہے۔ اسی سبب سے بوقت رخصت عروس اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۳)

۱۶۴ تہذیب الاسلام ص ۱۱۷

۱۶۵ تہذیب الاسلام ص ۱۱۷

۱۶۶ تہذیب الاسلام ص ۱۱۶ و اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۱۲

۱۶۷ تہذیب الاسلام ص ۱۱۱ و تحفۂ احمدیہ جلد دوم ص ۱۳۹

۱۶۸ موجودہ زمانے میں زیادہ تر لوگ دلہن کے پیر صرف رسم سمجھ کر دھلاتے ہیں نہ کہ وصیت رسولؐ سمجھ کر ـــــ کاش کہ وصیت رسولؐ سمجھ کر پیر دھلائیں اور گھر کے کونے کونے میں پانی چھڑک کر خیر و برکت کا اندازہ لگائیں۔ آمین (نقی علی عابدی)

۱۶۹ جب کہ موجودہ زمانے میں دلہن کے وجود کو شوہر ـــ جہیز، بہتر کی تلاش، نازیبا حرکت وغیرہ کے باعث ختم کر دیتا ہے یا دلہن خود ـــ بعض اختلافات اپنی پسند کے مطابق زندگی نہ گذرنے، جہیز، بہتر کا انتخاب وغیرہ کے باعث اپنے وجود کو ختم کر لیتی ہے ـــ اس قسم کی خبریں روز پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں جس کو ختم کرنا ہر عورت اور مرد کا اپنی اپنی

جگہ فریضہ ہے۔ (تقی علی عابدی)

۱۷۰ جب کہ عام طور سے دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ دولھا تو خاموشی سے دلہن کے آنچل پر دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے لیکن دلہن سے نہیں کہہ پاتا کہ نماز پڑھو ــــــ ممکن ہے کہ بعض موقعوں پر دلہن شرعی سبب (یعنی حیض آنے) کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکی ہو اور بعد میں دھیرے دھیرے اسی کو رسم بنا لیا گیا ہو۔ لہٰذا چاہیے کہ اس رسم کو توڑیں اور امام محمد باقرؑ کی تعلیم کے مطابق دولھا اور دلہن دونوں نماز پڑھیں اور اپنے لیے خیر و برکت کی دعائیں کریں۔ یہی مذہب اسلام کی بنیادی تعلیم بھی ہے۔ (تقی علی عابدی)

۱۷۱ تہذیب الاسلام ص ۱۱۶ و اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۱۳

۱۷۲ و ۱۷۳ تہذیب الاسلام ص ۱۱۶ و ص ۱۱۷

۱۷۴ و ۱۷۵ تہذیب الاسلام ص ۱۱۷ و ص ۱۱۸

۱۷۶ آداب زواج ص ۶۰، صحیح بخاری، صحیح ترمذی، ابوداؤد بہ حوالہ آداب ازدواج سید احمد عروج قادری ص ۹، ادارۂ شہادت حق، نئی دہلی ۱۹۸۶ء

۱۷۷ و ۱۷۸ تہذیب الاسلام ص ۱۱۸

۱۷۹ ملتا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام جناب فاطمہ زہراؑ اور حضرت علیؑ کی شادی کے بعد شب زفاف (سہاگ رات) میں حضرت علیؑ کے گھر گئے اور پانی منگایا، اس سے وضو کیا اور وضو کا پانی حضرت علی پر ڈال کر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا فِیْ بِنَاءِ ھِمَا (یعنی اے اللہ ان کے تعلقات میں برکت نازل فرما اور ان کی شب زفاف کو ان کے لیے مبارک

بنا)۔ (دیکھیے ابن سعد، طبرانی، ابن عساکر بہ حوالہ آداب ازدواج ص ۱۶)

۱۸۰ و ۱۸۱ تہذیب الاسلام ص ۱۰۷ و ص ۱۱۴

۱۸۲ و ۱۸۳ دیکھیے توضیح المسائل (اردو) آقای سید ابوالقاسم الخوئی یا آقای سید محمد رضا گلپائیگانی بالترتیب ص ۲۸۳ یا ص ۳۸۶

۱۸۴ صحیح مسلم بہ حوالہ آداب ازدواج ص ۱۵ و آداب زواج ص ۶۰

۱۸۵ مسائل میں ملتا ہے کہ:

"جہاں بھی ایک مہینہ کہا جائے اس سے وہاں مہینے کی پہلی تاریخ سے لے کر تیسویں تاریخ تک مدت مقرر نہیں بلکہ خون آنا شروع ہونے کے دن سے لے کر تیس دن ختم ہونے تک مدت مراد ہے"۔ (دیکھیے توضیح المسائل (اردو) سید ابوالقاسم الخوئی ص ۵۰ و توضیح المسائل محمد رضا گلپائیگانی ص ۹۱-۹۰)

۱۸۶ و ۱۸۷ قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۲ و حاشیہ

۱۸۸ آداب زواج ص ۶۴

۱۸۹ مسائل میں ملتا ہے کہ:

"حائض کے ساتھ صحبت کے علاوہ، باقی ہر قسم کی چھیڑ چھاڑ، بوسہ بازی جائز ہے"۔ (دیکھیے توضیح المسائل (اردو) سید ابوالقاسم الخوئی ص ۵۰،

۱۹۰ مسائل میں ملتا ہے کہ:

"اگر عورت کے ایام حیض کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اور شوہر پہلے حصہ میں عورت کی قبل (یعنی آگے کے حصہ) میں جماع کرے تو مستحب بلکہ احتیاط یہ ہے کہ چنے کے اٹھارہ دانوں کے برابر

سونا کفارہ کے طور پر فقیر کو دے اور اگر دوسرے حصہ میں جماع کرے تو نو دانوں کے برابر اور اگر تیسرے حصہ میں جماع کرے تو ساڑھے چار دانوں کے برابر دے۔ مثلاً ایک عورت کو چھ دن حیض آتا ہے تو اگر شوہر پہلے دو دنوں کی رات یا دن میں جماع کرے تو مستحب بلکہ احتیاط یہ ہے کہ اٹھارہ دانے سونے کے دینے پڑیں گے اور تیسرے چوتھے دن یا رات میں ہو تو نو دانے اور پانچویں یا چھٹے دن رات میں ساڑھے چار دانے دینے پڑیں گے۔" دیکھیے توضیح المسائل (اردو) محمد رضا گلپائگانی، ص ۷۹، والخوئی ص ۵۰)

۱۹۱ے "شرمگاہ میں جماع کرنا عورت کے لیے حرام ہے اور مرد کے لیے بھی اگرچہ بمقدار جائے ختنہ ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ختنہ والی جگہ سے کم مقدار بھی داخل نہ کرے۔ اور حیض والی عورت کی دبر میں بھی وطی نہ کرے۔ چوں کہ سخت مکروہ ہے۔" (دیکھیے توضیح المسائل (اردو) گلپائگانی ص ۷۹)

۱۹۲ے مسند احمد، ۲/۴۴۴، ۴۷۹، نیز ابو داؤد جلد ۱ کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح بہ حوالہ جماع کے آداب، سلطان احمد اصلاحی ص ۲۹-۲۸، القلم پریس اینڈ پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۱۹۹۱ء

۱۹۳ے ترمذی ج ۱، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراہیۃ اتیان النساء فی ادبارہن، بہ حوالہ جماع کے آداب ص ۲۵۰

۱۹۴ے قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۲

۱۹۵ے توضیح المسائل (اردو) الخوئی ص ۵۱ و گلپائگانی ص ۸۱-۸۰

۱۹۶ے توضیح المسائل (اردو)، الخوئی ص ۵۸۔ جب کہ آقائے گلپائگانی نے کفارہ ادا کرنے کو احتیاط مستحب بتایا ہے۔ ملتا ہے:

"حالت نفاس میں عورت کو طلاق دینا باطل ہے اور اس سے ہمبستری کرنا حرام ہے اور اگر شوہر اس سے ہمبستری کر لے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جس طرح احکام حیض میں بیان ہو چکا ہے کفارہ ادا کرے۔" (دیکھیے توضیح المسائل (اردو) آقائی گلپائگانی ص ۹۲)

۱۹۷ے توضیح المسائل (اردو)، الخوئی ص ۱۷۲

۱۹۸ے قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۸۰

۱۹۹ے و ۲۰۰ے توضیح المسائل (اردو) الخوئی ص ۱۹۰

۲۰۱ے دستور حج، مسائل حج مطابق فتاوائے ابوالقاسم الخوئی، روح اللہ الخمینی مترجم سید محمد صالح رضوی ص ۳۹، نظامی پریس، لکھنؤ ۱۹۸۰ء

۲۰۲ے یاد رہے کہ اہل سنت کے یہاں طواف نساء نہیں ہے۔ تقی علی عابدی)

۲۰۳ے و ۲۰۴ے دستور حج ص ۸۳ و ص ۸۴

۲۰۵ے دیکھیے حیات انسان کے چھ مرحلے ص ۳۲ تا ۳۶

۲۰۶ے امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہو یا طلوع کرنے کے بعد ابھی پورا روشن نہ ہوا ہو بلکہ زردی مائل ہو اور اسی طرح ڈوبنے سے پہلے جب روشنی کم ہو گئی ہو اور زردی مائل ہو یا ڈوبتا ہو، ان اوقات میں

جنب ہونا مکروہ ہے۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۱ و اوراد المؤمنین و وظائف المتقین ص ۳۱۳)

۲۰۷ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۵

۲۰۸ھ یہی وجہ ہے کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کے موقعوں پر حاملہ عورتوں کو مختلف ہدایات کی جاتی ہیں مثلاً کچھ کاٹیں نہیں، جاگتی رہیں وغیرہ کیونکہ اس موقع پر حاملہ عورت کے کیے گئے عمل کا اثر شکم میں بڑھ رہے بچہ پر ضرور پڑتا ہے۔ (تقی علی عابدی)

۲۰۹ھ تہذیب الاسلام ص ۱۰۸

۲۱۰ھ ایضاً ص ۱۰۹، اور اوراد المؤمنین و وظائف المتقین میں یہی حدیث امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ (دیکھیے ص ۳۱۳)

۲۱۱ھ تہذیب الاسلام ص ۱۰۹

۲۱۲ھ تحفۃ العوام ص ۳۰۴

۲۱۳ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۳

۲۱۴ھ باتیں نہ کرنے سے متعلق ہی امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر جماع کے وقت بات کی جائے تو خوف ہے کہ بچہ گونگا پیدا ہو اور اگر اس حالت میں مرد عورت کے اندام نہانی کی طرف دیکھے تو خوف ہے کہ بچہ اندھا پیدا ہو۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۰۹)

۲۱۵ھ جہاں ایک موقع پر امام جعفر صادقؑ نے جماع کے وقت عورت کی اندام نہانی کی طرف نہ دیکھنے کی بات کہی ہے۔ وہیں دوسری جگہ ملتا ہے کہ:

"جماع کے وقت عورت کے اندام نہانی کی طرف دیکھنے میں کچھ حرج نہیں۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۰۹)

۲۱۶ھ یہاں کوٹھے سے مراد زیر آسمان کھلی چھت ہے نہ کہ کوٹھے کا کمرہ۔ (تقی علی عابدی)

۲۱۷ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۲-۱۱۱

۲۱۸ھ و ۲۱۹ھ ایضاً ص ۱۱۰ و اوراد المؤمنین و وظائف المتقین ۳۱۴-۳۱۳، لیکن اگر کنیز سے جماع کر رہا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ حدیث میں ہے کہ:

"لونڈی سے ایسی حالت میں جماع کرنے کا کہ اس مکان میں کوئی شخص ہو جو ان کو دیکھے یا ان کی آواز سنے کچھ مضائقہ نہیں۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۰)

۲۲۰ھ دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۰

۲۲۱ھ و ۲۲۲ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۵

۲۲۳ھ حیات انسان کے چھ مرحلے ص ۳۸

۲۲۴ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۶-۱۱۵

۲۲۵ھ ایضاً ص ۱۱۱-۱۱۰

۲۲۶ھ قانون مباشرت ص ۱۲

۲۲۷ھ تہذیب الاسلام ۱۱۳-۱۱۲ و تحفۂ احمدیہ جلد دوم ص ۱۴۱

۲۲۸ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۴ و اوراد المؤمنین و وظائف المتقین ۳۱۴

۲۲۹ھ ایضاً ص ۱۰۹ و ایضاً ص ۳۱۴

۲۳۰ھ یاد رکھنا چاہیے کہ امام جعفر صادقؑ سے جماع کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتیں بھی دریافت کی گئیں کہ ،

۱۔ اگر حالت جماع میں کپڑا عورت یا مرد کے منہ پر سے ہٹ جائے تو کیسا ؟ فرمایا کچھ حرج نہیں ۔

۲۔ اگر کوئی حالت جماع میں اپنی عورت کا بوسہ لے تو کیسا ؟ فرمایا کچھ حرج نہیں ۔ (اس عمل سے جنسی لذت میں کافی حد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس کا احساس عورت اور مرد دونوں کو ہوتا ہے) (تقی علی عابدی)

۳۔ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ننگا کر کے دیکھے تو کیسا ؟ فرمایا کہ نہ دیکھنے میں لذت زیادہ ہے ۔

۴۔ آیا پانی میں جماع کر سکتے ہیں ؟ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ۔

اور امام علی رضا سے دریافت کیا گیا کہ :

حمام میں جماع کر سکتے ہیں ؟ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ۔

(دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۰ - ۱۰۹)

۲۳۱ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۰

۲۳۲ھ توضیح المسائل اردو، محمد رضا گلپائگانی ص ۳۹۱ اور آقای ابوالقاسم الخوئی کے عملیہ میں ملتا ہے کہ :

" مرد کو اپنی دائمی نکاح جوان بیوی سے چار مہینے میں ایک بار ضرور صحبت کرنا چاہیے ۔" (دیکھیے توضیح المسائل الخوئی ص ۲۸۷)

۲۳۳ھ تہذیب الاسلام ص ۱۲۲

۲۳۴ھ قرآن کریم سورۂ آل عمران آیت نمبر ۳۸

۲۳۵ھ قرآن کریم سورۂ والصّٰفّٰت آیت نمبر ۱۰۰

۲۳۶ھ تحفۂ احمدیہ جلد دوم ص ۱۳۹

۲۳۷ھ ماہرین جنسیات نے عورت کے شہوانی جذبات کو برانگیختہ کرنے کے لیے چاند کی تاریخوں کے حساب سے الگ الگ حساس مقامات کو بتایا ہے جس کو سہلانے اور مسلنے سے عورت بہت جلد بے قابو ہو کر مجامعت کے لیے تیار ہو جاتی ہے اور مرد اپنی پوری مردانگی کے ساتھ مجامعت کر کے خود بھی لذت اٹھاتا ہے اور بیوی کو بھی لذت بخشتا ہے ۔ اسی موقع پر عورت خود بھی لطف اندوز ہوتی ہے اور مرد کو بھی مزے دیتی ہے ۔ خود بھی انزال ہوتی ہے اور مرد کو بھی پورے پیار سے انزال کراتی ہے اور ہمیشہ جنسی ملاپ کی متمنی رہتی ہے ۔

چاند کی تاریخوں کے لحاظ سے عورت کے حساس مقامات کا چارٹ اس طرح تیار کیا گیا ہے :

بائیں طرف		دائیں طرف	
تاریخ	مقام	تاریخ	مقام
۱	پاؤں کا انگوٹھا	۶	کمر
۲	کف پا	۷	شرم گاہ
۳	ساق سیمیں (پنڈلی)	۸	ناف

۴	گھٹنے کے نیچے	۲۱	لب
۹	پستان (چھاتی)	۱۰	گردن
۵	ران	۱۱	لب
۱۰	گردن	۲۲	پستان
۱۱	لب (ہونٹ)	۲۳	ناف
۱۲	رخسار	۲۴	شرمگاہ
۱۳	کان کے نیچے	۲۵	کمر
۱۴	پیشانی	۲۶	ران
۱۵	سر	۲۷	گھٹنے کے نیچے
۱۶	سر	۲۸	ساق
۱۷	پیشانی	۲۹	کف پا
۱۸	کان کے نیچے	۳۰	انگوٹھا
۱۹	رخسار	•	
۲۰	دہن ولب		

(دیکھیے قانون مباشرت ص ۳۴-۳۳-۳۲)

۲۳۸ھ عورت پر چھانے سے متعلق قرآن میں ہے:

"تو جب مرد عورت کے اوپر چھا جاتا ہے (یعنی ہمبستری کرتا ہے) تو بی بی ایک ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے۔" (دیکھیے

قرآن کریم سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۸۹)

یا:

"تم ان کے لیے لباس ہو اور وہ تمھارے لیے لباس ہیں۔"

(دیکھیے قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

یعنی جماع کے وقت مرد اور عورت ایک دوسرے سے اس طرح لپٹ اور چمٹ جاتے ہیں۔ جس طرح سے لباس بدن سے چمٹا رہتا ہے۔ علاوہ بریں دونوں ایک دوسرے کے مخصوص مقامات کو جماع کی حالت میں لباس ہی کی طرح چھپا لیتے ہیں۔ شاید اسی لیے دونوں کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔

۲۳۹ھ حیات انسان کے چھ مرحلے، ص ۴۴

۲۴۰ھ قرآن کریم سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۸۹

۲۴۱ھ قرآن کریم سورۂ نجم آیت نمبر ۴۶-۴۵

۲۴۲ھ قرآن کریم سورۂ قیامۃ آیت نمبر ۳۷

۲۴۳ھ قرآن کریم سورۂ واقعہ آیت نمبر ۵۹-۵۸

۲۴۴ھ صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل بحوالۂ جماع کے آداب ص ۲۰

۲۴۵ھ قرآن کریم سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۳

۲۴۶ھ سیکس تکنیک، ڈاکٹر کیول دھیر ص ۱۹۹، شمع بک ڈپو، نئی دہلی بحوالہ جماع کے آداب

۲۴۷ھ دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۲

۲۴۸ دیکھیے جماع کے آداب ص ۶۱

۲۴۹ موجودہ دور میں بعض جگہ یہ ضرور دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر مرد پہلی رات (یعنی سہاگ رات) میں اپنی نئی نویلی دلہن سے کسی وجہ سے مباشرت نہیں کرتا تو لڑکی کے گھر والے (خصوصاً ماں) مرد کے نامرد ہونے کا یقین کر کے مختلف قسم کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ جب کہ انھیں دو چار دن حالات کو دیکھ کر ہی فیصلہ کرنا چاہیے، نہ کہ پہلے ہی دن۔ (تقی علی عابدی)

۲۵۰ صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل بہ حوالہ جماع کے آداب ص ۲۰

۲۵۱ قرآن کریم سورۂ نساء آیت نمبر ۴۳

۲۵۲ قرآن کریم سورۂ مائدہ آیت نمبر ۶

۲۵۳ اوراد المومنین و وظائف المتقین ص ۳۱۷

۲۵۴ جماع کے آداب ص ۱۵

۲۵۵ تہذیب الاسلام ص ۱۱۰

۲۵۶ صحیح مسلم جلد ۴، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ بہ حوالہ جماع کے آداب ص ۵۴ و آداب زواج ص ۷۰ اور آداب ازدواج ص ۱۵

۲۵۷ قرآن کریم سورہ واقعہ آیت نمبر ۵۹ - ۵۸

۲۵۸ فروع الکافی جلد ۶ ص ۱۴ بہ حوالہ حیات انسان کے چھ مرحلے ص ۴۹ - ۴۸

۲۵۹ قرآن کریم سورۂ الشوریٰ آیت نمبر ۵۰ - ۴۹

۲۶۰ قرآن کریم سورۂ الشوریٰ حاشیہ مولانا فرمان علی آیت نمبر ۵۰ - ۴۹

۲۶۱ و ۲۶۲ قرآن کریم سورۂ نحل آیت نمبر ۵۷ تا ۵۹ و زخرف آیت نمبر ۱۷-۱۶

۲۶۳ تربیت اولاد ص ۳۹۔ (اولاد کی تربیت کے سلسلے میں تفصیلی معلومات کے لیے یہ کتاب دیکھی جا سکتی ہے۔)

۲۶۴ تربیت اولاد ص ۴۲ - ۴۱

۲۶۵ مستدرک جلد ۲، ص ۵۵۰ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۱۶۲

۲۶۶ بحار الانوار جلد ۱۰۳، ص ۲۵۴ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۲۴

۲۶۷ قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۸

۲۶۸ اسی سلسلے میں رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ "مرد کا عورت سے یہ کہنا کہ مجھے تجھ سے محبت ہے اس کے دل سے کبھی نہیں نکلتا۔"

(دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۸ و شافی جلد ۲ ص ۱۳۸، بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۱۶۶

اور امام جعفر صادقؑ نے بیوی سے محبت کرنے والے شخص کو اپنا دوست بتایا ہے:

"جو شخص اپنی بیوی سے محبت کا زیادہ اظہار کرتا ہے وہ ہمارے دوستوں میں سے ہے۔" (دیکھیے خاندان کا اخلاق ص ۱۶۶)

۲۶۹ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

"نیک اور بلند مرتبہ لوگ اپنی بیویوں کی عزت کرتے ہیں اور پست ذہنیت اور نیچ لوگ ان کی توہین کرتے ہیں۔"

(دیکھیے خاندان کا اخلاق ص ۱۶۹)

اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"جو شخص شادی کرے اسے چاہیے کہ بیوی کی عزت اور اس کا احترام کرے۔" (دیکھیے بحارالانوار جلد ۱۰۳، ص ۲۲۴ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص۱)

۵۲۷۰ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورت کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرے۔ فرمایا کہ ہر شخص کے اہل و عیال اس کے قیدی ہیں اور خدا سب سے زیادہ اس بندے کو دوست رکھتا ہے جو اپنے قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱)

۵۲۷۱ معتبر حدیث میں وارد ہوا ہے کہ

"عورت کا حق مرد پر یہ ہے کہ اسے پیٹ بھر کھانا کھلائے، ضرورت کے موافق کپڑا دے اور اگر احیاناً اس سے کوئی قصور ہو جائے تو بخش دے۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۰)

اور حضرت علیؑ نے یہاں تک کہا ہے کہ:

"ہر حال میں عورتوں سے نباہ کرو۔ ان سے خوش بیانی کے ساتھ بات کرو۔ شاید اس طریقۂ کار سے ان کے اعمال نیک ہو جائیں۔"
(دیکھیے بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۳ بہ حوالۂ خاندان کا اخلاق ص ۱۹۸)

اسی طرح امام زین العابدینؑ نے ارشاد فرمایا:

"تم پر عورت کا یہ حق ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ کیوں کہ وہ تمھاری دست نگر ہے۔ اس کے کھانے کپڑے کا انتظام کرو۔ اس کی نادانیوں کو معاف کر دو۔" (دیکھیے بحارالانوار جلد ۷۴

ص ۵ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۱۹۸)

اسی لیے رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"عورتوں کی مثال پسلی کی ہڈی کی سی ہے کہ اگر اسے اس کے حال پر رہنے دو گے تو نفع پاؤ گے اور اگر سیدھا کرنا چاہو گے تو ممکن ہے کہ وہ ٹوٹ جائے۔ (حاصل کلام یہ ہے کہ عورتوں کی ذرا ذرا سی ناخوشیوں پہ صبر کرو)" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۲)

۵۲۷۲ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ:

"جس شہر میں کسی شخص کی زوجہ موجود ہو وہ اس شہر میں رات کو کسی دوسرے شخص کے مکان میں سوئے اور اپنی بی بی کے پاس نہ آئے تو یہ امر اس صاحب خانہ کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔
(دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱)

۵۲۷۳ قرآن کریم میں ملتا ہے کہ:

"جو لوگ اپنی بی بیوں کے پاس جانے سے قسم کھائیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔" (دیکھیے قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۶)

۵۲۷۴ حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو وصیت فرمائی کہ:

"دیکھو اپنے کلام میں ہنسی کی بات کا ذکر تک نہ لانا اگرچہ دروغ بر گردنِ راوی کی حیثیت سے ہو۔ خبردار عورتوں سے مشورہ نہ لینا۔ کیوں کہ ان کی عقل کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے اور انھیں پردے میں پابند کر کے ان کی آنکھوں پر پہرہ بٹھا دو۔ کیوں کہ

پردہ جتنا سخت ہوگا ان کی آبرو اتنی ہی محفوظ رہے گی اور ان کا گھر سے نکلنا اتنا خطرناک نہیں، جتنا کسی ناقابل اعتماد (غیر محرم) کو ان کے گھروں میں جانے دینا ہے اور اپنی طاقت بھر کوشش کرو کہ تمھارے سوا کسی (غیر محرم) سے ان کی جان پہچان نہ ہونے پائے اور عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے معاملا میں من مانی مت کرنے دو۔ عورت ایک پھول ہے کارفرما نہیں اس کی واجبی عزت سے آگے نہ بڑھو اور اسے اتنا سر نہ چڑھاؤ کہ وہ اپنے غیر کی سفارش کرنے لگے اور دیکھو عورت پر بیجا بدگمانی کا اظہار نہ کرنا کیوں کہ یہ (بدگمانی) نیک چلن عورت کو بدچلنی اور پاک دامن کو آلودگی کی دعوت دیتی ہے۔" (دیکھیے نہج البلاغہ مکتوب نمبر ۳۱ ص ۷۴۰ (اردو ترجمہ) ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی، انصاف پریس، لاہور ۱۹۷۴ء وتہذیب الاسلام ص ۱۲۱) عورت سے متعلق مزید تفصیلات کے لیے دیکھا جا سکتا ہے راقم الحروف کا مضمون "عورت نہج البلاغہ کی روشنی میں" ص ۲۷ تا ۳۵، ماہنامہ باب شہر علم، آل انڈیا علی مشن، فیض آباد جلد ۳، شمارہ ۱۰۰، جون جولائی ۱۹۸۹ء)

عورت سے مشورہ سے متعلق یہی ملتا ہے کہ:

"رسولؐ اللہ جب غزوات کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے اپنی عورتوں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور جو کچھ وہ رائے دیتی تھیں اس کے برخلاف عمل فرماتے تھے۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱-۱۲۲)

اسی لیے حضرت علیؑ نے کہا:

"جس شخص کے کاموں کی مدبر عورت ہو وہ ملعون ہے۔"

(دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱)

۲۷۵ رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ:

"عورتوں کو بالاخانہ اور کھڑکیوں میں جگہ مت دو اور ان کو کوئی چیز لکھنی نہ سکھاؤ اور سورۂ یوسف ان کو تعلیم نہ کرو۔ انھیں چرخہ کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱)

۲۷۶ معلوم ہونا چاہیے کہ رسولؐ خدا نے "عورتوں کو زین کی سواری سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تم نیک کاموں میں بھی عورتوں کی اطاعت نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی طمع بڑھ جائے اور پھر وہ تمھیں بدی کی طرف راغب کریں۔ ان میں سے جو بد ہیں ان سے پناہ مانگو اور جو نیک ہیں ان سے بھی پناہ مانگو۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱)

۲۷۷ عورتوں کی اطاعت سے متعلق رسولؐ خدا نے فرمایا:

"جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا خدا اسے سرنگوں جہنم میں ڈالے گا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! اس اطاعت سے کون سی اطاعت مراد ہے۔ فرمایا عورت اس سے حماموں میں جانے کی اور شادیوں کی، عیدگاہوں کی سیر کی یا میدان جنگ کے لیے جانے کی اجازت طلب کرے اور وہ اس کو اجازت دے دے یا گھر سے باہر پھینکے جانے کے لیے نفیس کپڑے منگوائے اور یہ اسے

لادے۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۲)

۲۷۸ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

"اپنا راز ان سے نہ کہو اور تمھارے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نسبت جو کچھ وہ کہیں ان کی ایک نہ سنو۔" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۱)

۲۷۹ حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو وصیت کرتے ہوئے کہا:

"دیکھو عورت پر بے جا بدگمانی کا اظہار نہ کرنا کیوں کہ یہ (بدگمانی) نیک چلن عورت کو بدچلنی اور پاک دامن کو آلودگی کی دعوت دیتی ہے۔"

(دیکھیے نہج البلاغہ (اردو ترجمہ) مکتوب نمبر ۳۱ ص ۷۴۰)

۲۸۰ مکارم الاخلاق ص ۲۲۵ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۲۷۰

۲۸۱ مکارم الاخلاق ص ۲۴۸ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۲۷۱

۲۸۲ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۰۹ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۲۲۷

۲۸۳ کتاب "درآغوش خوش بختی" ص ۱۴۲ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۲۴

۲۸۴ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ:

"ایک عورت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ شوہر کا حق زوجہ پر کیا ہے۔ فرمایا لازم ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے، کسی وقت اور کسی حال میں اس کی نافرمانی نہ کرے۔ اس کے گھر سے اور اس کے مال میں سے بغیر اس کی اجازت کے صدقہ تک نہ دے۔ بغیر اس کی اجازت کے سنتی روزہ نہ رکھے۔ جس وقت وہ مباشرت کا ارادہ کرے انکار

نہ کرے گو اونٹ کی پشت ہی پر کیوں نہ سوار ہو۔ شوہر کے مکان سے بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ نکلے۔ اگر بلا اجازت باہر چلی گئی تو جب تک پلٹ کر نہ آئے گی تمام آسمان و زمین کے فرشتے اور تمام غضب و رحمت کے فرشتے اس پر لعنت کیے جائیں گے۔ پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ مرد پر کس کا حق سب سے بڑا ہے فرمایا باپ کا۔ عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا شوہر کا۔ عرض کی شوہر پر میرا حق اتنا نہیں ہے جتنا اس کا مجھ پر فرمایا نہیں۔ تیرے اور اس کے حق کی نسبت ایک اور سو کی بھی نہیں ہے۔ اس عورت نے عرض کی یا رسول اللہ! اسی خدا کی قسم جس نے آپ کو اظہار حق کے لیے مبعوث کیا ہے میں ہرگز ہرگز نکاح نہ کروں گی۔"

اسی طرح:

"ایک عورت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آئی اور عورت پر جو حقوق شوہر کے ہوتے ہیں ان کی نسبت سوال کیا آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ حقوق اتنے ہیں کہ بیان میں نہیں آسکتے۔ از آنجملہ یہ ہیں کہ عورت بغیر شوہر کی اجازت کے سنتی روزہ نہ رکھے۔ بلا اس کی اجازت گھر سے باہر نہ نکلے۔ عمدہ سے عمدہ خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کرے۔ اچھے سے اچھے کپڑے پہنے اور جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو بنا سنوار کے صبح و

شام اس کے سامنے آئے اور اگر وہ جماع کا ارادہ کرے تو انکار
نہ کرے" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۱۹ - ۱۱۸)

اور رسول خدا نے ارشاد فرمایا:

"جس عورت کو اس کا شوہر مباشرت کے لیے بلائے اور وہ اتنی تاخیر کردے کہ شوہر سو جائے تو جب تک وہ بیدار نہ ہوگا فرشتے برابر اس پر لعنت کیے جائیں گے" (دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۰)

اور ہر عورت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ:

عورت بغیر شوہر کی اجازت کے سوائے مندرجہ ذیل صورتوں کے کسی اور کام میں اپنا ذاتی مال بھی صرف نہیں کر سکتی یعنی حج، زکوٰۃ، ماں باپ کے ساتھ سلوک اور اپنے پریشان و محتاج عزیزوں اور قریبوں کی امداد۔
(دیکھیے تہذیب الاسلام ص ۱۲۰)

۲۸۵ھ تہذیب الاسلام ص ۱۱۹

۲۸۶ھ ایضاً ص ۱۱۹

۲۸۷ھ شافی جلد ا ص ۱۶۶ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۱۷۶

۲۸۸ھ بحارالانوار جلد ۱۷ ص ۳۸۹ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۳۵

۲۸۹ھ شافی جلد ا ص ۱۷۶ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۱۷۶

۲۹۰ھ قرآن کریم سورۂ نحل آیت نمبر ۳۱-۳۰

۲۹۱ھ بظاہر پاگل اور دیوانہ محسوس ہونے والے لوگ (ممکن ہے یہ لوگ جنسی خواہش کی تسکین نہ ہو پانے کی صورت میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو جاتے

ہوں)، کبھی اپنے اندر جنسی خواہش محسوس کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت ان کی حرکات و سکنات یا گفتگو سے مل جایا کرتا ہے۔

اسی شہر لکھنؤ میں ایک ۲۰-۱۸ سال کا مادر زاد ننگا یا کبھی کبھی صرف قمیص پہنے ہوئے ایک نوجوان لڑکا دکھائی دیتا ہے جو چلتی ہوئی سڑک پر راستہ چلتے اپنا آلۂ تناسل ہاتھ میں لینے، کبھی کبھی مشت زنی کرکے منی نکالنے اور منی کو اپنے ہاتھ پر دیکھنے میں بے حد خوش ہوتا ہے۔ (یہ لڑکا حسین آباد کے علاقہ میں اکثر دکھائی دیتا ہے) اور

۷۰-۶۰ سال کا ایک ضعیف اپنی کمر پر تہبند ہلاتا دیکھا جا سکتا ہے جس کی زبان پر ہر وقت یہ الفاظ

"تصویر بناتا ہوں تصویر نہیں بنتی"

رہتے ہیں۔ گویا اس کے ذہن میں کوئی خاص تصویر ہی رہتی ہے۔ (اس شخص کو سبزی منڈی چوک کے علاقہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔)

یا اسی قسم کی اور مثالیں تلاش کی جا سکتی ہیں۔ (تقی علی عابدی)

۲۹۲ھ نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۰۲ ص ۶۰۹

۲۹۳ھ ایضاً خطبہ نمبر ۸۱ ص ۳۱۸

۲۹۴ھ ایضاً خطبہ نمبر ۲۲۱ ص ۸۲۴

۲۹۵ھ ایضاً خطبہ نمبر ۱۵۲ ص ۴۶۶

۲۹۶ھ جنگ جمل کے بعد عورتوں کی مذمت کرتے ہوئے حضرت علیؑ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"اے گروہ مردم عورتوں کے ایمان، حظوظ (یعنی حصے کی کمی) اور عقلیں ناقص ہوتی ہیں۔

نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز و روزہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتیں۔

نقص عقول کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار پائی ہے۔ اور

حصہ کی کمی کا ثبوت یہ ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں کے مقابلہ میں نصف ہوتا ہے۔

پس بری عورتوں سے ڈرتے رہو اور اچھی عورتوں سے بھی خوفزدہ رہا کرو۔ اچھی باتوں میں بھی ان کے فرماں بردار نہ بن جایا کرو تاکہ بری باتوں میں مشورہ دینے کی انھیں ہمت ہی نہ ہو"

(دیکھیے نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۸۰، ص ۳۱۶)

لیکن یہ اہتمام خداوندی ہے کہ اس نے بچہ کے لیے پہلی درس گاہ ماں (یعنی عورت جو ناقص العقل کہی گئی) کی گود قرار دی ہے۔ جو بچہ کی تعلیم و تربیت کی وہ عظیم کڑی ہے جس کے ذریعہ بچہ ترقی کی آخری منازل کو بہ آسانی طے کر سکتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت اپنی عقل کا صحیح استعمال کرے۔ کیوں کہ عورت ہر چیز کو کر گذرنے پر قدرت رکھتی ہے۔

اسلام نے اسی (ناقص العقل) عورت (یعنی ماں) کی عظمت

کو بتاتے ہوئے کہا:

"ماؤں کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔" (دیکھیے نہج الفصاحت بہ حوالہ زن از دیدگاہ نہج البلاغہ۔ فاطمہ علائی رحمانی ص ۲۵۰، سازمان تبلیغات اسلامی، قم، ایران)

۲۹۷ھ قرآن کریم میں مردوں کے قوی ہونے سے متعلق ملتا ہے:

"مردوں کا عورتوں پر قابو ہے۔" (دیکھیے قرآن کریم سورہ نساء آیت نمبر ۳۴)

۲۹۸ھ نہج البلاغہ، ارشاد نمبر ۲۳۸ ص ۸۲۸

۲۹۹ھ ایضاً ارشاد نمبر ۶۱ ص ۸۳۰

۳۰۰ھ مجمعہ البیضاء جلد ۲ ص ۷۲ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۴۴

۳۰۱ھ قرآن کریم سورہ تغابن آیت نمبر ۱۴

۳۰۲ھ شاید اسی لیے شریعت نے مردوں کو دشمن عورتوں سے بچنے کے لیے طلاق دینے اور دشمن بچوں سے بچنے کے لیے عاق کرنے کا حق دے رکھا ہو۔ (بچوں کو عاق کرنے کا حق عورت یعنی ماں کو بھی ہے)

۳۰۳ھ یاد رکھنا چاہیے کہ جو مرد اپنی عورت اور بچہ پر ظلم و زیادتی کرے وہ مومن نہیں بغیر مومن ہے اور یقیناً جہنم کا مستحق بھی۔ (تقی علی عابدی)

۳۰۴ھ قرآن کریم سورۂ فرقان آیت نمبر ۷۴ تا ۷۶

۳۰۵ھ قرآن کریم سورۂ مومن آیت نمبر ۸-۷

۳۰۶ھ قرآن کریم سورۂ زخرف آیت نمبر ۶۸ تا ۷۲

۳۰۷ھ قرآن کریم سورہ یٰسٓ آیت نمبر ۵۶-۵۵

٣٠٨ـ محجۃ البیضاء جلد ۲ ص ۲۷ بہ حوالہ خاندان کا اخلاق ص ۴۳

٣٠٩ـ قرآن کریم سورۂ دخان آیت نمبر ۵۴

٣١٠ـ قرآن کریم سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۴ تا ۱۷

٣١١ـ قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۵

٣١٢ـ قرآن کریم سورۂ طور آیت نمبر ۱۷ تا ۲۱

٣١٣ـ قرآن کریم سورۂ واقعہ آیت نمبر ۲۲ تا ۳۰

٣١٤ـ قرآن کریم سورۂ رحمٰن آیت نمبر ۷۰ تا ۷۷

٣١٥ـ قرآن کریم سورۂ طور آیت نمبر ۲۵-۲۴

٣١٦ـ قرآن کریم سورۂ واقعہ آیت نمبر ۱۰-۱۷

٣١٧ـ قرآن کریم سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۷۷

مآخذ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف/مولف/مرتب	مترجم	مطبع	مقام اشاعت	سنہ اشاعت
۱۔	قرآن کریم	کلام اللہ	فرمان علی	نظامی پریس	لکھنؤ	۱۹۳۳ء
۲۔	المعجم المفہرس	محمد فواد عبد الباقی	—	سہیل اکیڈمی	لاہور، پاکستان	۱۹۸۳ء
۳۔	نہج البلاغہ	حضرت علی ابن ابیطالب سید رضی	مرزا یوسف حسین	شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس	لاہور	۱۹۷۴ء
۴۔	آداب ازدواج	سید احمد عروج قادری	—	شہادت حق	نئی دہلی	۱۹۸۶ء
۵۔	آداب زولج	ابو جواد محمد الاعظمی	—	اسرار کریمی پریس	الہ آباد	۱۹۸۵ء
۶۔	اسلامی سماج	ریو بن لیوی	ڈاکٹر مشیر الحق	ترقی اردو بیورو	نئی دہلی	۱۹۸۷ء
۷۔	انوار النجوم	میر غلام حسین	—	حسن پرنٹنگ پریس	لکھنؤ	—
۸۔	اوراد المومنین و وظائف المتقین	سید مصطفیٰ	—	—	—	—
۹۔	جلد چہارم تحلیل نفسی کا اجمالی خاکہ	سگمنڈ فرائڈ	پروفیسر ظفر احمد صدیقی	ترقی اردو بیورو	نئی دہلی	۱۹۸۵ء

۱۰-	تحفۂ احمدیہ جلد دوم	سید ابوالحسن	—	بستان مرتضوی	—	۱۳۰۵ھ
۱۱-	تحفۃ العوام	محمد حسین	—	نول کشور	لکھنؤ	۱۹۷۵ء
۱۲-	تربیت اولاد	علی شاہ کاظمی	—	عباس بک ایجنسی	لکھنؤ	۱۹۹۲ء
۱۳-	توضیح المسائل (اردو)	سید ابوالقاسم الخوئی	—	تنظیم المکاتب	لکھنؤ	—
۱۴-	توضیح المسائل (اردو)	سید محمد رضا گلپائگانی	سید فیاض حسین نقوی	دار القرآن کریم	قم (ایران)	۱۴۱۳ھ
۱۵-	توضیح المسائل (فارسی)	〃	—	〃	〃	—
۱۶-	تہذیب الاسلام	ملا محمد باقر مجلسی	سید مقبول احمد	—	—	۱۳۲۸ھ
۱۷-	جماع کے آداب	سلطان احمد اصلاحی	—	القلم پریس اینڈ پبلیکیشنز	نئی دہلی	۱۹۹۱ء
۱۸-	توحید (ماہنامہ)	—	—	سازمان تبلیغات اسلامی	قم (ایران)	مئی جون ۱۹۸۸ء
۱۹-	چودہ ستارے	سید نجم الحسن	—	انصاف پریس	لاہور	۱۹۷۴ء
۲۰-	حیات ازدواج فی التفسیر جنسیات	سید علی احمد مولفؒ سید حبیب الرحمن مرتبؒ	—	—	—	—

۲۱-	خاندان کا اخلاق	ابراہیم امینی	عندلیب زہرا	دار الثقافۃ الاسلامیہ	پاکستان	۱۴۱۰ھ
۲۲-	خاندان اور انسان	سید ذیشان حیدر	—	مذہبی دنیا	الٰہ آباد	۱۹۸۳ء
۲۳-	حیات انسان کے چھ مرحلے	سید سجاد الحسینی	پروفیسر علی حسنین شیفتہ	جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان	کراچی	۱۹۸۹ء
۲۴-	دستور حج		سید محمد صالح رضوی	نظامی پریس	لکھنؤ	۱۹۸۰ء
۲۵-	دوشیزہ	محمد یوسف حسن	—	مرکنٹائل پریس	لاہور	—
۲۶-	رسالہ نخلبندی	میر امان اللہ حسینی	ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی (راقم)	زیر طبع		
۲۷-	رسولؐ اور تعدد ازدواج	سید مصطفیٰ احسن رضوی	—	امامیہ مشن سرفراز قومی پریس	لکھنؤ	۱۳۸۹ھ
۲۸-	اخلاق جنسی در اسلام جہان غرب	مرتضیٰ مطہری	—	انتشارات صدرا	قم	—
۲۹-	باب شہر علم (ماہنامہ)	—	—	آل انڈیا علی مشن	فیض آباد	جون جولائی ۱۹۸۹ء
۳۰-	شادی اور تعلقات	عبدالوحید انصاری	—	—	—	۱۹۷۳ء
۳۱-	منی آرڈر لے جائیے	ذاکر بھائی		گولہ گنج	لکھنؤ	—

۳۲۔	قانون مباشرت	ولی الرحمٰن ناصر	—	فیصل پبلی کیشنز	نئی دہلی	۱۹۹۳ء
۳۳۔	یاد رکھنے کی باتیں	سید غلام مرتضیٰ	—	ادارۂ تعلیم قرآنی و عقائد جعفری	امروہہ	—
۳۴۔	نوجوان کے مسائل اور ان کا حل	علی اصغر چودھری	—	سرتاج کمپنی	دہلی	۱۹۸۱ء
۳۵۔	رازِ حیات	وحید الدین خاں	—	مکتبۃ الرسالہ	نئی دہلی	۱۹۸۷ء
۳۶۔	تربیت فرزند از نظر اسلام	حسین مظاہری	—	سازمان تبلیغات اسلامی	قم	۱۳۷۰ش
۳۷۔	ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟	عبدالکریم مشتاق	—	حیدری کتب خانہ	بمبئی	—
۳۸۔	متعہ اور اسلام	سید علی نقی نقوی	—	امامیہ مشن	لکھنؤ	۱۳۸۷ھ
۳۹۔	طب امام رضاؑ	ڈاکٹر سید حیدر مہدی	—	حیدری کتب خانہ	بمبئی	۱۹۸۹ء
۴۰۔	احباب جنتری	—	—	احباب پبلشرس	لکھنؤ	۱۹۹۳ء
۴۱۔	مسائل زندگی	—	سید احمد علی عابدی	نور الاسلام	فیض آباد	—
۴۲۔	عورت کا درجہ اسلام میں	سید محمد عبادت	—	امامیہ مشن	لکھنؤ	—
۴۳۔	کتاب الحدود والتعزیرات	سید محمد شیرازی	اختر عباس	مؤسسۃ الرسول الاعظم پاکستان	لاہور	۱۴۰۲ھ

۴۴۔	زن از دیدگاہ نہج البلاغہ	فاطمہ علائی رحمانی	—	سازمان تبلیغات اسلامی	قم	—
۴۵۔	تشکیل خانوادہ در اسلام	دکتر علی قائمی	—	مرکز انتشارات دار التبلیغ اسلامی	قم	۱۳۵۵ش
۴۶۔	इस्लाम में नारी के विशेष अधिकार भाग 1 व 2	मुर्तज़ा मुतहरी	डॉ० शमसुल हसन ज़ैदी व डॉ० मुनतज़र जाफ़री	उपकार प्रेस	लखनऊ	۱۹۹۵ء
۴۷۔	Kama Sutra	Vatsyayana	Mulk Raj Anand	Om Prakash Jain	New Delhi	1982ء

اہل ذکر...؟

مشہور محقق و مصنف علامہ ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی نے اپنے حقیقت نگار قلم اور جودت فکر سے اسلامی دنیا میں ہلچل مچادی ہے۔ علامہ تیجانی نے علمی ارتقاء جدید اندازِ فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے سلیس و سادہ اور پرخلوص طریقہ سے مسلمانوں کی ہدایت کا کام شروع کیا۔ ان کے علمی تبحر اور طرز تحریر و تحقیق کا انداز قارئین کو ان کی گذشتہ تالیف "ثم اهتديت" اردو ترجمہ مجھے راستہ مل گیا کے نام سے اور "لاكون مع الصادقين" اردو ترجمہ حکم اذان کے نام سے متعدد ایڈیشن چھپ کر ختم ہو چکے ہیں اور قارئین میں نئی تصنیف کا شدت سے احساس پایا جارہا ہے۔ لہٰذا ان کی تیسری کتاب "فاسئلوا اهل الذكر" کا اردو ترجمہ شائقین حضرات کے لیے شائع ہو گیا ہے۔

سائز ۳۶×۲۲ صفحات ۵۵۵ قیمت مجلد ستّر روپئے

عرفان امامت

(حالات امام زمانہ علیہ السّلام)

امام آخرالزماںؑ کے حالات پر ایک مفصل اور تاریخی کتاب جس میں امامت پر تفصیلی بحث اور امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت سے غیبت کبریٰ تک حقائق پر مبنی تفصیلی حالات۔ ظہور کی علامتیں، عدل و انصاف اور نظام حکومت نیز زمانے کے تغیرات کی مکمل تصویر کشی کی گئی ہے۔ یہ کتاب ملتِ اسلامیہ کے لیے یقیناً ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ یہ کتاب ہر شیعہ کے مطالعہ میں ہونا چاہیے۔

سائز ۳۶×۲۲ صفحات ۴۶۴ مجلد قیمت ستّر روپئے

ملنے کا پتہ

عباسؑ بک ایجنسی، درگاہ حضرت عباسؑ، رستم نگر، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝

اسلام کے حقیقی نظریات اور معارف کے ادراک اور

آپ کے علمی، دینی اور روحانی ذوق کی تسکین کے لئے

عالم اسلام کے جید عالموں اور دانشوروں کی تحقیقی کاوشوں پر مبنی اور اپنے مواد کی صحت، دیدہ زیب کتابت، عمدہ کاغذ اور خوبصورت طباعت سے مزیّن ہونے کی بنا پر مندرجہ ذیل مطبوعات کتابوں کی دنیا میں یقیناً گراں بہا اضافہ ہیں

توبہ — دست غیب شیراز — ۱۵/=

تربیت اولاد — مولانا جان علی شاہ کاظمی — ۲۵/=

اوّلین موذن اسلام حضرت بلال — سید عین آبادی — ۴/=

جناب فضّہؑ — راحت حسین ناصری — ۷/=

مجالس عظیم — مولانا سید کلب عابد صاحب — ۲۵/=

الخلفا، حصّہ اول — فروغ کاظمی — ۳۰/=

الخلفا، حصّہ دوم — " " — زیر طبع

تفسیر کربلا — فروغ کاظمی — ۶۰/=

حضرت عائشہ کی تاریخی حیثیت — فروغ کاظمی — زیر طبع

قرآن اور سائنس — مولانا سید کلب صادق — زیر طبع

درگاہ حضرت عباسؑ تاریخ کی روشنی میں — مرتبہ حسن لکھنوی — ۲۰/=

عرفان امامت حالات امام زمانہؑ — ظفر عباس کشمیری — ۴۰/=

البیان تفسیر سورۂ الحمد — سید ابوالقاسم خوئی — [illegible]

اہل ذکر — ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی — [illegible]

انتقام خونین یا خروج مختارؒ — سید محمد علی فجاوی — ۸/=

اسلام اور جنسیات — ڈاکٹر محمد تقی عابدی — زیر طبع

اسلام اور سکس (ہندی) — " " — "

کائنات روش مراثی — باقر علی خاں روشن لکھنوی — [illegible]

تعقیبات نماز پاکٹ سائز — [illegible]

انوار مرتبہ — ادیب الہندی (ہندی) — زیر طبع

راہنمایان اسلام — سید علی نقی (ہندی) — زیر طبع

قرآن مجید — مولانا فرمان علی صاحب (ہندی) — زیر طبع

نہج البلاغہ — مولانا مفتی جعفر حسین صاحب (ہندی) — زیر طبع

ملنے کا پتہ

عباسؑ بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳